وادیِ نیل

مظہر الدین

قومی کتب خانہ لاہور

وادیِ نیل

تلخیص و ترجمہ

مظہر الدین

قومی کتب خانہ (رجسٹرڈ)
ریلوے روڈ — لاہور — (مغربی پاکستان)

تعدادِ اشاعت : ۱۱۰۰
قیمت : چار روپے

دسمبر ۱۹۵۵ء

محمد احسن پرنٹر پبلشر نے
اتحاد پریس بل روڈ لاہور سے چھپوا کر
قومی کتب خانہ (رجسٹرڈ) ریلوے روڈ لاہور سے شائع کیا۔

فہرستِ مضامین

ارمانوسہ	۹
ارکادیوس	۲۸
مظالم	۶۱
ارمانوسہ بلبیس میں	۸۳
قربانی	۸۹
عمرو بن العاص	۱۰۵
یوقنا اور ارمانوسہ	۱۳۳
تلاش	۱۶۰
ملاقات	۱۷۵
عرب بلبیس میں	۱۸۸

بابل کی فتح	۲۱۶
صلح نامہ	۲۲۴
عربوں کے خیمے	۲۳۷
اسکندریہ	۲۶۴

دیباچہ
(طبعِ دوم)

"وادیِ نیل" مصر کے مشہور ناول نگار جرجی زیدان کی کتاب "ارمانوسۃ المصریہ" کا ترجمہ ہے۔ جب یہ کتاب میرے سامنے آئی تو اُس کی بعض خصوصیتوں نے مجھے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

جرجی زیدان خود عیسائی تھا اور وہ اسلام کے اُن غازیوں کی فتوحات کی داستان لکھ رہا تھا، جو عرب کے ریگ زاروں سے اُٹھ کر شام اور روم کی فضاؤں میں اپنے جلال و جبروت کے پرچم لہرا رہے تھے اور زمین کی وسعتیں اُن کے قدموں کے نیچے سکڑتی جا رہی تھیں۔

میرے لئے یہ بات قابلِ غور تھی کہ جرجی نے محض اپنے ادبی ذوق کی تسکین کے لئے غازیانِ اسلام کے کارناموں کو موضوعِ فکر بنایا ہے یا اِس داستاں سرائی سے اُس کا مقصد کچھ اور ہے؟

جرجی زیدان کی کتاب کا ہیرو رومی سپہ سالار اعیرج کا بیٹا ارکادیوس ہے اور ہیروئن مصر کے بادشاہ مقوقس کی بیٹی ارمانوسہ ــــــ قبطیوں اور رومیوں کی عداوت کی آگ میں یہ رومان پروان چڑھتا ہے اور اِسی آگ کی تیزی میں اس نے جلا پائی ہے

کتاب کے دو ذیلی کردار ہیں ماریہ اور عمر قیس ـــــ اور یہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں، لیکن جرجی نے انہیں نہ تو اتنا زیادہ اُبھرنے دیا ہے کہ یہ اصلی کرداروں پر چھا جائیں اور نہ ہی اتنا دبنے دیا ہے کہ اِن کی اہمیت ختم ہو جائے۔

جرجی ایک طرف تو وادیٔ نیل سے اُن غیر ملکیوں کو نکالنا چاہتا ہے جو صدیوں سے مصر پر قابض تھے اور انھوں نے مصریوں سے زندگی کی سکت چھین لی تھی، اور دوسری طرف جب وہ دیکھتا ہے کہ اقتدار رومیوں سے چھِن کر مسلمانوں کی طرف منتقل ہو رہا ہے تو وہ تڑپ اُٹھتا ہے، پھر وہ یہ کہہ کر اپنے جذبۂ قومیت میں پناہ لینے کی کوشش کرتا ہے کہ اگر مسلمان آرہے ہیں تو کوئی بات نہیں، آخر وہ بھی تو عرب ہی ہیں۔

جرجی کے فن نے انہی متضاد اور متنوع کیفیتوں سے فروغ حاصل کیا ہے، لیکن مسلمانوں سے اُس کی دلچسپی کی یہ وجہ نہیں کہ وہ اسلام کے علمبردار ہیں۔ بلکہ اُس کے تعلق کی اساس قومیت پر مبنی ہے۔ وہ ایک عرب ہونے کی حیثیت سے عربوں کی قصیدہ خوانی کر رہا ہے۔

جرجی نے اپنے مُلک کے جن حالات کی عکاسی کی ہے ان میں مجھے بڑی حد تک اپنے ملکی حالات کی تصویر نظر آئی۔ وہ جن ویران شہروں کے موڑوں پر کھڑا ہو کر روتا ہے، اُن میں مجھے اپنے مرحوم وطن کی صورت دکھائی دی، اور میرے آنسو جرجی کے آنسوؤں سے ہم آہنگ ہو گئے۔ وہ اپنے زعما کی سنگدلی کا ماتم کرتا ہے کہ اُنھوں نے حالات سے واقف ہونے کے باوجود کشتیوں کا انتظام نہ کیا اور عربوں کے حملہ کی خبر سُن کر قبطیوں کے کئی خاندان دریا عبور کرتے ہوئے ڈوب گئے۔

یہ میری اپنی داستان تھی ـــــ تقسیم ملک کے وقت مجھے بھی ایسے ہی

حالات سے دوچار ہونا پڑا تھا ؎

کبھی خدا پر اِک نظر اور ناخدا پر اِک نظر
وہ بھی کیا عالم تھا جب کشتی سرِ ساحل نہ تھی

جرجی زیدان کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ ایک متعصب عیسائی ہے اور شہد اور زہر کا ایک ایسا مرکب تیار کر کے پیش کرنے کا عادی ہے جسے جُدا نہ کیا جا سکے۔ یہ خیال درست ہے۔ تاہم مَیں نے اپنی بساط کے مطابق یہ زہر کم کرنے کی کوشش کی ہے لیکن بعض جگہ یہ زہر اس خوبی سے ملایا گیا تھا کہ جُدا نہیں کیا جا سکا۔

یوقنا کے بارے میں بھی بعض احباب کی رائے ہے کہ جرجی نے اُس کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ یوقنا خلوصِ دل سے مسلمان ہو گیا تھا اور اسلام لانے کے بعد اس نے مجاہدینِ اسلام کے دوش بدوش زرین کارنامے سر انجام دیئے ہیں۔ لیکن جرجی نے اُسے ایک منافق کی حیثیت سے پیش کیا ہے، اور اِس کی وجہ یہ ہے کہ جرجی کو ایک عیسائی حاکم کا اسلام لانا پسند نہ تھا، اسی لئے اس نے یوقنا سے انتقام لینے کی کوشش کی ہے۔

ممکن ہے یہ خیال درست ہو، لیکن جرجی نے جس فن کاری سے یوقنا کا کردار پیش کیا ہے اُس میں ردوبدل کی گنجائش نہ تھی۔ اور نہ ہی اس کی جگہ کوئی اَور کردار رکھا جا سکتا تھا —— جرجی کا اسلوبِ نگارش بھی پُرانا تھا، اس لئے مَیں نے اسے عصری تقاضوں سے قریب تر کرنے کے لئے کافی جگہ ترمیم و اضافہ سے کام لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب ترجمہ سے زیادہ ترجمانی بن کر رہ گئی ہے۔

آخر میں مَیں ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ قیامِ پاکستان کے بعد اِس امر کی اشد ضرورت تھی کہ پاکستان کے ادیبوں اور شاعروں اور اسلامی

ممالک کے ادیبوں اور شاعروں کے درمیان ایک مضبوط رابطہ قائم کیا جاتا۔ یہاں کے اہلِ قلم کی تخلیقات اُن تک پہنچائی جاتیں، اور اُن کی تخلیقات سے اِدھر والوں کو مستفیض ہونے کا موقع دیا جاتا۔ لیکن یہاں یہ حال ہے کہ جو لوگ اپنے اسلامی بھائیوں کی تصانیف کو اُردو میں منتقل کرنا چاہتے ہیں انہیں کوئی کتاب نہیں ملتی اور جن ادیبوں اور شاعروں نے اپنے اسلامی بھائیوں کے لئے خلوص و محبّت کے جذبات کا اظہار کیا ہے، ان کی تخلیقات کو شایانِ توجہ نہیں سمجھا گیا۔ کم از کم خلوص کی یہ پیشکش اُن تک تو پہنچنی چاہیے تھی۔

کیا اسلامی ممالک کے اتحاد کے لئے اہلِ قلم کی کوششیں ضروری نہیں؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا ہمارے اربابِ اقتدار ہی جواب دے سکتے ہیں!

مظہر الدین

راولپنڈی
۱۵ر دسمبر ۱۹۵۵ء

ارمانُوسہ

(۱)

ارمانُوسہ مصر کی شہزادی تھی، اُس کا باپ مقوقس مصر میں قیصرِ روم ہرقل کا نائب السلطنت تھا۔ ارمانوسہ کو قدرت نے ایسا حُسن وجمال بخشا تھا کہ مصر میں ہر جگہ اس کا چرچا تھا۔

مقوقس کا ایک بیٹا بھی تھا جس کا نام ارسطولیس تھا۔ ایک بیٹی اور ایک بیٹے کے سوا مقوقس کی اَور کوئی اولاد نہ تھی۔

مقوقس کو اپنی بیٹی سے بے حد محبت تھی۔ اُس نے اپنے تمام خانگی امُور ارمانوسہ کو سونپ رکھے تھے اور وہ اپنے گھر میں ہر طرح آزاد اور خود مختار تھی۔

قیصرِ روم نے ارمانُوسہ کے حُسن وجمال کا ذکر سُنا تو اُس نے مقوقس سے درخواست کی کہ وُہ ارمانوسہ کی شادی اُس کے بیٹے قسطنطین سے کردے۔

ارمانُوسہ اِس رشتے پر خوش نہ تھی، لیکن وہ اِس لئے خاموش تھی کہ اُس زمانے

میں جوان لڑکیوں کو مُنہ کھولنے کی اجازت نہ تھی۔

مقوقس، اسکندریہ میں مقیم تھا اور اُس کے ساتھ اُس کے نوکروں کی اچھی خاصی تعداد بھی۔ نوکروں میں مصری اور حبشی لونڈیاں اور غلام شامل تھے۔ لیکن اُن میں کوئی رُومی نہ تھا۔

ارمانوسہ منف کے محل میں رہتی تھی، جو دریائے نیل کی غربی جانب ایک جزیرے میں تھا، اور چاروں طرف سے پھلوں اور پھولوں کے درختوں سے گھرا ہُوا تھا۔ محل کے آس پاس مصریوں کے قدیم ہیکل تھے جو اگلے وقتوں کی سنگ تراشی کا نادر نمونہ تھے۔ محل کے دروازے ساحلِ نیل کی طرف کھُلتے تھے جو قریب ہی بہتا تھا۔

ایک رات چاندنی کا منظر دیکھتے ہوئے ارمانوسہ نے اپنی خادمہ بربارہ سے کہا: "آج نیل میں سیر کو جی چاہتا ہے۔"

شہزادی کے ارشاد کی دیر تھی کہ فوراً انتظامات مکمل ہو گئے۔ اِس وقت ارمانوسہ نے آسمانی رنگ کا لباس پہن رکھا تھا۔ بال مصری طرز پر گندھے ہوئے شانوں پر لٹک رہے تھے اور اُن میں لعل، ہیرے اور یاقوت ٹکے ہوئے تھے۔ اُس نے محل سے باہر قدم رکھا تو گانے والیوں کے نغمے فضا کو مسحور کرنے لگے۔ وہ مرمریں فرش پر خراماں خراماں چلتی ہوئی باغ کے مشرقی کنارے پر آ گئی۔

باغ کا دروازہ آبنوس کا بنا ہُوا تھا، جس میں سُرخ و سفید پتھر جڑے ہوئے تھے اور دروازے کی پیشانی پر اوزیریس کی تصویر بنی ہوئی تھی، جس کے کھُلے ہوئے بازو دروازے پر پھیلے ہوئے تھے اور اُوپر ابوالہول کے دو مجسمے تھے جو ہر گزرنے والے کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے تھے۔ ارمانوسہ دروازے سے گزر کر ساحل پر آ گئی، جہاں

ایک سجی سجائی کشتی اُس کے انتظار میں کھڑی تھی۔ وہ کشتی میں مخملیں فرش پر بیٹھ گئی۔ لونڈیاں بھی آس پاس بیٹھ گئیں۔ بربارہ اُس کے قریب تھی۔ ارمانوسہ نے نظر اُٹھا کر ماحول کی دلکشی کا جائزہ لیا اور ملاحوں کو اشارہ کیا۔ ملاحوں نے اشارہ پاتے ہی بادبان کھول دیئے اور کشتی نیل کی لہروں پر ہچکولے کھانے لگی۔

فضا بہت خوشگوار تھی، چاند کی روشنی میں دریا کی ہلکی ہلکی لہریں نہایت دلکش معلوم ہو رہی تھیں۔ کناروں پر گھنے باغات اور بلند عمارات تھیں۔ بیشتر عمارتیں ایسی تھیں جو کئی انقلاب دیکھنے کے باوجود اپنی جگہ کھڑی تھیں، ایک طرف وہ عالیشان مینار دکھائی دیتے تھے جنہیں دُنیا اہرامِ مصر کے نام سے پکارتی ہے۔ اِس ماحول میں منعت کا عظیم الشان محل عجیب نظارہ پیش کر رہا تھا۔

کشتی کے روانہ ہوتے ہی لونڈیوں نے مِل کر گانا شروع کر دیا۔ اُن کے سازوں کی مختلف صداؤں اور ہوا کے جھونکوں سے جھومتے ہوئے درختوں کی آواز نے فطرت کی خاموشی سے ہم آہنگ ہو کر چاروں طرف سحر سا پھونک دیا جس سے سوئی ہوئی اُمنگیں جاگ اُٹھیں اور دلوں میں مسرت کے جذبات کروٹیں لینے لگے۔ سب شاداں و فرحاں تھے لیکن ارمانوسہ خاموش تھی۔ اُس کے چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کسی غم میں ڈوبی ہوئی ہے۔ بربارہ نے کئی دفعہ اُسے ہنسانے کی کوشش کی مگر اُس کی کوشش ہر بار ناکام ثابت ہوئی۔ کشتی محل سے کافی دور آ چکی تھی ارمانوسہ کو اتنی دُور آ جانے کا احساس ہوا۔ تو وہ گھبرا سی گئی۔ اور ملاحوں کو لوٹنے کا اشارہ کیا ـــــ گانے والیاں خاموش ہوگئیں اور ملاحوں نے کشتی کا رُخ پھیر دیا۔ لونڈیاں ماحول کی دلکشی سے بے حد خوش تھیں، لیکن ارمانوسہ پریشانی کے عالم

ہیں ساحل کی طرف دیکھ رہی تھی۔

بربارہ ارمانوسہ کی حالت دیکھ کر حیران تھی، اُس نے کئی بار ارمانوسہ کے اضطراب کی وجہ دریافت کرنا چاہی، لیکن ہر بار وہ اِس خیال سے رُک جاتی کہ شاید یہ جگہ اِس سوال کے لئے موزوں نہ ہو۔ بربارہ بڑے غور سے ارمانوسہ کی غمگین صُورت دیکھ رہی تھی اور اُسے دُکھ ہو رہا تھا کہ آخر یہ کیوں اُداس ہے؟ وہ سوچ رہی تھی کہ ارمانوسہ کو خدا نے دُنیا کی تمام نعمتیں بخشی ہیں، یہ وادیٔ نیل کی سب سے زیادہ حسین ہستی ہے۔ مقوقس نے مال و دولت کے استعمال میں اِسے پُورا اختیار دے رکھا ہے، مصر کی سینکڑوں بیٹیاں اس کی مطیع و فرمانبردار ہیں۔ شاہِ اعظم ہرقل اِسے اپنے بیٹے قسطنطین کے لئے منتخب کر چکے ہیں، پھر یہ کیوں اُداس ہے؟ آخر اِس بے چینی کی وجہ؟ —— پھر وہ سوچنے لگی: ایسا نہ ہو کہ اس پریشانی کا باعث کوئی ایسی بات ہو جو پُوری نہ ہو سکتی ہو، کوئی نازک بات، یا کوئی ایسا مقصد۔ جو ناقابلِ حصُول ہو!

(۲)

کشتی کنارے پر آ گئی اور تمام لونڈیاں اُتر کر ساحل پر کھڑی ہو گئیں۔ ارمانوسہ ابھی تک کشتی میں بیٹھی تھی، اُسے کافی دیر کے بعد احساس ہُوا کہ کشتی کنارے لگ چکی ہے اور لونڈیاں اس کا انتظار کر رہی ہیں۔ ارمانوسہ کشتی سے اُتری تو مشعل بردار لونڈیاں اس کے استقبال کے لئے کھڑی تھیں، لیکن ارمانوسہ محل کی بجائے باغ کی طرف چل دی۔ لونڈیوں نے سوچا، شاید ارمانوسہ کچھ دیر اکیلی باغ میں ٹہلنا چاہتی ہے، وہ محل میں چلی گئیں۔

ارمانُوسہ باغ کے مشرقی دروازے پر پہنچ کر ایک قوی الجثّہ مجسّمے کا سہارا لے کر کھڑی ہوگئی۔ اور کچھ دیر توقف کے بعد باغ کی روشوں پر ٹہلنے لگی۔ اُس کے انداز و اطوار سے معلوم ہوتا تھا کہ اُسے باغ کی رنگین فضا کا کوئی احساس نہیں۔ اُسے اُن پھولوں کے حُسن سے بھی کوئی دلبستگی نہیں جو اُسے محبّت بھری نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ باغ کا سارا ماحول اُس کے لئے بیگانہ تھا بلکہ وہ اپنے وجود سے بھی بیگانہ تھی۔

بربارہ دُور کھڑی ارمانُوسہ کی خود فراموشی کا مشاہدہ کر رہی تھی۔ ارمانوسہ کی بے چینی اس کے لئے اضطراب کا موجب بنی ہوئی تھی لیکن اُس کی مجال نہ تھی کہ وہ آگے بڑھ کر ارمانُوسہ سے کچھ پوچھ سکے۔ ارمانُوسہ محل کی طرف بڑھی تو وہ بھی آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی ہوئی اُس کے ساتھ ہوگئی۔ ارمانُوسہ کو آتے دیکھ کر خادمہ نے اُس کے کمرے میں مشعلیں روشن کر دیں۔ ارمانُوسہ کمرے کے اُس دریچے کے قریب پلنگ پر تکیوں کے سہارے بیٹھ گئی جہاں سے دریائے نیل کا نظارہ دکھائی دیتا تھا۔ بربارہ سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اسی دوران میں خادمہ نے چند گل دان لا کر رکھ دیئے جن میں رنگا رنگ کے پھول سجے ہوئے تھے۔ ارمانُوسہ کبھی دریائے نیل کی طرف دیکھنے لگتی، کبھی اُس کی نگاہیں دیواروں پر لٹکی ہوئی تصویروں پر مرکوز ہو جاتیں اور کبھی وہ فرش کے بیل بوٹوں کو گھور گھور کے دیکھنے لگتی۔ اُس کے بار بار پہلو بدلنے سے اُس کی پریشانی ظاہر ہو رہی تھی۔ بربارہ نے بہت کوشش کی کہ ارمانُوسہ کو یہ معلوم نہ ہو کہ اُس کی پریشانی اِس کے لئے ناقابلِ برداشت بنتی جارہی ہے لیکن اِس کے باوجود بربارہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

ارمانُوسہ اچانک اُس کی طرف متوجہ ہوئی۔ "بربارہ! کیا بات ہے تم رو

رہی ہو ــــ ؟"

بربارہ نے ارمانوسہ کے پلنگ کی طرف کرسی کھینچتے ہوئے کہا "شہزادی! کوئی بات نہیں۔ خدا نے مجھے تمام نعمتوں سے سرفراز کیا ہے، اور یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں تیرے زیرِ سایہ عیش و آرام کی زندگی گزار رہی ہوں۔"

ارمانوسہ نے کہا "لیکن تم رو رہی ہو!"

بربارہ بولی "یہ خوشی کے آنسو ہیں۔ قدرت نے تجھے جن سعادتوں سے نوازا ہے، وہ میرے لئے باعثِ فخر ہیں، جس دن سے شہزادہ قسطنطین سے تیری نسبت قرار پائی ہے، دُنیا تجھ پر رشک کرتی ہے، قسطنطین سے تیرا رشتہ قدرت کا خاص انعام ہے۔ وُہ ہرقل شاہِ اعظم کا بیٹا ہے، جاہ و منصب کے اعتبار سے اُس کا کوئی ثانی نہیں، وہ ہر لحاظ سے تیرے قابل ہے اور قدرت نے تجھے اُس کے لئے بنایا ہے۔ تمہارا ملاپ اب زیادہ دُور نہیں، وہ عربوں کی جنگ سے فتحیاب ہو کر جلد آنے والا ہے۔"

بربارہ کی باتیں سُن کر ارمانوسہ کے دل پر ایک چوٹ سی لگی، یہ ایک ایسی چوٹ تھی جس سے اُس کے سازِ حیات کا ایک ایک تار جھنجھنا اُٹھا۔ اب اُس کے لئے زیادہ دیر خاموش رہنا ممکن نہ تھا۔ اُس کی قوتِ برداشت جواب دے چکی تھی، اُس نے سوچا کہ اب مجھے اپنے دل کی بات کہنی پڑے گی، اب میں اُسے چھپا کر نہیں رکھ سکتی۔ میرا دِل پھٹ جانے کا یا میں پاگل ہو جاؤں گی۔"

اُس نے جُرأت کر کے بولنا چاہا لیکن زبان نے ساتھ نہ دیا ــــ مصلحت نے جذبات پر قابو پالیا۔ وہ اپنے دل کا حال کہہ کر اُس کنیز کے سامنے رُسوا نہیں ہونا چاہتی تھی جس نے اُسے گود میں کھلایا تھا۔ دُوسری طرف دل کا درد آنسو بن کر بہنے

کے لئے بیتاب تھا۔ ارمانُوسہ نے پھر ایک بار اپنے آپ کو سنبھالنا چاہا اور پلنگ سے اُٹھ کر دریچے سے دریلئے نیل کی طرف دیکھنے لگی۔ لیکن اُمڈتے ہوئے آنسُو کہاں تھمتے تھے ؛ یکدم صبر و ضبط کا بند ٹوٹ گیا اور وہ پھُوٹ پھُوٹ کر رونے لگی۔

بربارہ جلدی سے اُٹھی اور مُس نے ارمانُوسہ کو گلے لگا لیا، پھر اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پُوچھا" میری شہزادی! تُو کیوں رو رہی ہے ؛ تجھے کس بات کا غم ہے؛ کون حاسدہ تجھے اِس طرح رُلا رہا ہے ؛ مجھے کچھ تو بتا!"

ارمانُوسہ نے کوئی جواب نہ دیا، دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا، اور پہلے سے بھی زیادہ شدت سے رونے لگی ـــ اب بربارہ نے ارمانُوسہ کے پاؤں پکڑ لئے اور کہا۔

" شہزادی! مجھ سے تیری یہ حالت نہیں دیکھی جاتی؛ مَیں اپنے آقا کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ مجھ سے اپنے دِل کی بات نہ چھُپا، آخر مَیں تیری سب سے پرانی خادمہ ہوں اور مَیں نے ہی تجھے پال پوس کر بڑا کیا ہے، کیا مَیں اتنا بھی حق نہیں رکھتی کہ کوئی بات پوچھ سکوں ؟"

یہ کہہ کر بربارہ نے رونا شروع کر دیا، اور اپنا سر ارمانُوسہ کے قدموں پر رکھ دیا۔ ارمانُوسہ نے کندھوں سے پکڑ کر بربارہ کو اُوپر اُٹھاتے ہوئے کہا" نہیں بربارہ! یہ بات نہیں؛ مَیں تیرے خلوص سے واقف ہوں ـــ لیکن مَیں تجھے پریشان نہیں کرنا چاہتی۔ مَیں کسی اور کو اپنے غم میں شریک نہیں کر سکتی، اور اگر مَیں اپنے دِل کی بات بتا دوں تو شاید تُو مجھے پاگل سمجھنے لگے۔"

بربارہ نے کچھ سوچ کر کہا" خدا کی پناہ! بھلا مَیں ایسی حرکت کر سکتی ہوں؟

تُو تو میری جان اور میری رُوح ہے۔ تیرا غم میرا غم ہے۔ اگر اسے دُور کرنے کے لئے مجھے جان بھی دینی پڑی تو مَیں دریغ نہیں کروں گی"۔

ارمانوسہ ایک ثانیہ خاموش رہنے کے بعد دیوار پر بنی ہوئی تصویروں کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔ وہ ابوالہول کی تصویر کو احترام کی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ پھر وہ رومال کو دونوں ہاتھوں سے مروڑتی ہوئی پلنگ پر بیٹھ گئی۔ وہ بربارہ سے کچھ کہنا چاہتی تھی، لیکن کوئی جذبہ اُسے زبان کھولنے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ بربارہ نے آگے بڑھ کر اُس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "شہزادی! شرمانے کی ضرورت نہیں۔ مَیں مریم کی عفت و عصمت کی قسم کھا کر عہد کرتی ہوں، کہ مَیں زندگی بھر تیرا راز چھپائے رکھوں گی، اور تُو جو چاہتی ہے، اس کے لئے جان دے دوں گی"۔

ارمانوسہ نے آنکھیں اُٹھا کر بربارہ کے چہرے کی طرف دیکھا اور آہستہ سے کہا۔ "کوئی ملازم جاگتا نہ ہو؟"

بربارہ نے تسلی آمیز لہجے میں جواب دیا۔ "اس وقت اِدھر کون آسکتا ہے؟ اچھا مَیں باہر دیکھ آتی ہوں"۔

بربارہ، ارمانوسہ کے اطمینان کے لئے یہ کہتی ہوئی باہر نکل گئی۔

(۳)

ارمانوسہ کمرے میں بربارہ کا انتظار کر رہی تھی۔ کافی دیر ہو گئی۔ لیکن بربارہ واپس نہ آئی۔ پھر یکدم باہر سے شور و غل کی آواز آنے لگی۔ ارمانوسہ نے گھبرا کر کھڑکی سے باہر دیکھا۔ ساحل پر ایک کشتی کھڑی تھی۔ جس سے اُتر کر لوگ محل

کی طرف آرہے تھے۔ اُن کے ہاتھوں میں مشعلیں تھیں۔ ارمانوسہ کسی ملازم کو آواز دینا چاہتی تھی کہ بربارہ کمرے میں آگئی۔ اُس کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھ کر ارمانُوسہ نے کانپتی ہوئی آواز میں پُوچھا۔ "یہ شور کیسا ہے؟"

بربارہ نے جواب دیا۔ "یہ لوگ تیرے والد شاہ مقوقس کی طرف سے آئے ہیں۔ اور ان کے آنے کا مقصد یہ ہے کہ تجھے بلبیس لے جائیں۔ بلبیس میں تجھے اپنے منگیتر کا انتظار کرنا ہوگا اور وہ وہیں سے تجھے بیاہ کر قسطنطنیہ لے جائے گا۔"

یہ خبر سُن کر ارمانُوسہ کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ بربارہ سمجھی شاید ارمانُوسہ اپنے والد کی جُدائی کے خیال سے پریشان ہوگئی ہے یا اسے وطن چھُوٹنے کے احساس سے صدمہ پہنچا ہے۔ بربارہ نے ارمانُوسہ کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا: "بیٹیاں ہمیشہ والدین کے پاس نہیں رہا کرتیں۔ ایک نہ ایک دن انہیں جُدا ہونا پڑتا ہے اور میں تو خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہوں کہ تُو جس محل کی زینت بننے والی ہے وہ تیرے لئے بہت موزوں ہے۔ ہرقل شاہِ اعظم کا محل ہمارے محل کی نسبت زیادہ خوبصورت ہے!"

ارمانُوسہ نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا: "دل کو محلوں سے تسکین نہیں ملا کرتی۔"

بربارہ نے حیرت سے پُوچھا: "آخر مجھے کچھ تو معلوم ہو، کیا تُو سفر کرنا پسند نہیں کرتی، یا . . . . ؟"

ارمانُوسہ نے بربارہ کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "اِس میں پسند یا ناپسند کا کوئی سوال نہیں۔ بس میں بلبیس نہیں جانا چاہتی۔"

"اگر تو بلبیس نہیں جانا چاہتی تو اپنے والد سے کہہ دے کہ وہ ہرقل کو لکھ

دے کہ وہ تجھے بلبیس کی بجائے سیدھا قسطنطنیہ لے جائے۔" بربارہ نے جواب دیا۔
ارمانوسہ نے بگڑ کر کہا: "مجھے قسطنطنیہ سے کوئی لگاؤ نہیں، اور نہ ہی قسطنطنیہ کے ساکنوں سے۔ مجھے اُس شخص سے بھی کوئی دلچسپی نہیں جس کا تُو بار بار نام لے رہی ہے۔ مَیں وہاں جا کر زندہ نہیں رہ سکتی۔"
بربارہ سمجھ گئی کہ ارمانوسہ قسطنطین کو پسند نہیں کرتی۔ لیکن اس نے انجان بن کے سوال کیا: "کیا تو قسطنطین کو پسند نہیں کرتی؟"
ارمانوسہ نے فی الفور جواب دیا۔ "نہیں، ہرگز نہیں۔"
بربارہ نے نرم لہجے میں پوچھا: "یہ کیوں؟"
"یہ سوال نہ کر۔" ارمانوسہ یہ کہہ کر سسکیاں لینے لگی۔
بربارہ نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا: "اچھا اگر تو اُسے پسند نہیں کرتی، تو اُسے چھوڑ دے، رو رو کر اپنی جان ہلکان کیوں کرتی ہے؟"
بربارہ کی بات نے ارمانوسہ کو جھنجھلا دیا اور وہ بھرّائی ہوئی آواز میں بولی:۔
"مجھے اِس عذاب سے نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ ابّا جان اُس کے باپ سے وعدہ کر چکے ہیں۔ اور اب وہ اپنے وعدے سے نہیں پھر سکتے۔ ہرقل شاہِ اعظم ہے، اور میرا باپ، اُس کا نائب السلطنت ہے۔ وہ اُسے کیسے ناراض کر سکتا ہے؟ ہائے اب مَیں زندہ نہیں رہ سکتی۔ آنے والی زندگی سے موت بہتر ہے۔"
بربارہ نے کہا: "میرا تو خیال ہے کہ اگر تُو اپنے دل کا حال کہہ دے، تو وہ تجھے مجبور نہیں کریں گے۔ آخر انہیں جبر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اُنہوں نے تو یہ رشتہ تیرے ہی آرام کے لئے کیا ہے۔ اگر تُو اِس رشتے سے ناخوش ہے تو وہ ہرقل کو

صاف جواب دے دیں گے۔ غالباً تُو اس لئے گھبرا رہی ہے کہ تجھے اپنا گھر چھوڑ کر دُوسری جگہ جانا پڑے گا۔ نوجوان لڑکیاں عموماً ایسا ہی کیا کرتی ہیں لیکن جب اُنہیں سُسرال کا آرام اور خاوند کی محبت نصیب ہو جاتی ہے تو وہ سب کچھ بھول جاتی ہیں، اور زندگی سے مطمئن ہو جاتی ہیں۔"

ارمانُوسہ بولی۔" اطمینان کیسا؟ مجھے کبھی اطمینان نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ مجھے قسطنطنیہ لے بھی جائیں تو میرا دل میرے ساتھ نہیں ہوگا۔"

بربارہ سمجھ گئی کہ ارمانُوسہ کسی کو دل دے بیٹھی ہے اور قسطنطین سے اس کی نفرت کی یہی وجہ ہے۔ بربارہ واضح الفاظ میں دریافت کرنا چاہتی تھی لیکن ارمانُوسہ اُٹھ کر کھڑکی کے پاس کھڑی ہو گئی؛ اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے دریا کی طرف دیکھنے لگی۔

باہر چاندنی چھٹکی ہوئی تھی اور دریائے نیل کے چمکتے ہوئے پانی میں کنارے کے درختوں کا عکس عجیب منظر پیش کر رہا تھا۔ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد سطحِ آب سے موجیں اُٹھتیں اور آپس میں ٹکرا کر رات کی خاموشی کا طلسم توڑ دیتیں لیکن ارمانُوسہ ماحول کی تمام دلفریبیوں سے بے نیاز اپنی زندگی کی گتھیاں سلجھانے میں محو تھی اور اُسے یہ احساس بھی نہ تھا کہ اسے کل اپنے باپ کے بھیجے ہوئے آدمیوں کے ساتھ بلبیس جانا ہے۔

بربارہ خاموشی سے حالات کی پیچیدگیوں پر غور کر رہی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اس ڈرامے کا کیا انجام ہوگا؟ ارمانُوسہ پلنگ پر بیٹھ گئی اور بربارہ نے کہا "شہزادی! میں رُومیوں سے تیری نفرت کی وجہ سمجھ سکتی ہوں، وہ ہم پر طرح طرح کے مظالم توڑ رہے

ہیں۔ اُنہوں نے ہمارے پادریوں اور ہماری راہبات کو قتل کر کے ہمارے گرجے مسمار کر دیئے ہیں۔ تیرے والد کے دل میں رومیوں کے خلاف جو انتقام کی آگ بھڑک رہی ہے تجھے اُس کا بھی علم ہوگا، میں نے تو یہاں تک سُنا ہے کہ میرے آقا کسی ایسے شخص کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں جو ہمیں رومی حاکموں کے مظالم سے نجات دلائے گا۔ ۔ ۔ ۔"

ارمنوسہ نے بربارہ کی بات کاٹ کر کہا "میں رومیوں کے بارے میں تمہاری شکایت کا مفہوم نہیں سمجھ سکی۔ تم رومیوں سے تعداد میں زیادہ ہو، رُومی مُٹھی بھر ہیں اور وہ تمہیں مُلک سے نہیں نکال سکتے۔"

بربارہ نے مسکرا کر جواب دیا "یہ درست ہے کہ ہم رومیوں سے زیادہ ہیں لیکن سلطنت کی باگ ڈور رومیوں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ حاکم ہیں اور ہم محکوم۔ روم کی حکومت بھی بڑی طاقتور ہے جس دن رومیوں نے ہم پر دھاوا بول دیا، ہمیں کہیں ٹھکانا نہیں ملے گا۔ تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تیرا باپ مصری ہے اور وہ اپنے ہموطنوں کی حالت دیکھ کر کُڑھ رہا ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ وادیٔ نیل کے باشندے اِن رومیوں کو نہیں دیکھ سکتے خواہ ہم سے اِن کا سلوک کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو۔ آخر ہم اُن بے گناہ پادریوں اور معصوم راہبات کو کیسے بھُول جائیں جن کے خون میں ان کے خنجر ڈوبے تھے؛ آج تک بیچارے بنیامین کا بھی کوئی سراغ نہیں ملا، وہ ان کے مظالم سے تنگ آ کر بھاگ گیا تھا۔ معلوم نہیں وہ زندہ بھی ہے یا نہیں۔ ہم میں سے ہر شخص بطریق رُومی کے مظالم کا شاکی ہے اُس نے اسکندریہ میں ظُلم کی حد کر دی ہے۔ ایک دفعہ میں نے اپنے آقا سے

اِن ظالموں سے نجات پانے کی خبر سُنی تھی۔ اُس وقت میرے آقا اپنے خاص کمرے میں ایک شخص سے خفیہ باتیں کر رہے تھے اور مَیں دیوار کی اوٹ میں کھڑی سُن رہی تھی۔ وہ شخص اُس قوم میں سے تھا جو ہمارے مُلک کے جنوب میں جزیرۃ العرب میں آباد ہے۔ عربی قاصد آقا کے پاس عربی زبان کا ایک خط لایا تھا اور ہمارے آقا کا ترجمان قبطی زبان میں بتا رہا تھا کہ یہ خط عرب قوم کے اُس عظیم انسان کا ہے جس نے لوگوں کو ایک نئے دین کی دعوت دی ہے اور عربوں کے بہت سے معزز افراد نے اُس کا دین قبول کر لیا ہے ۔۔۔ اُس عظیم انسان نے اپنے خط میں ہمارے آقا سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ مسیحی دین چھوڑ کر اُس کا دین قبول کر لے ۔۔۔ ہمارے آقا نے اُس خط کا بہت احترام کیا تھا لیکن اپنے دین کو چھوڑنا گوارا نہیں کیا تھا۔ آقا نے جواب میں لکھا تھا کہ ہم لوگ روم کے شاہِ اعظم ہرقل کے ماتحت ہیں، وہ اس وقت قسطنطنیہ میں مقیم ہے، اِس لئے مَیں اُس کی اجازت کے بغیر مذہب تبدیل نہیں کر سکتا ۔۔۔ اِس جواب کے ساتھ ہمارے آقا نے اُس عظیم انسان کو تحائف بھی بھیجے تھے ۔۔۔

عرب قاصد سے گفتگو کے اختتام پر آقا نے یہ خیال بھی ظاہر کیا تھا، کہ کبھی نہ کبھی ہمارے مُلک میں عرب داخل ہوں گے جو ہمیں اِن رومیوں سے نجات دلائیں گے۔ مَیں نے خود سُنا تھا کہ تمام حاضرین نے ہمارے آقا کے خیال کی تائید کی تھی۔ لیکن سب کی رائے تھی کہ مسیحی دین نہیں چھوڑنا چاہئے ۔۔۔

اِس کے کچھ عرصہ بعد ہمارے دریا کے کنارے ایک کشتی آکر ٹھہری تھی۔ جس میں سے ایک عرب ہمارے آقا کے پاس آیا تھا۔ اس کے سر پر گول کپڑا لپٹا

ہوا تھا۔ اُس نے آقا کو ایک خط دیا تھا ــــ مجھے معلوم نہیں اُس خط میں کیا لکھا تھا۔ لیکن اتنا یاد ہے کہ ہمارے آقا نے کچھ آدمیوں کو جمع کر کے اُن سے خفیہ باتیں کی تھیں۔ اور اگلے دن ہمارا آقا اسکندریہ روانہ ہو گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ وُہ عرب کسی خاص مقصد کے سلئے آیا تھا۔ عرب سے آنے والوں کو دیکھ کر مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ عرب شام کے خشک راستے سے آئیں گے۔ لیکن شاید میرا یہ اندازہ غلط ہو۔ ہمارے آقا نے رومی سپہ سالار اعیرج کو جب جزیرے کے سامنے والے قلعے بابل پر متعین کیا تھا تو میں اُسی وقت سمجھ گئی تھی کہ عرب آ رہے ہیں اور اعیرج ان کی پیش قدمی روکنے کے سلئے جا رہا ہے ــــ"

ارمانُوسہ خاموش تھی، لیکن اُس کے چہرے پر وحشت برس رہی تھی۔ بربارہ نے واقعات بیان کرتے ہوئے جب یہ کہا کہ آقا نے لشکر کو یہ حکم دے دیا کہ وُہ اعیرج کے ساتھ آئے تو ارمانُوسہ کا چہرہ تمتما اُٹھا ــــ اُس نے سنبھلتے ہوئے سوال کیا "ایک طرف تُو یہ کہہ رہی ہے کہ میرا باپ رومیوں سے نجات پانے لئے عربوں کے حملے کا انتظار کر رہا ہے، اور دوسری طرف یہ کہتی ہے کہ وہ سرحد پر فوج بھیج کر عربوں کا حملہ روکنے کی کوشش کر رہا ہے ــــ ؟"

بربارہ نے جواب دیا "مصلحت کا یہی تقاضا ہے۔ اگر وُہ ایسا نہ کرے تو رومی قبطیوں کا قتلِ عام شروع کر دیں۔ ہم میں اتنی سکت نہیں کہ ہم کھلے بندوں رُومیوں کی مخالفت کر سکیں۔"

ارمانُوسہ نے کچھ سوچنے کے بعد پوچھا ــــ "کیا اعیرج قلعے میں آ گیا ہے؟"

"خیال تو یہی ہے۔" بربارہ نے جواب دیا۔

ارمانوسہ نے پھر سوال کیا۔" اُس کے ساتھ اُس کا بیٹا بھی ہے؟"

بربارہ نے تُند لہجے میں جواب دیا۔" ہمیں اُس کے بیٹے سے کیا واسطہ؛ خدا اُسے غارت کرے!"

ارمانوُسہ مُنہ بسورتے ہوئے بولی۔" اُسے گالی نہ دو!"

برباره یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ ارمانُوسہ کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہیں اور چہرہ سُرخ ہو گیا ہے۔ برباره نے ارمانُوسہ کی بگڑی ہوئی حالت دیکھی تو نرمی سے کہا۔" بیٹی! تُو ان ظالموں پر لعنت ڈالنے کو بُرا سمجھتی ہے؟"

ارمانُوسہ نے افسردگی سے جواب دیا۔" فرض کرو کہ میں درست سمجھتی ہوں، لیکن ایسی باتوں سے فائدہ؟"

برباره نے ارمانُوسہ کی اضطراری کیفیت دیکھی تو حیرت سے سوال کیا:۔

" بیٹی! تُو رو رہی ہے؟"

برباره کے سوال سے ارمانُوسہ کے صبر کا دامن چھوٹ گیا۔ اُس نے اپنا سر برباره کے سینے سے لگا دیا اور ہچکیاں بھرتے ہوئے کہا:۔

" خدا کے لئے میرا کوئی علاج کرو! میری حالت بگڑتی جا رہی ہے۔ نہ جانے دل کے ہاتھوں میرا کیا انجام ہونا ہے؟" وہ درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں بولی!

" ارکادیوس!"

برباره، ارمانُوسہ کو سینے سے لگا کر اُس کے آنسو پونچھنے لگی۔ وہ سمجھ چکی تھی کہ شہزادی رومی سپہ سالار اعیرج کے بیٹے ارکادیوس سے محبت کرتی ہے۔

ارکادیوس ایک حسین جمیل نوجوان تھا جو کبھی کبھار اپنے باپ کے ساتھ مقوقس

کے پاس آیا کرتا تھا۔ مقوقس اور ارکادیوس کے باپ کے درمیان قومی منافرت کے باوجود مدتوں سے خوشگوار تعلقات قائم تھے۔ جو کبھی کبھار ارمانوسہ اور ارکادیوس کی ملاقات کا باعث بن جاتے۔ لیکن اُنہیں باتیں کرنے کا بہت کم موقع ملتا تھا۔

بربارہ نے ارمانوسہ کو سینے سے لگاتے ہوئے سوال کیا: "بیٹی! تو مجھے دِل کی بات بتانے میں کیوں ہچکچا رہی ہے؟ اگر کچھ معلوم ہو تو مَیں اُس کے تدارک کی کوشش بھی کروں؛ تیرے اس طرح چھپانے سے مَیں یہ تو نہیں سمجھ سکتی کہ تجھے اپنی پُرانی خادمہ پر اعتماد نہیں، لیکن اس حیا سے بھی کچھ نہیں بنے گا"

بربارہ نے ارمانوسہ کے گالوں پر بکھرے ہوئے بالوں کو محبت بھرے انداز سے پیچھے ہٹانا شروع کر دیا۔ اور اس نے شرم کے مارے آنکھیں نیچی کر لیں۔ پھر وہ لبوں کو آہستہ سے جنبش دیتے ہوئے بولی:-

"کیا بتاؤں؛ انتہائی ضبط کے باوجود مَیں اپنے دِل کی بات نہیں چھپا سکی، اور آخر میری حالت نے میری محبت ظاہر کر دی ہے۔"

ارمانوسہ ایک سرد آہ بھر کر خاموش ہو گئی —— بربارہ اُس کے شانے پر پیار سے ہاتھ رکھ کر بولی:

"محبت کرنا کوئی عیب نہیں۔ مَیں تیری دیرینہ خادمہ ہوں، اگر تُو مجھ سے راز چھپانا چاہتی ہے تو آخر اور کسے بتائے گی؟"

ارمانوسہ نے بڑی معصومیت سے بربارہ کے کندھے پر سر رکھ دیا اور کہا:
"بربارہ! مَیں قسطنطین سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔ مَیں اپنی قسمت اعیرج کے

بیٹے ارکادیوس سے ؛ البتہ کر چکی ہوں۔ میرے والد مجھے جلد ہی قسطنطین کے حوالے کر دینا چاہتے ہیں اور مَیں یہ برداشت نہیں کر سکتی۔ اب میرے لئے خودکشی کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ــــــ۔"

بربارہ نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا: "بیٹی! خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے، وہ ضرور ہماری مدد کرے گا۔ مَیں تیری خوشی کے لئے ہر قربانی کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن ارکادیوس کہاں ہے؛ کیا اسے اِن واقعات کا علم ہے ؟"

ارمانُوسہ نے مغموم لہجے میں جواب دیا: "مجھے کچھ معلوم نہیں۔ شاید وہ اِن واقعات سے بے خبر ہے۔ لیکن اب ہم اُسے کیسے بتا سکتے ہیں کہ یہ لوگ مجھے صبح بلبیس لے جانا چاہتے ہیں اور اِس کے بعد . . . ."

یہ کہہ کر ارمانُوسہ نے پھر رونا شروع کر دیا۔ بربارہ اُسے تسلی دیتے ہوئے بولی: "بیٹی! خدا نے چاہا تو مَیں کل ہی . . . . اُس کے پاس پہنچنے کی کوشش کروں گی اور اُسے تمام حالات بتاؤں گی ــــــ اچھا اب سو جاؤ! رات کافی گزر چکی ہے۔"

یہ کہہ کر بربارہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اِس کے بعد ارمانُوسہ پلنگ پر لیٹ گئی۔ لیکن اُسے نیند نہ آئی اور وہ خیالات میں کھوئی ہوئی کروٹیں بدلتی رہی۔ بربارہ اپنے کمرے میں متفکر بیٹھی ارمانُوسہ کے انجام کے متعلق سوچ رہی تھی کہ اگر ارمانُوسہ کی شادی قسطنطین سے ہوگئی تو وہ زندہ نہ رہ سکے گی اور رو رو کر جان ہلاک کر دے گی۔ اور اگر اُس نے ارکادیوس سے شادی کر لی، تو اُس کے باپ پر ہرقل شاہِ اعظم کا عتاب نازل ہو جائے گا۔ بربارہ جانتی تھی کہ ارمانُوسہ

مصر کی ایک غیور بیٹی ہے۔ محبت کے معاملے میں مصر کی جو روایات ہیں وہ انہیں وقتی مصلحتوں کی نذر نہیں ہونے دے گی۔ وہ دیر تک اسی کشمکش میں مبتلا رہی پھر سوچنے لگی کہ مجھے ہر حال میں اپنی شہزادی کا ساتھ دینا چاہئے ـــــ یہ جنگ کا زمانہ ہے، شاید کوئی ایسا انقلاب آجائے جس سے حالات یکسر بدل جائیں۔ یہ خیال آتے ہی اُس کی ڈھارس بندھ گئی، اور وہ اپنے دل میں کامیابی کی ایک ہلکی سی اُمید لے کر سو گئی ـــــ،

بربارہ ایک معاملہ فہم عورت تھی، اسی لئے اُسے محل میں اُونچا درجہ حاصل تھا۔ اُس کی مقبولیت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اُس نے مقوقس کی چہیتی بیٹی کو پالا تھا۔

صبح کے وقت بربارہ نے ارمانوسہ کو نہلا دُھلا کر تیار کیا، اور محل کے ملازموں اور لونڈیوں کو سفر کے انتظامات مکمل کرنے میں لگا دیا۔ چند ملازم ایک کشتی سجانے میں مصروف ہو گئے، اور بربارہ آرائش و زیبائش کا سامان اور ریشمی کپڑے ترتیب دینے لگی۔ لیکن ارمانوسہ بہت غمگین تھی۔

شام کی تاریکی کے ساتھ ارمانوسہ کا دل دھڑکنے لگا۔ وہ محسوس کر رہی تھی کہ وہ اُس محل کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ رہی ہے جہاں اُس کے شعور نے پہلی انگڑائی لی تھی۔ بربارہ انتظام کے بعد ارمانوسہ کے پاس آگئی اور اُس نے محرمانہ انداز میں پوچھا، "مجھے تیرے ساتھ بلبیس چلنا چاہئے، یا ارکادیوس کی تلاش کے لئے بابل جاؤں؟ میرا خیال ہے کہ وہ لشکر کے ساتھ بابل کے قلعے میں ضرور آئے گا!"

ارمانوسہ نے جواب دیا، "میرے لئے تنہا بلبیس جانا بہت مشکل ہے تیرے

سوا میرا کون محرم ہے جس سے دل کی بات کر سکوں؟" ۔۔ ذرا توقف کے بعد ارمانوسہ پھر بولی: "میں دل پر جبر کر لوں گی، تم قلعہ میں پہنچ کر ارکادیوس کو حالات سے آگاہ کرو۔ میں عین شمس سے اباجان کے ساتھ بلبیس پہنچ جاؤں گی، اور وہاں تمہارا انتظار کروں گی۔ اگر تم نے بلبیس آنے میں دیر کی تو شاید تمہاری آنکھیں پھر مجھے کبھی نہ دیکھ سکیں؟"

یہ کہتے ہوئے ارمانوسہ کی آواز بھرا گئی اور اُس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ بربارہ کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔ وہ ارمانوسہ کو آغوش میں لیتے ہوئے بولی: "خدا تیرا حامی و ناصر ہو۔ میں ارکادیوس سے مل کر جلد لوٹنے کی کوشش کروں گی"

صبح بربارہ نے ارمانوسہ کو لباس تبدیل کرایا، بال بنائے اور زیورات پہنا دیئے۔ کہار موتیوں سے جڑی ہوئی ڈولی محل کے دروازے پر لے آئے۔ ارمانوسہ کے بیٹھتے ہی کہاروں نے ڈولی اُٹھائی تو کنیزوں نے گیت گانا شروع کر دیا۔

ڈولی نیل کے کنارے پہنچی تو بربارہ اور کنیزوں نے ارمانوسہ کو سہارا دے کر کشتی پر سوار کیا، ارمانوسہ ریشمی گدے پر بیٹھ گئی، اور مصری، حبشی اور رومی کنیزیں اُس کے آس پاس بیٹھ گئیں۔ بادبانوں کے کھلتے ہی منف کا محل ارمانوسہ کی نگاہوں سے دُور ہونے لگا۔ بابل کے قلعہ کے قریب پہنچ کر کشتی رُک گئی۔ بربارہ اپنی جگہ سے اُٹھی اور ارمانوسہ کو پیار کر کے کچھ کہے بغیر کشتی سے اُتر گئی۔ اُس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ کشتی روانہ ہو گئی، اور بربارہ کی نگاہیں دُور تک ارمانوسہ کی کشتی کا تعاقب کرتی رہیں!

ارکادیوس

(۱)

تھوڑی دیر بعد بربارہ قلعہ کے قریب پہنچ گئی۔ وہاں اُسے معلوم ہوا کہ رومی لشکر ابھی نہیں آیا — قلعہ پر مصری سپاہیوں کا پہرہ تھا۔ وہ سوچنے لگی کہ مجھے جلد قلعہ میں پہنچ جانا چاہیے۔ رومی لشکر آ گیا تو شاید میں اندر نہ جا سکوں —

قلعہ میں کلیسا عیسائیوں کی ایک مشہور زیارت گاہ تھی۔ اس میں پرانے تبرکات رکھے ہوئے تھے جو صدیوں سے عیسائیوں کی عقیدت کا مرکز چلے آ رہے تھے اور مصری لوگ اُن کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔ بربارہ بھی زیارت کے بہانے قلعہ میں داخل ہو گئی۔

قلعہ میں پہنچ کر بربارہ راہبات سے ملی۔ جب راہبات کو معلوم ہوا، کہ بربارہ مقوقس کی خاص خادمہ ہے تو وہ بہت خوش ہوئیں، اور اُنہوں نے اُسے تبرکات کی زیارت کرائی۔

دوپہر کے وقت قلعہ میں خبر پہنچی کہ رومی لشکر آ رہا ہے۔ راہبات یہ خبر سُن کر گھبرا گئیں۔ وہ رومیوں کے مظالم سے واقف تھیں۔ چنانچہ وہ گڑگڑا کر دعائیں مانگنے لگیں: "اے خدا! اے مقدس باپ! ہمیں رومیوں کے مظالم سے محفوظ رکھ!"

شام کے وقت لشکر قلعے میں پہنچ گیا۔ سپاہیوں کے شوروغل سے راہبات کلیسا میں کانپ رہی تھیں کہ اچانک اُنہیں دروازے پر دستک سُنائی دی۔ ایک راہبہ نے آگے بڑھ کر لرزتے ہوئے ہاتھوں سے کلیسا کا دروازہ کھولا، تو باہر ایک فوجی دستہ کھڑا تھا جس کے آگے ایک حسین نوجوان گھوڑے پر سوار تھا۔ اُس کے لباس سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ کوئی معمولی سپاہی نہیں۔ بربارہ پہلی نظر میں بھانپ گئی کہ یہ ارکادیوس ہے۔

کلیسا کے دروازے پر سپاہی اپنی زبان میں کچھ باتیں کر رہے تھے لیکن راہبات ان کا مطلب نہیں سمجھتی تھیں، کیونکہ راہبات کی زبان قبطی تھی۔ چنانچہ ایک سپاہی نے قبطی زبان میں کہا: "ہمارے سالار کا حکم ہے کہ یہ کلیسا فوراً خالی کر دو۔ یہ قلعہ میں سب سے اُونچی جگہ ہے، اور ہم یہاں مورچہ بنانا چاہتے ہیں۔"

کلیسا کی بڑی راہبہ یہ حکم سُن کر رونے لگی۔ اُس نے سپاہی سے التجا کی کہ ہمیں رات کے وقت نہ نکالا جائے۔ صبح ہم کلیسا خالی کر دیں گی۔ لیکن سپاہی نے اُسے ڈانٹتے ہوئے کہا: "فوراً نکل جاؤ!"

راہبات پریشانی کی حالت میں باہر آ گئیں، بربارہ بھی اُن کے ساتھ تھی۔ راہبات حیران تھیں کہ اس وقت کہاں جائیں، اُنہیں اپنی بے عزتی کی نسبت

کلیسا کے اُن تبرکات کی توہین کا زیادہ احساس تھا۔ جنہیں وہ اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتی تھیں۔ بربارہ نے بڑی راہبہ کو علیحدہ کر کے آہستہ سے کہا "ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے، جس سے سپاہی کلیسا خالی کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اگر ایسا نہ ہُوا تو ہمیں کلیسا کے قریب ٹھہرنے کے لئے کوئی جگہ مِل جائے گی۔"

راہبہ نے بیزاری سے جواب دیا "اِن ظالموں سے ایسی توقع نہیں یہ ہمارے ہزاروں پادریوں کو قتل کر چکے ہیں، یہ ہماری قوم کے ازلی دشمن ہیں۔ اس وقت تو یہ اپنے کام میں مصروف ہیں، نہ جانے صبح ہم سے کیا سلوک کریں گے؛ میرا دل تو پیش آنے والے واقعات کے تصوّر سے کانپ رہا ہے!"

بربارہ نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔ "اِن کے ظُلم ہمیشہ نہیں رہیں گے ایک دن خدا ہماری فریاد ضرور سُنے گا!"

راہبہ آنسو پونچھتے ہوئے بولی "میں ہمیشہ مریم کی عصمت کا واسطہ دے کر خدا سے یہی دُعا کیا کرتی ہوں کہ اِس مُلک سے ان کا اقتدار ختم ہو جائے اِن کے بعد جو قوم بھی ہم پر حکمران ہو گی وہ اِن ظالموں سے بہتر ہو گی۔"

جب سپاہی کلیسا کی چھت پر مورچہ بنانے میں مصروف تھے۔ بربارہ ارکادیوس سے ملاقات کے طریقوں پر غور کر رہی تھی۔ اچانک اُسے خیال آیا کہ اگر وہ ارکادیوس کو ملنے میں کامیاب ہو گئی تو وہ رومی زبان نہ جاننے کے باعث ارکادیوس سے گفتگو نہیں کر سکے گی۔ پھر وہ سوچنے لگی کہ ارکادیوس نے مصر میں تعلیم

حاصل کی ہے وہ قبطی زبان سے واقف ہوگا۔ اس وقت ارکادیوس اپنے سپاہیوں کے ساتھ انتظامات میں مصروف تھا۔ کافی غور کرنے کے بعد بربارہ کو ارکادیوس سے ملنے کی کوئی تدبیر نہ سُوجھی۔

ارکادیوس کلیسا کی بالائی منزل کو مضبوط مورچے میں تبدیل کر دینا چاہتا تھا۔ اُس کے خیال کے مطابق کلیسا کی چھت پر مورچے کا ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ وہ سپاہیوں کو ہدایات دینے کے بعد دوسرے مورچوں کے انتظامات کے لئے چلا گیا۔

آدھی رات کے بعد ارکادیوس کلیسا میں واپس آیا تو سپاہی اُس کے لئے کلیسا کی بالائی منزل کا کمرہ آراستہ کر چکے تھے۔ وہ کمرے میں داخل ہوا۔ رات کا لباس تبدیل کرنے کے بعد دریا کی طرف کُھلنے والی کھڑکی کے قریب بیٹھ گیا اور نیل کی موجوں کا نظارہ دیکھنے لگا۔

دریائے نیل قلعے کی غربی جانب بہہ رہا تھا اور قلعہ کو چاروں طرف سے گھنے درختوں نے گھیر رکھا تھا۔ چاندنی رات میں ارکادیوس کی مضطرب نگاہیں کسی کھوئی ہوئی شے کی تلاش میں بھٹک رہی تھیں۔ وہ مسلسل دریائے نیل کے اُس پار دیکھ رہا تھا۔۔ اچانک اُس کی ویران نگاہیں ایک بلند چوٹی پر جا پہنچیں، وہ اہرامِ مصر کی اُن چوٹیوں میں سے بہت بلند تھی جو منف کے محل کے قریب کھڑی تھیں ——— وہ سوچنے لگا، شاید ارمانوسہ بھی اِس وقت یہ دلکش منظر دیکھ رہی ہو۔

ارمانوسہ کے محل کا تصور کرتے ہوئے اُسے وہ منظر یاد آنے لگا جب

وہ نظریں بچا کر ایک دوسرے کو دیکھا کرتے تھے۔ ماضی کے حسین تصورات آہستے بہت دور لے گئے۔ وہ اپنے دل میں اُن شرمائی ہوئی نگاہوں کی کسک محسوس کر رہا تھا جو اُس کی طرف بیگانہ وار اُٹھا کرتی تھیں۔ وہ اُن نظروں کا مفہوم سمجھ چکا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ یہ درد کی گھڑیاں عارضی ہیں، اور جنگ ختم ہونے ہی وہ ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے کے ہو جائیں گے —— اچانک اسے اپنی قوم اور ارمانُوسہ کی قوم کی منافرت کا خیال آگیا، اور اُس کے حسین تصورات بکھر گئے۔

(۲)

فضا خاموش تھی اور نیل کی مضطرب موجیں قلعے کی دیواروں سے ٹکرا رہی تھیں۔ کبھی کبھی نیل کے کنارے سے مینڈکوں کے ٹرّانے کی آواز آجاتی، جس سے رات کی خاموشی کا طلسم ٹوٹ جاتا —— ارمانُوسہ کے متعلق سوچتے ہوئے ارکادیوس کو اُس کے بھائی ارسطولیس کا خیال آگیا۔ ارسطولیس سے اُس کی دیرینہ دوستی تھی جو اُس کے ساتھ رومی فوج میں ایک افسر کی حیثیت سے آیا ہُوا تھا۔ ارکادیوس سوچنے لگا کہ اگر میں ارسطولیس سے اپنے دل کی بات کہہ دوں تو وہ میری مدد کے لئے تیار ہو سکتا ہے؛ اسی دوران میں ایک ملازم نے آکر اطلاع دی کہ ارسطولیس آپ کے ملنے کے لئے آیا ہے!

ارکادیوس اس عجیب اتفاق پر بہت خوش ہُوا۔ اُس نے ارسطولیس کو اندر بُلا لیا، اور اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی سوال کیا:۔

"آپ! اِس وقت؟"

ارسطولیس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کے پاس ایک ضروری درخواست لے کر آیا ہوں"

ارکادیوس مسکراتے ہوئے بولا "وہ کیا؟"

ارسطولیس نے جواب دیا "کلیسا کی ایک راہبہ نے مجھے بتایا ہے کہ پاہیول نے تمام راہبات کو کلیسا سے نکال دیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم راہبات کا بہت زیادہ احترام کرتے ہیں۔ اگر آپ اُن کے لئے کلیسا خالی کرا دیں، تو یہ آپ کی بہت بڑی نوازش ہوگی!"

ارکادیوس نے کہا: "کلیسا اس لئے خالی کرایا گیا ہے کہ یہاں ایک مضبوط مورچہ بنانا ضروری تھا"

ارسطولیس بولا "لیکن راہبات کو جس طریق سے نکالا گیا ہے، وہ بڑا توہین آمیز ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر ان کے لئے کلیسا خالی کرا دیا جائے اور جنگ کے زمانہ میں ان کی آسائش کا خیال رکھا جائے، تو اِن کی دعائیں ہماری کامیابیوں کی ضامن ہو سکتی ہیں"

ارکادیوس نے جواب دیا ـــ "یہ بات فوجی تقاضوں کے خلاف ہے لیکن میں قلعہ کے اندر ہی ان کی رہائش کا بندوبست کرا دیتا ہوں!"

ارسطولیس نے کہا "اگر ایسا ہو جائے تو یہ بھی بہتر ہے میں آپ کا بے حد شکر گزار رہوں گا!"

ارکادیوس نے جواب دیا "اس میں شکریہ کی کیا بات ہے؟ ہم رومی پہلے ہی مصریوں میں بہت بدنام ہیں؛ اور اب تو جنگ کا زمانہ ہے۔ ایسے معاملات

میں اور بھی محتاط رہنے کی ضرورت ہے ۔ اچھا یہ تو بتاؤ، تمہاری جنگی تیاریوں کا کیا حال ہے ؟"

ارسطولیس بولا "اچھی خاصی ہیں، لیکن مکمل اُسی وقت سمجھی جائیں گی جب میرے اور آپ کے والد آجائیں گے ۔۔۔ وہ کب آرہے ہیں ؟"

ارکادیوس نے جواب دیا "غالباً اباجان کل پہنچ جائیں گے۔ لیکن آپ کے والد کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مجھے تو اس جنگ میں وُہ کچھ بے پروا دکھائی دیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ میرا خیال غلط ہو۔ لیکن اُن میں وہ سرگرمی اور جوش و خروش نظر نہیں آتا، جو ایسے موقعوں کے لئے ضروری ہوتا ہے ۔۔۔ وہ صرف مصر کی حفاظت کا نعرہ لگا رہے ہیں، حالانکہ اِس وقت پوری سلطنتِ روم کی حفاظت کا مسئلہ درپیش ہے ۔"

ارسطولیس کو اِن باتوں سے کچھ صدمہ سا ہُوا ۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ یہ باتیں درست ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ انہیں سُننا پسند نہیں کرتا تھا اور خاص کر ایسے شخص کی زبان سے جو رومی دستے کا سالار ہو ۔ چنانچہ اُس نے کہا : "آپ کیا کہہ رہے ہیں ؟ میرے والد تو شروع سے ہی جنگی تیاریوں میں مصروف رہے ہیں ۔ مَیں بھی اُنہی کی کوششوں سے فوج میں بھرتی ہُوا تھا !"

ارکادیوس ایک ہلکی سی مسکراہٹ سے بولا : "چھوڑیئے اِن باتوں کو ! آپ میرے مخلص دوست ہیں، اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ مَیں آپ کے والد کا بے حد احترام کرتا ہوں ۔ ہمارے بعض حکام نے قبطیوں سے جو زیادتیاں کی ہیں، مَیں اُن سے بھی واقف ہوں ، اور یوں بھی فاتح اور مفتوح قوموں کے درمیان

طبعی طور پر نفرت ہوتی ہے۔ اور ہمارے مذہبی اختلاف نے تو اس نفرت کو اور بھی شدید کر دیا ہے ـــــ لیکن میں یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں، کہ آپ کے والد اس نظریہ کے آدمی نہیں۔ اُن کی دلی خواہش ہے کہ یہ سلطنت ہمارے ہاتھ سے نکل کر کسی ایسے گروہ کے ہاتھ میں چلی جائے جو اُن کا ہم مذہب ہو۔ رومی لشکر میں آپ کی شمولیت اس امر کی دلیل نہیں کہ آپ کے والد رومیوں کی سربلندی چاہتے ہیں۔ بلکہ اس سے میرے نظریے کی تائید ہوتی ہے۔ لیکن ہمیں ایسی باتوں میں نہیں پڑنا چاہیئے ـــــ اس وقت ہمارا ملک خطرناک حالات سے دوچار ہے، اور ہمیں اپنی توجہ ملک کی حفاظت پر مرکوز کر دینی چاہیئے۔ خدا کے فضل سے ہمارے پاس جنگی ساز و سامان کی کمی نہیں، ہم عربوں کو بُری طرح شکست دے سکتے ہیں۔ عربوں کا خیال ہوگا کہ وہ شام اور بیت المقدس کی طرح وادئ نیل پر بھی قبضہ کر لیں گے، لیکن ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔ آخر ہمارے مضبوط قلعوں کو عرب کے بدّو کیسے فتح کر سکتے ہیں؟"

گفتگو کے اختتام پر ارکادیوس کو احساس ہوا کہ اس کی زبان سے بعض نامناسب باتیں نکل گئی ہیں۔ چنانچہ اُس نے بات کا رُخ بدلنے کے لئے سوال کیا۔ "سپاہیوں نے مورچے مکمل کر لئے ہیں؟ میں اُنہیں کچھ ہدایات دے آیا تھا!"

ارسطولیس نے جواب دیا ـــ "وہ میرے پہنچنے سے پہلے چھاؤنی کی طرف آ گئے تھے، اس لئے میں اُن سے تفصیلات معلوم نہیں کر سکا۔ اِس وقت تو وہ سو رہے ہوں گے۔ اگر کچھ کام باقی بھی رہ گیا، تو کل پُورا ہو جائے گا۔

میرا خیال ہے جو خندقیں کھودی جا رہی ہیں، اُن میں نوکیلی سلاخیں گاڑ دی جائیں تاکہ دشمن خندقیں عبور نہ کر سکے ۔ یہ تجویز میں نے محض احتیاطاً پیش کی ہے، ورنہ مجھے یقین ہے کہ دشمن کے خندقوں تک پہنچنے کی نوبت ہی نہیں آئے گی اور ہمارے سپاہی اُن کا خاتمہ کر دیں گے ۔"

ارکادیوس نے پوچھا "عرب کہاں تک پہنچ چکے ہیں ؟"

ارسطولیس نے جواب دیا "شام کے وقت مجھے جاسوسوں نے اطلاع دی تھی کہ وہ عریش سے پوری تیاری کے ساتھ اُٹھے ہیں۔ لیکن اُن کا قلعے تک پہنچنا ناممکن ہے ۔"

ارکادیوس جانتا تھا کہ مقوقس عربوں کو نہیں روک سکتا۔ وہ عربوں کو نہیں روکنا چاہتا۔ لیکن وہ اس خیال سے خاموش ہو گیا کہ اگر اُس نے مقوقس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار شروع کر دیا تو ارسطولیس کو صدمہ ہوگا۔ اِس لئے کہ ارسطولیس اپنے باپ کو ایک محبِ وطن کی حیثیت سے پیش کر رہا تھا ـــــ ،

ارسطولیس کے جانے کے بعد ارکادیوس بستر پر کروٹیں بدلنے لگا۔ لیکن کوشش کے باوجود اسے نیند نہ آئی ۔ اُسے یہ احساس کھٹک رہا تھا کہ وہ ارسطولیس سے اپنے دل کی بات نہیں کہہ سکا۔

ارسطولیس اپنے کمرے میں پہنچ کر اپنے باپ کے رومیوں سے ناخوشگوار تعلقات پر غور کرنے لگا۔ اُس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ جنگ میں زریں خدمات سرانجام دے کر اپنے باپ کا نام روشن کرے گا۔ اضطراب کے عالم میں اُٹھ کر وہ

دوبارہ ارکادیوس کے کمرے کی طرف چل پڑا۔ لیکن تھوڑی دور پہنچنے کے بعد اُسے پیچھے سے کسی کے پاؤں کی آہٹ سُنائی دی۔ اُس نے مڑ کر دیکھا تو ایک سایہ اُس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ارسطولیس نے حیران ہو کر پوچھا: "کون ہے؟"

"مَیں بربارہ!" ایک نسوانی آواز آئی۔

ارسطولیس تیزی سے اُس کے قریب پہنچ گیا اور بولا: "تو یہاں کیسے بربارہ؟ —"

بربارہ بولی: "کمرے میں چلئے، بتاتی ہوں، یہاں کوئی دیکھ نہ لے!"

ارسطولیس، بربارہ کے ساتھ اپنے کمرے کی طرف روانہ ہو گیا، لیکن وہ اِس خیال سے پریشان تھا کہ اگر رات کے وقت کسی نے مجھے ایک عورت کے ساتھ دیکھ لیا تو فوج میں میرے متعلق بدگمانی پھیل جائے گی۔ ارسطولیس تیزی سے کمرے میں داخل ہوا، اور شمع جلانے کے بعد بربارہ کو غور سے دیکھتے ہوئے بولا: "گھر میں خیریت ہے؟"

بربارہ نے جواب دیا: "جی ہاں! مَیں کل یہاں تبرکات کی زیارت کے لئے آئی تھی۔ اچانک قلعہ میں فوج آگئی اور سپاہیوں نے راہبات کے ساتھ مجھے بھی کلیسا سے نکال دیا — کلیسا میں ایک راہب نے آکر بڑی راہبہ کو بتایا تھا کہ اُسے بنیامین نے ایک خط دے کر ہمارے آقا کی طرف بھیجا ہے؟"

بربارہ سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے بولی — "بنیامین کا نام آپ نے سُنا ہوگا؟ یہ وہی مظلوم ہے جو اسکندریہ کے بطریق کے مظالم سے تنگ آکر جنگل کی طرف بھاگ گیا تھا۔ اُس نے عربوں کی آمد کی خبر سُن کر یہ خط لکھا تھا۔ لیکن قلعہ میں رومی فوج کے اچانک داخلے سے راہب کو جان کا خطرہ لاحق ہو گیا اور

وہ کلیسا کی بڑی راہبہ کو خط دے کر چلا گیا ـــــ راہبہ نے وہ خط مجھے دے کر آقا کے پاس پہنچانے کی تاکید کی تھی۔ مگر سپاہیوں نے ہمیں اس قدر بدحواس کر دیا کہ کلیسا سے نکلتے وقت مَیں وہ صندوق اُٹھانا بھُول گئی جس میں خط تھا ـــــ اب مَیں حیران ہوں کہ اگر وہ خط رومیوں کے ہاتھ آگیا تو کیا ہوگا؟"

ارسطولیس بربارہ کی باتیں سُن کر حیران رہ گیا۔ اُس کا تحیر بتا رہا تھا کہ وہ معاملے کی نزاکت کو سمجھتا ہے۔ اُس نے لرزتی ہوئی آواز میں سوال کیا "اب خط نکالنے کی کیا صُورت ہو سکتی ہے؟"

بربارہ نے کہا: "آپ مجھے ارکادیوس کے نام سفارشی خط لکھ دیں۔ اسے لکھئے کہ فوج کی آمد سے راہبات کو کلیسا خالی کرنا پڑا ہے، اور اس افراتفری میں وہ اپنے تبرکات نہیں نکال سکیں۔ راہبات کو عبادت کرنے میں دِقت پیش آرہی ہے، اور وہ چاہتی ہیں کہ بربارہ کو کلیسا میں جانے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ اپنا تبرکات والا صندوق نکال لائے۔"

ارسطولیس نے بربارہ کی رائے سے اتفاق کیا اور اُسے سفارشی خط لکھ دیا، ساتھ ہی جلد آنے کی تاکید کی۔

بربارہ بولی: "مَیں صبح سے پہلے آجاؤں گی۔"

بربارہ کی روانگی کے وقت ارسطولیس نے اپنی بہن کے متعلق سوال کیا "ارمانوسہ بلبیس چلی گئی ہے؟"

بربارہ نے اثبات میں جواب دیا۔ ارسطولیس پھر بولا: "تُو کیوں نہیں گئی؟" بربارہ نے کہا کہ میں نے ایک نذر ادا کرنے کے لئے شہزادی سے چند

روز کی اجازت لے لی تھی۔ اب میں جلد بلبیس پہنچ جاؤں گی؟

بربارہ کے جانے کے بعد ارسطولیس فوجی لباس اُتار کر بستر پر لیٹ گیا وہ دن بھر کا تھکا ہوا تھا، لیکن خط کی پریشانی نے اس کی نیند حرام کر دی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بنیامین نے عربوں کی آمد کی خبر سُن کر یہ خط لکھا ہوگا، اور ابا جان کو رومیوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے مشورے دیئے ہوں گے یہ خط پکڑا گیا تو کیا ہوگا؟

بربارہ، ارسطولیس سے خط لے کر راہبات کے پاس چلی گئی، اور اُن سے صندوق کی چابی لے کر کلیسا کی طرف چل پڑی۔ کلیسا کے دروازے پر اُسے سپاہیوں نے روکا، لیکن جب اُس نے کہا کہ میں ارسطولیس کا خط لے کر ارکادیوس کے پاس جارہی ہوں، تو سپاہیوں نے اُسے اندر جانے کی اجازت دے دی۔

(۳۷)

ارکادیوس کے دل و دماغ پر ارمانوسہ چھائی ہوئی تھی۔ وہ بستر پر پڑا اُس سے ملنے کی تدبیریں سوچ رہا تھا۔ ابھی تک وہ ارمانوسہ کے سامنے دِل کی بات نہیں کہہ سکا تھا اور وہ یہ جاننے کے لئے بیتاب تھا کہ ارمانوسہ اُس کے دِل کی حالت سے واقف ہے یا وہ اس معاملہ سے بالکل بے گانہ ہے۔ وہ ارمانوسہ کے ساتھ نامہ و پیام کا سلسلہ جاری کرنا چاہتا تھا، لیکن اُسے کوئی ایسا ذریعہ نظر نہیں آتا تھا۔ اُس کے اور ارمانوسہ کے باپ کے درمیان قومی منافرت تھی اور یہ منافرت اُس کی راہ میں بڑی طرح حائل تھی، اور

اِسی خوف سے اس نے ارمانُوسہ کی محبت کو دل کی گہرائیوں میں چھپا رکھا تھا. کہ اگر یہ بات اُس کے باپ اعیرج کو معلوم ہوگئی تو اُسے بے حد نادم ہونا پڑے گا۔ یہی قبطیوں اور رومیوں کی منافرت اُس کی محبت کے درمیان سب سے بڑی رُکاوٹ تھی۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ قبطیوں اور رومیوں کے تعلقات خوشگوار ہو جانے کے بعد بھی اُن کے دل صاف نہیں ہوں گے۔ لیکن اس کے باوجود وہ ارمانُوسہ سے محبت کرتا تھا۔ اُس قوم سے محبت کرتا تھا جس میں ارمانُوسہ پیدا ہوئی تھی۔

وُہ ارمانُوسہ سے ملنے کی تدبیروں پر غور کرتا تو اُس کے سامنے نئی نئی مشکلات کھڑی ہو جاتیں۔ وہ ایک گتھی کو سُلجھانے کی کوشش کرتا تو ایک اور گرہ اس کا دل توڑ دیتی۔ آخر اُس نے تنگ آکر اُس ساعت پر لعنت بھیجی جس میں وہ رُومی قوم کے گھر پیدا ہُوا تھا۔ وہ اپنے باپ کی اُن حماقتوں پر بھی لعنتیں بھیج رہا تھا جن کے باعث رومیوں اور قبطیوں کے تعلقات اس قدر خراب ہو چکے تھے —— اِسی دَوران میں ایک پہریدار نے اندر آکر اطلاع دی کہ ایک عورت دروازے پر کھڑی کہہ رہی ہے کہ مَیں ارسطالیس کا خط لے کر آئی ہوں۔

ارکادیوس نے کہا "اُس سے خط لے آؤ!"

سپاہی نے جواب دیا "مَیں نے اُس سے خط مانگا تھا، لیکن وہ خط دینے سے انکار کرتی ہے اور اندر آنا چاہتی ہے۔"

ارکادیوس بولا "اچھا، اُسے اندر بھیج دو!"

برباره کمرے میں داخل ہوئی تو ارکادیوس اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ برباره کی صورت اُسے مانوس معلوم ہو رہی تھی۔ لیکن وہ یہ فیصلہ نہ کر سکا کہ میں نے برباره کو کہاں دیکھا ہے۔ برباره کے سلام کا جواب دینے کے بعد اُس نے برباره سے خط لیا اور اُس سے رات کے وقت آنے کی وجہ دریافت کی۔

برباره نے کہا "محترم! کلیسا میں راہبات کا صندوق رہ گیا ہے۔ صندوق میں اُن کے تبرکات ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ صندوق سے تبرکات نکالنے کے لئے آپ مجھے کلیسا میں جانے کی اجازت دے دیں۔"

برباره ارکادیوس سے قبطی زبان میں باتیں کر رہی تھی۔ ارکادیوس نے اُسے سر سے پاؤں تک دیکھنے کے بعد حیرت سے سوال کیا "تمہارا اس کلیسا سے کیا تعلق ہے؟"

برباره نے جواب دیا "محترم! میں مسافر ہوں، یہاں زیارت کے لئے آئی تھی۔ لیکن سپاہیوں نے راہبات کے ساتھ مجھے بھی کلیسا سے نکال دیا ہے۔"

ارکادیوس نے ارسطولیس کا خط پڑھنے کے بعد کہا "ارسطولیس نے میرے پاس کسی راہبہ کو کیوں نہیں بھیجا؟"

برباره نے جواب دیا "راہبات شہزادوں سے بات کرنے کے آداب سے ناواقف ہیں۔"

ارکادیوس نے مسکراتے ہوئے پوچھا "تم نے شہزادوں سے باتیں کرنی کہاں سے سیکھی ہیں؟"

برباره نے آہستہ سے جواب دیا "میں اُس کے محل کی خادمہ ہوں۔"

ارکادیوس، بربارہ کا جواب سُن کر حیران رہ گیا۔ اُس کے خون کی گردش تیز ہو گئی اور اُس نے سنبھلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا" کون سا محل ؟ محل سے تیرا کیا مطلب ہے ؟"

بربارہ بولی ۔" منف کا محل، میں اُس کی بہن ارمانوسہ کی خادمہ ہوں ۔"

ارمانوسہ کا نام سُن کر ارکادیوس کے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی۔ اُس کا چہرہ تمتما اُٹھا اور وہ قدرے توقف کے بعد بولا: " غالباً تو ارمانوسہ کی خاص خادمہ ہے؟"

بربارہ نے جواب دیا۔" میں نے ارمانوسہ کو پالا ہے ۔"

وہ ارکادیوس کے اضطراب سے اس کی قلبی کیفیت کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی تھی۔ چنانچہ اُس نے ارکادیوس کے احساسات کو جھنجھوڑنے کے لئے کہا ۔" معلوم ہوتا ہے، آپ ارمانوسہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں؟"

وہ ذرا رُک کر پھر بولی ۔" میں آپ کی ماں کے برابر ہوں، مجھ سے شرمانے کی ضرورت نہیں ۔"

ارکادیوس نے اپنے قریب پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔" بیٹھ جائیے !"

وہ بیٹھ گئی تو ارکادیوس بولا ۔" تمہیں معلوم ہے ! تم کس سے باتیں کر رہی ہو؟"

بربارہ نے جواب دیا " میں تو یہی سمجھ رہی ہوں کہ رومی فوج کے سالار ارکادیوس سے باتیں کر رہی ہوں ۔"

ارکادیوس مُسکرایا اور اُس نے کہا ۔" تم اہلِ رُوم اور اہلِ مصر کے احساسات سے واقف ہو ؟"

بربارہ بولی۔ "یقیناً!"

ارکادیوس نے پوچھا "اُن کے احساسات کیا ہیں؟"

بربارہ نے جواب دیا۔ "دونوں میں سخت عداوت ہے۔"

ارکادیوس بولا۔ "میں کوئی سیاسی بات نہیں پوچھتا، بلکہ ایسی بات پوچھنا چاہتا ہوں جس کا رومیوں اور مصریوں میں سے کسی کو علم نہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ تم اِس معاملہ سے آگاہ ہو۔ میں ارمانوسہ کے احساسات معلوم کرنا چاہتا ہوں!"

بربارہ نے جواب دیا۔ "شہزادی ارمانوسہ بہت بڑی محبِ وطن ہے۔ جہاں تک مُلک کی فلاح و بہبود کا تعلق ہے، اُس کے احساسات کسی محبِ وطن سے کم نہیں۔"

ارکادیوس نے سراپا التجا بن کر کہا۔ "تم میرے سوال کا مطلب نہیں سمجھیں۔"

بربارہ نے ذرا زور سے پُوچھا۔ "آخر آپ کیا پُوچھنا چاہتے ہیں؟"

وہ نظریں جُھکا کر بولا۔ "کیا عرض کروں ـــــ ؛ زبان نہیں کُھلتی۔ معاملہ ایسا ہے جس کا میں صرف تمہارے سامنے اظہار کر سکتا ہوں۔ لیکن آج تم سے ملاقات ہوئی ہے تو ہمّت جواب دے گئی ہے۔"

بربارہ نے کہا۔ "میں ارمانوسہ کی قسم کھاتی ہوں کہ آپ مجھ سے جو بات کہیں گے، اُسے میں کبھی ظاہر نہ ہونے دُوں گی۔ آپ مجھ پر اعتماد کریں!"

ارکادیوس نے دبی زبان سے سوال کیا۔ "کیا ارمانُوسہ کو کبھی میرا خیال آیا ہے؟"

بربارہ بولی: " دل کے بارے میں مَیں کیا کہہ سکتی ہوں۔ یہ سوال آپ کو اپنے دل سے کرنا چاہیے۔"

ارکادیوس نے کہا: "میرا دِل تو یہی گواہی دیتا ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتی ہے۔ لیکن بسا اوقات مجھے شُبہ ہونے لگتا ہے کہ شاید وہ میری محبّت سے ناواقف ہے اور یہ خیال مجھے بےچین کر دیتا ہے۔"

بربارہ نے جواب دیا: " ارمانُوسہ سے محبّت کرنے میں کیا فائدہ ہے؟ اسے آپ حاصِل نہیں کر سکتے، اُس کے اور آپ کے درمیان ہزاروں کوسوں کا فاصلہ ہے۔"

ارکادیوس بربارہ کی طرف دیکھتے ہوئے زوردار الفاظ میں بولا: " مجھے ارمانُوسہ کو حاصل کرنے سے کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔"

بربارہ نے متانت سے جواب دیا: "یہ درست ہے کہ انسان کا عزم بڑی سے بڑی چٹانوں کو چیر کر راستہ بنا لیتا ہے، لیکن بسا اوقات حالات کی نزاکت انسان کا دِل توڑ دیتی ہے اور اُس کی فطری صلاحیتیں جواب دینے لگتی ہیں۔ مَیں نہیں سمجھ سکتی کہ ارمانُوسہ کے لئے آپ اپنے والد کی خفگی کیسے مول لے سکتے ہیں؟ اور اگر آپ نے ایسا کیا تو کیا اس کے نتائج خوشگوار ہوں گے؟ پھر قسطنطین کے معاملے میں آپ کیا کریں گے؟"

ارکادیوس اُڑتی سی خبر سُن چکا تھا کہ قسطنطین سے ارمانُوسہ کی منگنی ہو گئی ہے، لیکن اس سلسلے میں اُسے کوئی خاص خبر نہیں مِل سکی تھی۔ اُس نے حیرت سے پُوچھا: "کون سا قسطنطین؟"

بربارہ نے جواب دیا " شاہِ اعظم کا بیٹا!"

ارکادیوس بولا۔ " اُس کا اس معاملے سے کیا تعلق ہے؟"

بربارہ نے کہا " گھر گھر قسطنطین اور ارمانوسہ کی منگنی کے تذکرے ہو رہے ہیں اور آپ اس سلسلے میں اس قدر لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں؟"

ارکادیوس نے پریشان ہو کر پوچھا " ارمانوسہ اس رشتے پر راضی ہے؟"

بربارہ نے جواب دیا " اُس کے راضی ہونے یا نہ ہونے کے متعلق تو مَیں کچھ نہیں کہہ سکتی، البتہ یہ بتا دیتی ہوں کہ وہ کل بلبیس کی طرف روانہ ہو گئی ہے۔ قسطنطین کے آنے تک وہ بلبیس ٹھہرے گی اور پھر اسے قسطنطین سے بیاہ دیا جائے گا۔"

ارکادیوس کچھ دیر حیرت سے بربارہ کے چہرے کی طرف دیکھتا رہا اور پھر بولا " تم کیا کہہ رہی ہو؟"

بربارہ نے جواب دیا " مَیں صحیح کہہ رہی ہوں، وہ اِس وقت بلبیس کے راستے میں ہے اور اب مَیں اُس کے پاس جانے والی ہوں۔"

ارکادیوس پریشانی کے عالم میں کمرے کی چھت کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر قدرے توقف کے بعد بولا " اگر ارمانوسہ قسطنطین سے شادی پر راضی ہو گئی ہے تو مَیں یہ کیسے تسلیم کر لوں کہ اُس کے دل میں میرے لئے بھی کوئی جگہ ہے اور وہ میرے جذبات کا احترام کرتی ہے؟"

بربارہ نے کہا " اُس کے بلبیس کی طرف چلے جانے سے یہ نتیجہ نکال لینا تو درست نہیں کہ وہ قسطنطین سے شادی کرنے پر رضامند ہے، اور اُس کے

دل میں آپ کے لئے کوئی جگہ نہیں - آخر ایک لڑکی اپنے باپ کی بات کیسے ٹال سکتی ہے؟ اور پھر یہاں تو شاہِ اعظم کی ناراضگی کا سوال بھی درپیش ہے۔"

بربارہ ذرا رُک کر بولی "خیر فکر کی کوئی بات نہیں - قسطنطین ابھی محاذِ جنگ پر ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کب آئے؟"

ارکادیوس نے کہا "میرا دل تو یہی گواہی دیتا ہے کہ وہ قسطنطین سے شادی کرنے پر رضامند نہیں ہو سکتی، خواہ اُسے اپنے باپ کی ناراضگی ہی کیوں نہ مول لینی پڑے!"

بربارہ نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا "آپ ایک نڈر نوجوان ہو کر اپنے باپ کے سامنے بولنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ تو آپ ایک لڑکی سے یہ توقع کیسے رکھ سکتے ہیں؟"

ارکادیوس نے غصے سے بربارہ کی طرف دیکھا اور تیز لہجے میں کہا "تم نے یہ نتیجہ کیسے نکال لیا کہ میں اپنے باپ کے سامنے بولنے کی ہمت نہیں رکھتا؟ حالانکہ میں واضح طور پر کہہ چکا ہوں کہ میں ہر حال میں ارمانوسہ کو حاصل کر کے رہوں گا!"

اُس نے تلوار کے قبضے کو اپنی گرفت میں لیتے ہوئے کہا "اگر قسطنطین اپنی ساری فوجیں لے کر بھی آ جائے تو وہ ارمانوسہ کو نہیں لے جا سکتا۔ ارمانوسہ میری ہے اور اُس کے احساسات کا احترام کرنا میرا فرض ہے — لیکن اُس کے احساسات سے مجھے کون آگاہ کرے؟"

بربارہ بولی "اُس کے احساسات معلوم کرنے سے فائدہ؟"

ارکادیوس نے جواب دیا "اس کے بعد میرا راستہ متعین ہو جائے گا۔"

بربارہ نے مسکراتے ہوئے کہا: "فرض کیجئے، ارمانُوسہ کے احساسات بھی وہی ہیں جو ایک چوٹ کھائی ہوئی لڑکی کے ہو سکتے ہیں۔ اِس صُورت میں آپ کا رَاستہ کیا ہو گا؟"

ارکادیوس نے غصّے کے ساتھ جواب دیا۔ "میں ہرقل کے پُورے لشکر کا مقابلہ کروں گا۔"

ارکادیوس کا جواب سُن کر بربارہ ہنس پڑی اور اُس نے کہا۔ "میں یہ نہیں سمجھ سکی کہ ہرقل کے لشکر نے کیا قصُور کیا ہے؟ معاملہ ہے آپ کے باپ اور ارمانُوسہ کے باپ کا۔ اور اِن دونوں کی سیاسی رقابتیں آپ کے اور ارمانوسہ کے درمیان حائل ہیں۔ لیکن شامت آرہی ہے بیچارے ہرقل کے لشکر کی۔"

ارکادیوس بولا۔ "چلو یونہی سہی، لیکن یہ رکاوٹ دُور کرنے کے لئے بھی ارمانوسہ کے احساسات کا معلوم ہونا ضروری ہے۔"

بربارہ ارکادیوس کی باتوں سے اندازہ لگا چکی تھی کہ وہ جذبات سے الگ ہو کر معاملہ کی نزاکت پر غور کرنے کے لئے بے قرار ہے۔ چنانچہ اُس نے کہا۔ "میں ارمانُوسہ کے احساسات بتاؤں؟ وہ آپ سے بے حد محبّت کرتی ہے۔ آپ کی محبّت نے اُس کا صبر و سکون چھین لیا ہے ــــ اُسی نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ پہلے ہی اُس کی حالت غیر تھی۔ لیکن اب تازہ حالات نے اُسے بالکل بے بس بنا دیا ہے۔ ایک مجبُور لڑکی جو کچُھ کر سکتی ہے ارمانُوسہ اُس کے لئے تیار ہے۔ لیکن وہ قسطنطین سے رہائی حاصل نہیں

کر سکتی - اُسے آزاد کرانا آپ کا کام ہے۔"

یہ سُن کر ارکادیس کا چہرہ مسرت سے چمک اُٹھا۔ وہ اپنی اُس بے تابی کو حاصلِ زندگی سمجھنے لگا جو ارمانُوسہ کے دل پر اثر انداز ہو چکی تھی، وہ آہیں اُسے پیاری معلوم ہونے لگیں، جو ارمانُوسہ کا پیغامِ محبت لے کر لوٹی تھیں۔ اُس نے دراز راتوں کی خلوتوں میں آنسوؤں کے چراغ جلائے تھے اور بربارہ اِن آنسوؤں کی قیمت لے کر اُس کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔

چند ثانیے سرشاری کے عالم میں خاموش رہنے کے بعد اُس نے بربارہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔" اب مجھے کوئی غم نہیں، اگر ارمانوسہ میری محبت کو ٹھکرا دیتی تو میرے لئے زندگی دشوار ہو جاتی۔ اب مَیں محبت کی راہ سے نہیں بھٹک سکتا، مشکلات کے بادل میرے عزم سے ٹکرا کر چھٹ جائیں گے۔ قسطنطین کا غم بھی چنداں قابلِ التفات نہیں۔ وہ عربوں کی تلوار سے بچ گیا، تو میری تلوار سے نہیں بچ سکے گا۔"

وہ کچھ سوچنے کے بعد پھر بولا۔" ارمانُوسہ کے دل سے یہ خیال دُور ہو جانا چاہیئے کہ قسطنطین اُسے مجھ سے چھین سکتا ہے۔ اُسے مطمئن رہنا چاہیئے۔ مَیں ایسا کبھی نہیں ہونے دُوں گا!"

بربارہ بولی۔" مَیں تم دونوں پر جان قربان کر دینے کا فیصلہ کر چکی ہوں۔ اب مَیں ارمانُوسہ کو حالات سے آگاہ کرنے کے بعد دوبارہ آپ کے پاس آؤں گی۔"

بربارہ اِس خیال سے خوش تھی کہ وُہ ارمانُوسہ کے پاس کامیاب

لوٹ رہی ہے۔ اُس نے کہا: "آپ ارمانُوسہ کے لئے کوئی نشانی دے سکتے ہیں؟"

ارکادیوس نے جواب دیا: "اِس وقت میرے پاس ارمانُوسہ کے قابل کوئی چیز نہیں۔ چند دنوں تک کچھ بھیجوں گا!"

بربارہ بولی: "لیکن اب؟"

ارکادیوس کے بائیں ہاتھ کی اُنگلی میں انگوٹھی تھی۔ اُس پر ارکادیوس کا نام کندہ تھا اور اس پر چیل کی ایک تصویر تھی۔ قدرے تأمل کے بعد ارکادیوس نے انگوٹھی اُتار کر بربارہ کو دے دی اور کہا: "یہ لے جائیے۔ اگر یہ کسی نے دیکھ لی تو مجھ پر مصیبتیں ٹوٹ پڑیں گی۔"

بربارہ نے کہا: "میں اس کی جان سے زیادہ حفاظت کروں گی۔ یہ میری ارمانُوسہ کی امانت ہے!"

(۴)

ارکادیوس سے انگوٹھی لینے کے بعد بربارہ کھڑی ہو گئی اور اُس نے کہا: "رات کے وقت کلیسا کے محافظ سپاہی مجھے اندر نہیں جانے دیں گے، آپ کسی کو میرے ساتھ بھیج دیں۔"

ارکادیوس نے اپنی خاص ملازمہ کو بُلا کر کہا: "بربارہ کے ساتھ جاؤ! یہ کلیسا سے اپنے تبرکات نکالنا چاہتی ہے۔ پہریداروں کو بتا دینا کہ اسے میں نے بھیجا ہے۔"

بربارہ، ارکادیوس کی ملازمہ کے ہمراہ کلیسا میں داخل ہو گئی۔ اُس نے اندر جا کر صندوق کھولا اور تبرکات نکال لئے، خط نکال کر اپنے کپڑوں میں چھپا

لیا۔ کلیسا سے نکل کر وہ راہبات کے پاس چلی گئی۔ کلیسا کی بڑی راہبہ اُس کا انتظار کر رہی تھی۔

بربارہ نے راہبہ کو بتایا کہ اسے تبرکات نکالنے میں بڑی دقت پیش آئی۔ اسی لئے اُسے آنے میں دیر ہو گئی ہے ـــــ بربارہ راہبات سے رخصت ہو کر ارسطولیس کے پاس جانا چاہتی تھی۔ لیکن وہ اس خیال سے رُک گئی کہ اگر اُسے راستے میں کسی پہریدار نے پکڑ لیا، تو خط کا راز فاش ہو جائے گا۔ اِسی اندیشے سے وہ راہبات کے پاس رُکی رہی۔

صبح کے وقت بربارہ ارسطولیس کے پاس گئی۔ اُسے بربارہ کا انتظار کرتے ہوئے کافی دیر گزر چکی تھی، چنانچہ وہ بربارہ کو دیکھتے ہی اُسے اپنے کمرے میں لے گیا اور بربارہ نے اُسے بانس کی ایک نلکی پیش کرتے ہوئے کہا: "یہ لیجئے، اس میں بنیامین کا خط ہے!"

ارسطولیس نے نلکی سے خط نکال کر پڑھنا شروع کیا۔ بنیامین نے قبطی زبان میں لکھا تھا:۔

"یہ خط حاکمِ مصر کی طرف ہے۔ تمہیں یاد ہو گا کہ میں اسکندریہ کے حاکم بطریق کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر جنگل میں بھاگ آیا تھا۔ جو پادری میرے ساتھ بھاگے تھے، رُوح القدس اُن کا حامی و ناصر ہوا مجھے آج تک اُن کا سُراغ نہیں مِل سکا۔ ہو سکتا ہے کہ اُن میں سے بعض ابھی تک زندہ ہوں، ظالم انسان اقتدار حاصل کر لینے کے بعد جس شقاوتِ قلبی کا اظہار کیا کرتے ہیں، مجھے اُس

پر تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں ۔ میری قوم رومی بھیڑیوں کے دانتوں
کی تیزی آزما چکی ہے ۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ ظالموں کا مختصر سا
گروہ اپنی پوری قوم کو لے ڈوبتا ہے ---- وہ خدا جو اس کائنات
پر بے لاگ قانون کے ساتھ فرمانروائی کر رہا ہے، کسی قوم کو محض اِس
لئے ظلم کی اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ جبر و تشدد کے ذریعہ اقتدار
حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے ۔ اُونچے اُونچے محلات اُس کے قبضے میں ہیں
اور اُس کے عیاش حکمرانوں کے ہاتھ غریبوں کی ماؤں بہنوں کی عصمتوں
تک پہنچ سکتے ہیں ۔ مَیں غریبوں کی آہوں کو کامیاب ہوتا دیکھ
رہا ہوں ۔ عربوں کا لشکر عراق، فارس اور شام فتح کرنے کے بعد
ہمارے مُلک کا رُخ کر چکا ہے ، اُن کی طوفانی رفتار سے یہ اندازہ
لگانا مشکل نہیں کہ قدرت نے اُنہیں ہماری مدد کے لئے بھیجا ہے
اگر قدرت کو رومیوں کی تباہی منظور نہ ہوتی تو عربوں کا سیلاب کہیں
تو رُکتا ۔ لیکن یہ جس مُلک کا رُخ کرتے ہیں اُسے فتح کر لیتے ہیں، ان
کے ہاتھوں میں خدا کی تلوار ہے ۔ جب یہ لوگ ہمارے مُلک میں
داخل ہوں گے تو وہ تمام لوگ ان کا ساتھ دیں گے جو رومیوں کے
مظالم سے تنگ آ چکے ہیں ۔ موجودہ حالات میں تم عربوں کا ساتھ
نہیں دے سکتے ۔ لیکن اگر تم دانائی سے کام لو تو عربوں کی یلغار سے
رومی سلطنت کی جو دیواریں ہل چکی ہیں، اُنہیں آسانی سے گرا سکتے
ہو ۔ مَیں تمہیں عربوں کا دین قبول کرنے کا مشورہ نہیں دے سکتا

مسیحی دین مجھے جان سے زیادہ عزیز ہے۔ لیکن عربوں کو جزیہ دینا قبول
کر کے قبطیوں کو رومیوں سے نجات دلانے میں کوئی حرج نہیں۔
یہ سودا ہمارے لئے مہنگا نہیں — میں رات دن قبطیوں کی بھلائی
کے لئے گڑگڑا کر دعائیں مانگتا ہوں۔ خدا تمہیں ہمت عطا کرے!

دعاگو — بنیامین"

ارسطولیس نے خط لپیٹ کر جیب میں ڈال لیا اور برباره کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔" تجھے جلد ارمانوسہ کے پاس پہنچ جانا چاہئے۔ ابا جان سے کہنا کہ میرے پاس اُن کا ایک ضروری خط ہے۔ یہ خط میں کسی خفیہ طریقے سے اُن کے پاس بھیجنے کی کوشش کروں گا۔"

برباره اُٹھی، اور اُس نے ارسطولیس کے ہاتھ کو بوسہ دینے کے بعد کہا۔" اچھا میں اب جاتی ہوں۔"

ارسطولیس نے پوچھا۔" کہاں؟"

برباره بولی۔" کلیسا میں۔"

ارسطولیس بولا۔" وہاں زیادہ دیر نہ ٹھہرنا، ارمانوسہ جنگ کی وجہ سے پریشان ہو گی۔ اُسے میری خیریت کی اطلاع دے دینا!"

برباره بولی: " خدا کرے ارمانوسہ عین شمس سے چلی نہ گئی ہو، ورنہ میرے لئے بلبیس پہنچنا مشکل ہو گا۔"

ارسطولیس نے برباره کو تسلّی دیتے ہوئے جواب دیا۔" بلبیس پہنچنے میں تجھے کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ اگر ارمانوسہ عین شمس پہنچی تو سپاہی تجھے بلبیس چھوڑ

آئیں گے۔" وہ سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے بولا: "ارمانوسہ نے بلبیس کا سفر کیوں اختیار کیا ہے؟"

بربارہ نے جواب دیا: "ہمارے آقا نے منف میں چند آدمی بھیج کر اسے عین شمس بلایا تھا۔ عینِ شمس سے وہ بلبیس جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ کہیں چلے نہ گئے ہوں۔"

ارسطولیس نے کہا: "میرا خیال ہے وہ ابھی تک عین شمس میں ہی ہوں گے یہ خط اگر تیرے ذریعہ پہنچ جاتا تو زیادہ بہتر تھا۔"

بربارہ نے ارسطولیس سے خط لے لیا، وُہ کچھ متفکر سی نظر آرہی تھی۔ چنانچہ ارسطولیس نے کہا: "گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ رومی سپاہی ایک خاتون کی تلاشی لینے کی جرأت نہیں کریں گے۔ تاہم انہیں یہ بتا دینا کہ میں مقوقس کی خادمہ ہوں۔"

عینِ شمس، قلعہ سے دو تین دن کی مسافت پر واقع تھا۔ ارسطولیس نے دو سپاہیوں کو بلا کر کہا: "بربارہ کو عین شمس پہنچا آؤ، اگر آبا جان بلبیس کی طرف روانہ ہو چکے ہوں تو بربارہ کو بلبیس پہنچا آنا۔ سواری کے لئے دو اچھے سے بیل لے جاؤ۔"

سپاہیوں کو تاکید کرنے کے بعد ارسطولیس نے ارکادیوس کے نام خط لکھ دیا۔ خط میں سپاہیوں کے لئے قلعہ سے باہر جانے کی اجازت طلب کی گئی تھی۔ سپاہی ارسطولیس کا خط لے کر ارکادیوس کے پاس پہنچ گئے۔ اور خط پڑھ کر ارکادیوس نے سپاہیوں کو جانے کی اجازت دے دی۔ سپاہیوں کی روانگی کے وقت

ارکادیوس، بربارہ کی طرف دیکھ رہا تھا، اور بربارہ کی خاموشی کہہ رہی تھی ــــ "میں ارمانوسہ کا پیغام لے کر جلد واپس آؤں گی"

(۵)

دِن ڈھل چکا تھا اور قلعہ کی دیواروں سے لے کر عین شمس تک کا سارا ماحول فطرت کی بوقلموں رنگینیوں میں ڈوبا ہُوا تھا۔ دُور دُور تک درختوں کی لمبی قطاریں نظر آ رہی تھیں، جن کی شادابی میں حُسن تھا۔ اُن کی خاموشی میں تڑپا دینے والی موسیقی تھی اور سبزے کے مخملیں فرش پر مہکتے ہوئے پھُولوں کی مسکراہٹ زندگی افروز پیغام سُنا رہی تھی ــــ بعض ٹوٹی پھُوٹی عمارتوں کے کھنڈر گواہی دے رہے تھے کہ کبھی زمانے میں یہاں نسلِ انسانی آباد تھی، لیکن اب یہاں ہُو کا عالم تھا۔

بربارہ ایک بیل پر سوار تھی، اور دونوں سپاہی باری باری دوسرے بیل پر سوار ہوتے ہوئے عین شمس پہنچ گئے۔ یہ شہر کسی زمانے میں اپنی دلآویزی و دلکشی میں بہت مشہور تھا۔ مگر اب امتدادِ زمانہ نے اُس کا نقشہ بدل دیا تھا۔ اُس کے اُن ہیکلوں کے مجسّمے ٹوٹ چکے تھے جو قدیم مصریوں کی عقیدت کا مرکز تھے۔ کلیسا کے پاس اُس مدرسہ کی بعض دیواریں ابھی تک کھڑی تھیں جس میں علوم حاصل کرنے کے لئے لوگ دُور دراز کا سفر طے کر کے آتے تھے۔ اُس کا صدر دروازہ موجود تھا، لیکن اُس کا جوبن لُٹ چکا تھا ــــ

سپاہی شہر میں داخل ہوئے تو وہ شہر کی تباہی و بربادی کا منظر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ ان کی نگاہیں اُن محلوں کے مکینوں کو ڈھونڈ رہی تھیں جو فضا میں

چپ چاپ کھڑے تھے، انہیں فضا میں دھوئیں کے بادل دکھائی دیئے۔ وہ اس طرف لپکے لیکن جب وہ فصیل کے قریب ایک ٹوٹے ہوئے مکان کے دروازے پر پہنچے، تو مکان کے ساکن انہیں دیکھ کر بھاگ نکلے۔ انہوں نے ایک اور دروازے کا رُخ کیا جو اندر سے بند تھا۔ لیکن جب دروازہ کھٹکھٹانے پر کوئی آواز نہ آئی، تو سپاہی گھبرا گئے۔ اچانک اُن کی نگاہیں ایک سفید ریش بوڑھے پر پڑیں جس کے ابروؤں کا گوشت ڈھلک کر اُس کی آنکھوں پر آچکا تھا۔ سپاہیوں نے آگے بڑھ کر بوڑھے کو سلام کیا اور اُس سے شہر کی ویرانی کا حال دریافت کیا۔

اُس نے سپاہیوں کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا "تم رُومی سپاہی ہو؟"

ایک سپاہی نے جواب دیا۔ "نہیں ہم مصری ہیں۔"

بوڑھے نے کہا "لوگ تمہیں رُومی سپاہی سمجھ کر بھاگ رہے ہیں۔ مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ ان رُومیوں کے ہاتھوں ہماری قوم کی کیا گت بنی ہے۔ رومی جب بھی یہاں سے گزرتے ہیں ہمیں بے حد تکلیفیں پہنچاتے ہیں۔ اگر یہ کھانے پینے کی چیزوں پر اکتفا کرلیں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ لیکن انہوں نے تو لوٹ مار کو اپنا وطیرہ بنا لیا ہے۔ اِسی مہینے کے ابتدائی ہفتے میں رومی فوج کا جو دستہ قصرِ شمع کی طرف گیا تھا۔ اُس نے یہاں ایسی بربریت کا مظاہرہ کیا، جس کے تصوّر سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میرے ایک بیٹے نے اُن سے رحم کی درخواست کی، لیکن ان ظالموں نے اُسے ایسی بیدردی سے پیٹا کہ اُس کے مُنہ سے خُون آنے لگا۔ ضعیفی کی وجہ سے میرے لئے چلنا پھرنا مشکل ہے ورنہ مَیں بھی عام لوگوں کی طرح یہاں سے بھاگ جاتا۔"

سپاہیوں میں سے ایک کا نام مرقس تھا۔ اُس نے بوڑھے سے کہا :"اسی لئے آپ سپاہیوں سے ڈرتے ہیں ؟"

بوڑھا مرقس کی طرف متوجہ ہو کر بولا "بیٹا! تم نوجوان ہو، تم نے رومیوں کی بربریت کے وہ مناظر نہیں دیکھے جو میری بدنصیب آنکھیں دیکھ چکی ہیں۔ اگر میں رومیوں کے مظالم کی داستانیں بیان کروں تو پتھروں کا کلیجہ پھٹ جائے۔"

یہ کہتے ہوئے بوڑھے کی آواز بھرا گئی اور اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

اُس نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا: "میں اسّی سال سے اِس عذاب میں مبتلا ہوں۔ ہر روز کوئی نہ کوئی اندوہناک خبر سُن لیتا ہوں اور اِس تمنا میں میری عمر بیت گئی ہے کہ ہمارا ملک اِن ظالموں کے ہاتھوں سے نکل کر کسی اَور قوم کے قبضے میں چلا جائے خواہ وہ قوم حبشی ہی کیوں نہ ہو —— مجھے یقین ہے کہ حبشی رومیوں جیسے ظالم نہیں ہوں گے ——" بوڑھے نے ایک ثانیہ توقف کے بعد اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "لیکن اب وہ ساعت دُور نہیں ——"

بوڑھا کمر جھکائے سپاہیوں کو اپنی سرگزشت سُنا رہا تھا۔ بربارہ نے سپاہیوں کو اصل مقصد کی طرف متوجہ کیا اور مرقس نے بوڑھے کی بات کاٹتے ہوئے کہا: "میں اپنے آقا مقوقس کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہوں —— کیا وہ اِدھر سے گزرے ہیں ؟"

بوڑھے نے جواب دیا: "وہ کل چاشت کے قریب یہاں آئے تھے اور آج صبح چلے گئے ہیں۔"

بوڑھے کے جواب سے سپاہیوں کو معلوم ہو گیا کہ اُنہیں کل بربارہ کے ساتھ بلبیس

جانا ہوگا، اُنہوں نے بوڑھے کے پاس رات بسر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ مرقس نے بوڑھے سے سوال کیا۔ "کیا ہم یہاں رات بسر کر سکتے ہیں؟"

بوڑھے نے مشفقانہ انداز میں جواب دیا: "بیٹا! یہ تمہارا اپنا گھر ہے۔"

اس کے بعد بوڑھے نے اپنے بیٹوں کو آواز دی، اور وہ دیوار کے پیچھے سے نکل کر گھر کی طرف آ گئے۔ بوڑھے کا ایک بیٹا بیل پر سوار تھا اور اُس کے گدھے پر چارا لدا ہوا تھا ۔۔۔ دوسرا مویشیوں کو ہانک رہا تھا۔ ایک نوجوان کا ٹوٹا ہوا ہاتھ اُس کی گردن سے بندھا تھا، اور دوسرے نے اُسے سہارا دے رکھا تھا۔ اُنہوں نے سپاہیوں کے قریب پہنچ کر اُن کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور بوڑھے نے ٹوٹے ہوئے بازو والے بیٹے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "اس بچے کو سپاہیوں نے مارا تھا!"

بوڑھے کے بیٹے سپاہیوں کو فوجی لباس میں دیکھ کر گھبرا رہے تھے۔ بوڑھے نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا: "بیٹا! گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ ہمارے آقا مقوقس کے سپاہی ہیں۔"

بوڑھے نے اپنے بیٹوں کو مہمانوں کے ٹھہرنے کا بندوبست کرنے کی ہدایت کی اور پھر وہ سپاہیوں کی طرف متوجہ ہو کر بولا: "سامنے والے ہیکل میں چلئے! وہاں ہم آزادی سے باتیں کر سکیں گے!"

بوڑھے کے بیٹوں نے اسے سہارا دے کر اُٹھایا اور وہ سپاہیوں کے ہمراہ چور دروازے سے ہیکل میں داخل ہو گیا۔ ہیکل میں خیمے نصب تھے اور چاروں طرف قیمتی ساز و سامان پڑا تھا جسے دیکھ کر سپاہی سمجھ گئے کہ یہ مقوقس کے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

سپاہی پتھر کی چوکیوں پر بیٹھ گئے۔ مرقس نے بوڑھے سے پوچھا: "آپ نے

ہمیں مستقبل کی بشارت دی تھی، اُس سے آپ کی کیا مُراد تھی ؟"

بوڑھے نے جواب دیا: "مَیں نے کہا تھا، اب ایسے دن نہیں رہیں گے، اس سے میرا یہ مطلب تھا کہ ہم عنقریب ظالم رومیوں کے پنجے سے نجات حاصل کرلیں گے۔ مَیں نے شام سے آنے والے لوگوں سے سُنا ہے کہ ملکِ عرب میں ایک عظیم انسان ظاہر ہُوا ہے۔ وہ لوگوں کو اپنے نئے دین کی طرف بُلاتا ہے اور بہادروں کا ایک گروہ اُس کے ساتھ ہوگیا ہے۔ اُس گروہ نے رومیوں کو شکست دے کر شام کے بیشتر علاقہ پر قبضہ کرلیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ عرب، شام فتح کرنے کے بعد اِس طرف ضرور آئیں گے ــــ وادیٔ نیل پر عربوں کو ضرور قبضہ کرلینا چاہیئے، اور مَیں سمجھتا ہوں کہ عرب اس فرض کو نظر انداز نہیں کریں گے۔ کل مَیں نے مقوقس کے ایک آدمی سے سُنا تھا کہ عربوں نے اس طرف پیش قدمی شروع کردی ہے، لیکن وہ عیدین تک اِدھر نہیں آسکتے۔"

مرقس اپنے ساتھی جرجس کی نسبت زیادہ ہوش مند تھا۔ اُس نے سوال کیا۔ "چچا! اس کی کیا وجہ ہے ؟"

بوڑھے نے جواب دیا: "مقوقس، ہرقل کے بیٹے قسطنطین سے اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہے۔ شادی کے لئے اُس نے بلبیس کا مقام تجویز کیا ہے۔ اگر عربوں کے جلد آنے کا امکان ہوتا تو مقوقس اپنی بیٹی کو بلبیس نہ لے جاتا۔ اِس لئے کہ بلبیس شام کے دروازے پر ہے۔"

مرقس نے کہا۔ "معلوم نہیں اِس جنگ کا کیا انجام ہوگا؟ ہم تو یہی سمجھ رہے ہیں کہ عرب رومیوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ مَیں نے اپنے باپ سے سُنا تھا کہ

ایک دفعہ اہلِ فارس نے مصرِ فتح کر لیا تھا، لیکن ہرقل نے انہیں مصر سے اس بُری طرح نکالا تھا کہ انہیں آج تک مصر کی طرف رُخ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔"

مرقس کی بات سُن کر بوڑھا ڈاڑھی کھجانے لگا۔ اُس کی پریشانی بتا رہی تھی کہ اُسے مرقس کی بات پسند نہیں آئی۔ وہ کچھ سوچ کر بولا "بیٹا! ان باتوں کا فیصلہ وقت کرے گا۔ یہ درست ہے کہ ہرقل نے اہلِ فارس سے ملک واپس لینے میں بڑی ہمّت اور جرأت سے کام لیا تھا، لیکن ہرقل عربوں کا طوفان نہیں روک سکتا۔ عرب اس وقت تک شام، بیت المقدس، عراق اور یمن وغیرہ فتح کر چکے ہیں۔ اگر نصرتِ خداوندی اُن کے ساتھ نہ ہوتی تو ان کی فتوحات کا یہ عالم نہیں ہو سکتا تھا۔ جب ہمارے دل ہی ہرقل کے ساتھ نہیں تو وہ عربوں کا طوفان کیسے روک سکتا ہے؛ رومیوں نے قبطیوں کے ساتھ کون سا اچھا سلوک کیا ہے جو قبطی قوم عربوں کی تلواروں کے سامنے کھڑی ہو جائے گی؛ رومیوں کا مسیحی ہونا ہی تو اس امر کی دلیل نہیں کہ ہم ان کا ساتھ دیں گے۔ کیا ان کے اعمال مسیحیوں جیسے ہیں؟ وہ سامنے اُجڑا ہوا باغ نظر آ رہا ہے۔ اسے مَیں نے اپنے خون سے سینچا تھا، لیکن اب اس کی یہ حالت ہے ـــــ ان ظالموں کو اس پر بھی صبر نہیں آتا، آئے دن باغ میں گھس کر اسے ویران کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ میں سوچتا ہوں کہ میرے پوتے کچے پھل کھا کر ہی گزارہ کر لیں گے، لیکن آئے دن لگان لینے والے آ دھمکتے ہیں ـــــ اُن کا تقاضا ہوتا ہے کہ ہم اُن کے لئے کھجوروں اور انگوروں کی شراب تیار رکھا کریں ـــــ لگان نہ ملنے پر وہ ہمارے مویشی ہانک کر لے جاتے ہیں۔ کیا کسی حکومت نے ویران کھیتوں سے بھی لگان وصول کیا ہے؟

اور لگان نہ ملنے پر رعایا سے یہ سلوک کیا ہے ؟ اِن ظالموں کے عہد میں انسانیت جس ذلّت وخواری کا سامنا کر رہی ہے اس کی مثال نہیں ملتی ۔ ایک طرف بھُوکی ننگی انسانیت کراہ رہی ہے اور دوسری طرف یہ اپنے جگمگاتے ہوئے محلوں میں دادِ عیش دے رہے ہیں ۔۔۔ شام کی طرف سے آنے والے ایک شخص نے مجھے بتایا تھا کہ عربوں نے شام فتح کرنے کے بعد عیسائیوں کو کوئی تکلیف نہیں دی ۔ اُن کی املاک اُن کے قبضے میں رہنے دی ہیں اور اُنہیں پُوری مذہبی آزادی دے دی ہے ۔۔۔ کیا یہ عرب رومیوں سے بہتر نہیں ۔۔۔ ؟ "

بوڑھے نے ایک ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا " ہم مصریوں کی قسمت میں ہی ذلّت وخواری لکھی ہے ۔ آج سے چالیس سال پہلے جب اہلِ فارس آئے تھے تو اُس وقت میں ادھیڑ عمر کا تھا ۔ میری رہائش اسکندریہ میں تھی اور میری زندگی بڑے آرام سے گزر رہی تھی ۔۔۔ اُس وقت رُوم کا بادشاہ فوق تھا اور فارس کا کسریٰ ۔۔۔ ہم نے اہلِ فارس کے حملہ آور ہونے کی خبر سُنی تو قومی لحاظ سے اُسے اپنے لئے نیک فال سمجھا ۔ لیکن جب اہلِ فارس ، روم فتح کر کے مصر پر قابض ہوئے تو ہماری امیدوں کے چراغ بجھ گئے ، اُن کے باقی مظالم سے قطعِ نظر ، اُن کا ایک ہی کارنامہ سُن لو ۔۔۔ اُنہوں نے ایک خوش کُن اعلان کے ذریعے مصریوں کو ایک حویلی میں جمع کر لیا ، اور حویلی کا پھاٹک بند کر کے سب کو بری طرح مارا ۔ یہ اُس حویلی کا واقعہ ہے ، جہاں ہمارے اسلاف سرابیس بُت کی پُوجا کیا کرتے تھے ۔۔۔ سرابیس بُت کی حکایت مجھے روم کے ایک کاہن نے سُنائی تھی ۔ وہ ہماری قوم کی بدبختی پر بہت رویا کرتا تھا ۔۔۔ لیکن اُسے یہ حکایت سُنانے کی بہت بھاری قیمت ادا کرنی پڑی ۔ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا خُون ۔۔۔ "

مظالم

(۱)

مرقس بوڑھے کی باتیں سُن کر اپنے معلومات میں حیرت انگیز اضافہ محسوس کر رہا تھا۔ چنانچہ اُس نے پُوچھا:"چچا! سرابیس بُت کا کیا واقعہ ہے؟"

بوڑھے نے جواب دیا:۔

"ہمارے آبا و اجداد بُت پرست تھے۔ آپ کو اِردگرد جس قدر بُت نظر آ رہے ہیں، یہ سب اُن کے ہاتھوں نے تراشے تھے۔ جب مسیحی دین کا ظہور ہُوا تو ہمارے بزرگوں نے مسیحیت قبُول کر لی، لیکن مصر کے رومی حکمرانوں نے بُت پرستی نہ چھوڑی۔ یہ لوگ اُسی پُرانے عقیدے پر جمے رہے۔ اِسی مذہبی اختلاف نے اتنی بھیانک صُورت اختیار کر لی کہ اِن رومیوں کے ہاتھوں کوچۂ بازار میں قبطیوں کا خون پانی کی طرح بہنے لگا۔

شہنشاہِ دقلایانوس نے مصر کا تخت و تاج سنبھالتے ہی ہماری قوم

کو تہ تیغ کرنا شروع کر دیا تھا ۔ غالباً یہ آج سے تین سو سال قبل کا واقعہ ہے
دقلیانوس کے بعد مصر کی حکومت پر قسطنطین کا قبضہ ہو گیا ۔ اور اُس کے عہدِ
حکومت میں قبطیوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ عیسائیت سے اُس کی دلچسپی
کی وجہ اُس کی پاک دامن ماں تھی جس کا نام قدسیہ تھا۔ قدسیہ نے مصر چھوڑ
کر بیت المقدس میں سکونت اختیار کر لی تھی ، اُس نے ساری زندگی زہد و منت
میں گزار دی اور آج اُس کی قبر بھی بیت المقدس میں ہے ۔

قدسیہ کی موت کے بعد قبطیوں کو پھر انہی مصائب کا شکار ہونا پڑا ، جن
کی یاد ابھی تک اُن کے دلوں سے محو نہیں ہوئی تھی ۔۔ لیکن یہ رُوح القدس
کا فیض تھا کہ انہی ایام میں تھیودوسیوس مصر کا بادشاہ بن گیا اور عیسائیت نے
اُس کے دامن میں پناہ لی ۔ تھیودوسیوس ایک خوش اعتقاد آدمی تھا۔ اُس نے
عنانِ حکومت سنبھالتے ہی اُن بت خانوں اور ہیکلوں کو مسمار کرنا شروع کر دیا
جو رومیوں کی عقیدت کا مرکز تھے ۔۔۔

اسکندریہ میں رومیوں نے ایک عظیم الشان ہیکل تعمیر کر رکھا تھا ۔ وہ ہیکل
بتوں کی جلوہ گاہ تھا ، لیکن سب سے بڑا بُت جسے رومی سراپیس کے نام سے
پکارتے تھے اُن کے نزدیک بہت بڑے جبروت کا مالک تھا ۔ وہ اُسے خوش
کرنے کے لئے اُس کے سامنے بیش قیمت نذرانے پیش کیا کرتے تھے ۔
دوشیزاؤں کو اُس کے سامنے نچایا کرتے تھے ۔۔۔ اُن کا عقیدہ تھا کہ سراپیس
کی خوشی سے آسمان کا دیوتا خوش ہو کر بارش نازل کرتا ہے اور فطرت کی نمو بخشنے
والی قوتیں اُن کے کھیتوں میں بکھرے ہوئے دانوں کی پرورش میں لگ جاتی ہیں ۔

تھیودوسیوس کے بھیجے ہوئے آدمیوں نے سرابیس پر ہتھوڑوں کی ضربیں لگائیں تو اُس کے اندر سے چوہے نکل کر بھاگنا شروع ہو گئے جس سے رومیوں کی عقیدت کے محل گر گئے اور عیسائیت کی ترقی کے امکانات اور بھی روشن ہو گئے۔

تھیودوسیوس نے جن بُت خانوں کو تڑوایا تھا، قبطیوں نے اُن کے نزدیک کلیساؤں کی حسین عمارتیں کھڑی کر دیں۔ لیکن اسی دَوران میں اسکندریہ کے لاہوتیوں اور قسطنطنیہ کے لاہوتیوں میں وہی اختلاف پھوٹ پڑا جو ان دونوں فرقوں میں ایک طبعی مسئلے پر موجود تھا۔ اِس اختلاف نے ہماری قوم کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا ــــــ"

مرقس نے پُوچھا: "چچا! اہلِ فارس نے جن قبطیوں کو حویلی میں جمع کر لیا تھا، اُن کا کیا حشر ہُوا ـــــ؟"

بوڑھے نے جواب دیا: "انہیں قتل کر دیا گیا تھا، لیکن مَیں اپنے اہل و عیال کے ساتھ بھاگنے میں کامیاب ہو گیا ــــ خیال تھا کہ مَیں یہاں غریبانہ زندگی گزار سکوں گا، مگر رومیوں کی چیرہ دستیوں نے مجھے یہاں بھی اطمینان کا سانس نہیں لینے دیا ــــ اہلِ فارس قسطنطنیہ پر بھی قابض ہو گئے تھے۔ لیکن باہمی رقابتوں کے باعث ان میں انحطاط آنے لگا، اور رومیوں نے اُن کی پھُوٹ سے فائدہ اُٹھا کر ہرقل کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ ہرقل نے قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کے بعد فارس کے بادشاہ اور اُس کے خاندان کو قتل کر دیا۔ اِس قتل نے اہلِ فارس کی آنکھیں کھول دیں۔ چنانچہ اہلِ فارس انتقامی جذبات کے تحت اُٹھے اور ہرقل کو جان بچانا مشکل ہو گئی۔ وہ قسطنطنیہ سے بھاگ کر ٹیونس کی طرف چلا گیا

لیکن پادری بنیامین خدا کا نام لے کر میدان میں نکل آیا۔ اور اُس نے اہلِ فارس کی قوت توڑ دی ــــ رومیوں نے دوبارہ اقتدار حاصل کرنے کے بعد پادری بنیامین کو اِس نیکی کا یہ صلہ دیا کہ آج وہ جنگلوں میں مارا مارا پھرتا ہے۔ اور قبطی قوم کا کوئی فرد اُس کا نام نہیں لے سکتا ــــ

مُلک کی باگ ڈور آج اِن غداروں کے ہاتھ میں ہے جو کل اہلِ فارس کی قوت سے خائف ہو کر اپنے گھروں میں چھُپ گئے تھے اور اُنہوں نے مصریوں کو اہلِ فارس کے رحم و کرم پر چھوڑ کر ٹیوٹس کو جائے پناہ قرار دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لیکن مصر کے اُس نڈر سپاہی سے ہمیشہ کے لئے آزادی چھین لی گئی ہے جس کے سرفروشانہ عزائم نے مصر کی لاج رکھ لی تھی ــــ

بنیامین اپنی غیر معمولی خوبیوں کی وجہ سے مصریوں کا محبوب رہنما سمجھا جاتا تھا ــــ وہ ایک مدبر اور پاکباز انسان اور کامیاب جرنیل تھا۔ مصر کے اقتدار پر قبضہ جمانے والے ڈاکوؤں کے نزدیک اُس کا وجود خطرہ تھا۔ وہ اُسے ہلاک کر کے اپنا مستقبل محفوظ کر لینا چاہتے تھے اور بنیامین اپنی آنکھوں کے سامنے اُن محبانِ وطن کا انجام دیکھ چکا تھا: جن سے اربابِ اقتدار کو خطرہ تھا۔ چنانچہ اُس نے بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ لیکن ہرقل نے اُس کے چھوٹے بھائی مینا کو پکڑ لیا، اور مشیتِ واحدہ اور طبعی مسئلے کی آڑ لے کر مینا کے بدن پر دہکتی ہوئی سلاخیں رکھ دیں، اُس کے زخموں میں نمک بھروا دیا اور پھر پتھروں سے اُس کے دانت تڑوا کر اُسے نیم مردہ حالت میں دریا میں پھینک دیا ــــ؟

بوڑھے نے ایک ثانیہ خاموش رہنے کے بعد کہا " بیٹا! یہ ہے ہماری داستان عبرت کا دُھندلا سا خاکہ۔ اگر عربوں نے بھی ہمارے ساتھ یہی سلوک کیا تو زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود ہم پر تنگ ہو جائے گی۔ لیکن عربوں کے مفتوحہ علاقوں کے حالات سننے کے بعد دل نہیں مانتا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں گے۔"

ضعف کے باعث بوڑھے کا گلا خشک ہو چکا تھا۔ لیکن سننے والے اس کی باتوں سے غیر معمولی دلچسپی لے رہے تھے۔ مرقس بولا " بزرگِ محترم! میں آپ کے اِس خیال سے متفق ہوں کہ ہم قبطیوں کی قسمت میں ہی ذلت و خواری لکھی ہے۔ دُنیا میں ہماری حیثیت اُن خشک پتوں سے مختلف نہیں جو خزاں کے موسم میں ہوا کے دوش پر اُڑے اُڑے پھرتے ہیں۔ اور ہوا کا ہر تند جھونکا انہیں ایک جگہ سے اُٹھا کر کسی دوسری جگہ پھینک دیتا ہے۔ لیکن عربوں کی آمد مجھے قبطیوں کے لئے غیر مفید نظر نہیں آتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمیں عربوں کا پلہ بھاری نظر آیا تو ہم اُن کا ساتھ دیں گے۔ اور اگر رومیوں کی فتح کے آثار نظر آئے تو اُن کے ساتھ ہو جائیں گے۔"

مرقس اپنا خیال ظاہر کرنے کے بعد بوڑھے کے قریب ہو گیا اور اس نے آہستہ سے کہا " ہمارے آقا مقوقس کا بھی یہی خیال ہے۔"

مرقس کے ساتھی جرجس نے کہا۔ " مقوقس کا یہ خیال کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ قسطنطین بن ہرقل سے اپنی بیٹی کی شادی کرنے کے لئے بلبیس روانہ ہو چکا ہے"

بوڑھے نے کہا " بیٹا! تم بہت سیدھے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ مقوقس بیٹی کا

رشتہ دینے سے کیسے انکار کر سکتا ہے ؟ اور اگر وہ ایسا کرے تو ہرقل قبطی قوم کو زندہ رہنے دے گا ؟"

بربارہ غور سے بوڑھے کی باتیں سُن رہی تھی، لیکن قسطنطین اور ارمانوسہ کے رشتے کا ذکر آتے ہی اُس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہوگئی۔ اُس نے بُوڑھے سے سوال کیا۔ "شام سے آنے والے جس شخص سے آپ کی ملاقات ہوئی تھی، اُس نے عربوں کا تذکرہ کرتے ہوئے قسطنطین کے متعلق بھی کچھ کہا تھا ؟"

بوڑھے نے کچھ سوچ کر جواب دیا ۔" غالباً اُس نے کہا تھا کہ قسطنطین عربوں کی جنگ میں قتل ہوگیا ہے ۔"

قسطنطین کے قتل کی خبر سُن کر بربارہ کا چہرہ مسرت سے چمک اُٹھا ۔ وہ سوچنے لگی کہ کیا شام سے آنے والے شخص سے میری ملاقات ہو سکتی ہے ؟ معاً اُسے خیال آیا کہ اگر قسطنطین کے قتل کی خبر درست ہوئی، تو ارمانوسہ کو بلبیس سے منف لوٹنا پڑے گا۔

جرجس نے بربارہ سے سوال کیا ۔" اگر قسطنطین قتل ہوگیا تو کیا ارمانوسہ کو صدمہ ہوگا ؟"

بربارہ نے جواب دیا ۔" قسطنطین کے قتل کی خبر سُن کر مجھے صدمہ ہُوا ہے تو ارمانوسہ کو کیوں نہیں ہوگا ؟" پھر وہ بُوڑھے کی طرف متوجہ ہو کر بولی ۔" میں اس خبر کی حقیقت معلوم کرنا چاہتی ہوں ۔ جس شخص نے آپ کو یہ خبر سُنائی تھی وہ اس وقت کہاں ہوگا ؟"

بُوڑھے نے جواب دیا ۔" چند دنوں کی بات ہے وہ یہاں آیا تھا ۔ اُس

نے مجھے بتایا تھا کہ مَیں کسی کلیسا کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ اگر یہ خبر درست ہوئی تو مقوقس کو فوراً پتہ چل جائے گا، اس لئے کہ مقوقس کو محاذِ جنگ کی ہر بات کا پتہ چلتا رہتا ہے۔ یوں بھی عرب، قسطنطین کے قتل کی خبر مشہور کر کے رومیوں کے حوصلے پست کرنے کی کوشش کریں گے ۔۔۔"

اسی اثنا میں بوڑھے کے چھوٹے بیٹے نے ہیکل میں داخل ہو کر کہا: "کھانا تیار ہے!"

بوڑھے کو سپاہیوں سے باتیں کرتے ہوئے کافی وقت گزر چکا تھا۔ چنانچہ وہ بربارہ، مرقس اور جرجس کو ساتھ لے کر گھر پہنچ گیا ۔۔۔ کھانا کھانے کے بعد وہ اپنی اپنی خواب گاہ میں چلے گئے۔

(۲)

مقوقس کی سواری بلبیس کی طرف جا رہی تھی۔ سیاہ رنگ کے چار گھوڑے اُس کا رتھ کھینچ رہے تھے اور اُن پر سُرخ رنگ کی ریشمین چادریں پڑی تھیں۔ جلوس کے آگے سبز رنگ کا پرچم لہرا رہا تھا۔ جس کے موتیوں کی جھلملاہٹ نگاہوں کو خیرہ کر رہی تھی ۔۔۔ ارمانوسہ کی سواری مقوقس کے رتھ سے کسی قدر فاصلے پر تھی اور اُس کے دائیں بائیں کنیزوں کی گاڑیاں تھیں ۔۔۔

عین شمس سے لے کر بلبیس تک یہ خبر مشہور ہو چکی تھی کہ مقوقس اپنی بیٹی ارمانوسہ کی شادی شہزادہ قسطنطین سے کرنے کے لئے بلبیس جا رہا ہے۔ چنانچہ مقوقس کا جلوس جس بستی کے قریب سے گزرتا، خواتین ارمانوسہ کی خدمت میں خوبصورت پھول پیش کر کے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتیں۔ بستیوں کے رئیس مقوقس

کو اپنے پاس ٹھہرانے کی کوشش کرتے، لیکن مقوقس یہ کہتے ہوئے آگے گزر جاتا کہ آج مجھے بلبیس پہنچنا ہے ــــ

شام کے وقت بلبیس کا حاکم فوجی شان و شوکت کے ساتھ بلبیس کے صدر دروازے پر کھڑا مقوقس کا انتظار کر رہا تھا۔ مقوقس کا جلوس دیکھ کر وہ مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور بلبیس کی لڑکیوں نے ارمانوسہ کی بگھی کے گرد گھیرا ڈال لیا۔

حاکمِ بلبیس کی بیوی نے ارمانوسہ کو سہارا دے کر بگھی سے نیچے اُتارا، اور وہ اُسے لے کر محل کی طرف روانہ ہو گئی۔ اُس وقت ارمانوسہ مصری لڑکیوں کے جھرمٹ میں تھی اور مصری نغموں سے فضا معمور تھی ــــ ارمانوسہ کا جلوس باغ میں سے ہوتا ہوا محل میں داخل ہو گیا۔ حاکمِ بلبیس کی بیوی ارمانوسہ کو محل کی بالائی منزل میں لے گئی۔ وہ ایک خادمہ کی حیثیت سے ارمانوسہ کی خدمت کرنے میں فخر محسوس کر رہی تھی ــــ

تھوڑی دیر بعد ارمانوسہ ایک کمرے میں تنہا بیٹھی سوچ رہی تھی: "کیا میرے باپ نے مجھے اسی لئے بلوایا تھا کہ مجھے قسطنطین کے سپرد کر دے؟" وہ بربارہ کو یاد کر کے رونے لگی۔ اِس وقت اُسے بربارہ کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی تھی اور وہ اِس خیال میں ڈوبی ہوئی تھی کہ شاید بربارہ قلعہ میں داخل ہونے کے بعد یوڈوکس سے مِل بھی سکی ہے کہ نہیں؟ معاً اُسے خیال آیا کہ اگر کسی نے مجھے روتے ہوئے دیکھ لیا تو میرے آنسو میری رسوائی کا موجب بن جائیں گے۔ معلوم نہیں کوئی کیا سمجھے گا؟ وہ سنبھل کر آنسو پونچھنے لگی ــــ باہر کی طرف کھُلنے والی کھڑکی سے اُسے درختوں کے سائے متحرک ہوتے نظر آ رہے تھے اور اسے محسوس ہو رہا

تھا کہ برباره، ارکادیوس کا پیغام لے کر اُس کی طرف آرہی ہے۔ لیکن اُسے جلد معلوم ہو جاتا کہ یہ سب اُس کے تصور کی کرشمہ کاری ہے۔

(۳)

صبح کے وقت سپاہی عین شمس سے بلبیس کی طرف سفر کرنے کی تیاری میں مشغول تھے۔ مرقس نے بوڑھے کے پاس آکر سوال کیا: "آپ کا کوئی بیٹا بلبیس کا راستہ جانتا ہے؟"

بوڑھے نے اپنے ایک بیٹے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا: "یہ لڑکا بلبیس کے راستے سے واقف ہے۔" پھر بوڑھا اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ "تم مہمانوں کے ساتھ بلبیس جاؤ، یہ راستے سے ناواقف ہیں!" ایک ثانیہ توقف کے بعد بوڑھے نے کہا: "سواری کے لئے ابیس لے جاؤ! احتیاط سے کام لینا، کہیں چوٹ نہ لگ جائے!"

ابیس کا نام سُن کر مرقس نے حیرت سے پُوچھا: "چچا، ابیس کیا ہے؟"

بوڑھے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا: "یہ ہمارے ایک بچھڑے کا نام ہے۔"

ابیس کا نام سُن کر مرقس کو وہ بچھڑا یاد آگیا جسے قدیم زمانے میں مصری اپنا دیوتا سمجھتے تھے۔ وہ بولا: "آپ نے اپنے بچھڑے کا نام اُس بچھڑے کے نام پر رکھا ہے جس کی کبھی مصر میں پُوجا کی جاتی تھی۔"

بوڑھے نے جواب دیا: "اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بچھڑا بڑا لڑاکا ہے۔ اگلے وقتوں میں ہمارے اسلاف کو بچھڑے پالنے اور لڑانے کا بڑا شوق تھا، لیکن رومیوں کے مظالم نے ایسی تمام دلچسپیوں کا خاتمہ کر دیا ہے —— پچھلے سال کچھ لوگ میرے

باغ کی کھجوروں سے غلّے کا تبادلہ کرنے کے لئے آئے تھے۔ اُن کے پاس ایک طاقتور گائے تھی جو بہت لڑاکی تھی۔ اُنہوں نے اس بچھڑے سے گائے لڑانے کا خیال ظاہر کیا۔ چنانچہ یہ شرط طے پائی کہ اگر میرا بچھڑا جیت گیا تو وہ مجھے اپنی گائے دے دیں گے اور اگر اُن کی گائے جیت گئی تو وہ میرے باغ کی ساری کھجوریں لے جائیں گے۔ میرے بچھڑے نے چھوٹتے ہی ایسا اڑنگا دیا کہ اُن کی گائے چت گر گئی۔ اُسی دن سے مَیں نے اس کا نام مصریوں کے اُس بچھڑے کے نام پر رکھ دیا ہے جسے اُنہوں نے معبود بنا رکھا تھا۔"

بوڑھے کی بات سننے کے بعد سپاہیوں نے کچھ کھجوریں باندھ لیں، اور دو مشکیزوں میں پانی بھر لیا — وہ بوڑھے کو سلام کرنے کے بعد بلبیس کی طرف روانہ ہو گئے۔ بوڑھے کا لڑکا سپاہیوں کے ساتھ تھا۔ عین شمس سے گزرنے کے بعد مرقس کا چہرہ مسرت سے چمک اُٹھا۔ اُس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی۔ قلعے سے روانگی کے وقت ہی اُس کی یہ آرزو تھی کہ عین شمس میں بربارہ کی ارمانوسہ سے ملاقات ہو سکے اور اُسے بلبیس جانے کا موقع مِل جائے۔ لیکن وہ اپنے ساتھیوں سے یہ آرزو چھپانے کی کوشش کر رہا تھا۔

دوپہر کے وقت اُن کا قافلہ ایک جگہ رُکا۔ کھانا کھانے اور ٹھنڈی چھاؤں میں سستانے کے بعد قافلہ پھر بلبیس کی طرف روانہ ہو گیا — شام کے وقت قافلہ ایک بستی کے قریب پہنچ گیا۔ بستی کا نام بیت الشمس تھا۔ بربارہ، ارمانوسہ سے ملنے کے لئے بیتاب تھی، اور وہ جلد بلبیس پہنچنا چاہتی تھی۔ لیکن مرقس نے کہا: "اندھیری رات میں سفر کرنا ٹھیک نہیں۔ آج رات ہمیں بستی میں ٹھہر جانا چاہیئے!"

بوڑھے کے لڑکے نے مرقس کی رائے سے اتفاق کیا۔ بستی میں پہنچ کر اُس نے بستی کے رئیس سے کہا "ہمارے آقا مقوقس کے ملازم آپ کے پاس ٹھہرنا چاہتے ہیں۔ اندھیری رات میں اُن کے لئے سفر کرنا مشکل ہے"

رئیس نے مہمانوں کی آمد پر خوش آمدید کہا اور بربارہ کو اپنے گھر پہنچا دیا۔

بوڑھے کا لڑکا مرقس کو مخاطب کرتے ہوئے بولا "بلبیس یہاں سے بہت قریب ہے۔ اس لئے اگر آپ مجھے اجازت دے دیں تو مَیں اپنے گھر لوٹ جاؤں۔ میرا بوڑھا باپ میرا انتظار کرتا ہوگا"

مرقس نے نوجوان سے مصافحہ کرتے ہوئے تشکر آمیز لہجے میں کہا "اچھا خدا حافظ ــــ چچا سے میرا سلام کہہ دینا!"

(۴)

بیت التمص میں مرقس بہت خوش تھا۔ ماریہ اُس کے خوابوں کی ملکہ تھی اور وہ اُس کے پاس پہنچنے کے لئے بیقرار تھا۔ اُس نے جرجس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "مَیں قریب کی بستی میں اپنے رشتہ داروں سے ملنے کے لئے جارہا ہوں"

جرجس بولا "ہمارا میزبان کھانا تیار کرا رہا ہے۔ آپ اُس سے اجازت لے لیں"

مرقس نے جواب دیا "مَیں کھانے کے وقت تک آجاؤں گا"

مرقس یہ کہہ کر ایک بستی کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ رات کی تاریکی میں تیزی سے قدم اُٹھاتا ہوا بستی کے ایک اُونچے مکان کے قریب پہنچ گیا۔ مکان کے آس پاس سپاہی کھڑے تھے جنہیں دیکھ کر مرقس گھبرا گیا اور اُن کی نگاہوں سے بچ کر دروازے پر پہنچ گیا۔ اُس نے آہستہ سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے دزہ

میں ڈوبی ہوئی آواز آئی۔ "کون ہے ؟"

مرقس نے جواب دیا۔ "میں ہوں مرقس !"

بیت القمص سے روانگی کے وقت مرقس سوچتا ہُوا آرہا تھا کہ وہ ماریہ کے گھر پہنچا تو ماریہ دروازے پر نقرئی قہقہوں سے اُس کا استقبال کرے گی لیکن وہ دروازے پر کھڑا کسی کی سسکیوں کی آواز سُن رہا تھا ـــــ ایک بوڑھا مشعل لئے اندر سے دروازے کی طرف آیا اور اُس نے مرقس کو دیکھ کر گلے سے لگا لیا۔ مرقس نے اپنی گردن پر آنسوؤں کی گرمی محسوس کی اور مضطربانہ پیچھے ہٹ کر سوال کیا۔ "خالو ! آپ رو رہے ہیں ؟"

"بیٹا اندر چلو، بتاتا ہوں" بوڑھے نے درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔

مرقس بوڑھے کے ساتھ مکان میں داخل ہُوا۔ مکان کے صحن میں ایک بڑھیا زمین پر بیٹھی رو رہی تھی۔ مرقس نے اُسے دیکھ کر گھبراہٹ کے عالم میں سوال کیا۔ "خالہ کیا ہُوا ؟ ماریہ کہاں ہے ؟"

بڑھیا نے کانپتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ "بیٹا ! اب اُسے بھول جاؤ۔ ماریہ ہم سے چھین لی گئی ہے۔ دو دن کے بعد تم اُسے نہیں دیکھ سکو گے !"

بُڑھیا کے جواب سے مرقس سمجھ گیا کہ ماریہ کو نیل کی بھینٹ چڑھانے کے لئے پکڑ لیا گیا ہے۔ مصر کے لوگ ہر سال کسی جوان لڑکی کو دریا کی بھینٹ چڑھایا کرتے تھے۔ وہ جوان لڑکیوں کی قربانی کو اپنے لئے سعادتوں کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ مرقس کچھ عرصہ پہلے کئی جتن کرنے کے بعد ماریہ سے منگنی کرانے میں کامیاب ہُوا تھا۔ وہ غصے سے کانپتا ہُوا بولا "ماریہ کو کوئی نہیں چھین

سکتا۔ وہ کہاں ہے؟ مجھے جلد بتاؤ!"

بڑھیا بولی "بیٹا! ماریہ کے پاس جانا خطرے سے خالی نہیں۔ مکان کے ارد گرد سپاہی منڈلا رہے ہیں۔ اگر انہیں تمہارے متعلق ذرا سا شبہ بھی ہوگیا، تو وہ ماریہ سے پہلے ہم سب کو موت کے گھاٹ اُتار دیں گے"۔

مرقس نے سوال کیا "کیا خالو نے ماریہ کی قربانی کی اجازت دے دی تھی؟"

مرقس کا خالو روتا ہوا بولا "میں کیسے اجازت دے سکتا تھا؟ اُنہوں نے تو یہ کہہ کر ماریہ کو پکڑ لیا ہے کہ قرعہ اندازی میں اس کا نام نکل آیا ہے۔ پچھلے سال ایک یہودی لڑکی اِن کی قرعہ اندازی کا شکار ہوگئی تھی، اور اِس سال ہم لُٹ گئے ہیں"

مرقس نے اپنے خالو سے کہا "آپ ماریہ کی طرف سے بالکل مطمئن ہوجائیں میں اُسے چھڑانے کے لئے جان پر کھیل جاؤں گا۔ وہ اِس وقت کہاں ہے؟"

مرقس کی خالہ بولی "بیٹا وہ اُوپر ہے۔ لیکن تُم اُسے اس حالت میں کیسے دیکھ سکو گے؟"

مرقس جذبات سے مغلوب ہو کر بولا "میں اُسے ضرور دیکھوں گا"

مرقس کو برنباس اور ارمانوسہ کے تعلقات کی بنا پر یقین تھا کہ وہ ماریہ کو برنباس کی وساطت سے چھڑانے میں کامیاب ہوسکتا ہے، چنانچہ اُس نے اپنی خالہ سے کہا "خالہ! خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ مجھے ماریہ کے پاس لے چلو!"

ماریہ کی ماں کی رہنمائی میں مرقس بالائی منزل پر پہنچا۔ وہ اُسے ایک کمرے

کے دروازے کے سامنے چھوڑ کر لوٹ آئی ـــــ ماریہ زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی اور انتہائی کرب کی حالت میں آنکھیں بند کئے ہوئے دُعا مانگ رہی تھی :-

"زمین و آسمان کی چھپی ہوئی قوتوں کے مالک ومختار! تُو مجھے موت سے بچا سکتا ہے۔ تیرے فیصلوں کے سامنے انسانوں کے فیصلے بے حقیقت ہیں۔ تُو ظالم اور مغرور انسانوں کے ارادے بدل سکتا ہے، لیکن تیرا ارادہ کوئی نہیں بدل سکتا۔ موت سے پہلے میں صرف ایک بار مرقس کو دیکھنا چاہتی ہوں!"

مرقس دبے پاؤں آگے بڑھا اور اُس نے اپنا کانپتا ہُوا ہاتھ ماریہ کے شانے پر رکھتے ہوئے کہا :"ماریہ! مَیں آگیا ہوں، خدا نے تیری دُعا سُن لی ہے۔ مَیں تجھے ظالموں سے نجات دلا کر دم لوں گا۔"

ماریہ نے مرقس کی طرف دیکھا۔ اُس کی آنکھیں کُھلی کی کُھلی رہ گئیں، پھر اُس نے اپنے حواس پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا :"مرقس تم آگئے؟" وہ ایک ثانیہ خاموش رہنے کے بعد بولی :"میرے بعد پریشان نہ ہونا۔"

مرقس نے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "ماریہ! مَیں تجھے بربریت کا شکار نہیں ہونے دوں گا۔ خدا ہمیں کبھی جُدا نہ ہونے دے گا۔"

ماریہ بالکل بے حس و حرکت، پتھرائی ہوئی آنکھوں سے مرقس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ مرقس نے کہا۔ "ماریہ! خدا تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا گناہ ہے۔ وہ چاہِ کنعان سے یوسفؑ کی پکار سُن لیتا ہے تو ہماری فریاد کیوں نہیں سُنے گا۔"

مجھے بہت کچھ کرنا ہے۔ اِس لئے اب مجھے جانے دو۔"

مرقس اُٹھ کر جانا چاہتا تھا، لیکن ماریہ نے اُس کا دامن پکڑتے ہوئے کہا۔" مرقس نہ جاؤ، مَیں موت سے پہلے تمہیں جی بھر کے دیکھنا چاہتی ہوں۔"

مرقس بولا" اِن لوگوں نے تجھے نیل کی بھینٹ چڑھانے کے لئے پرسوں کا دن مقرر کیا ہے اور مَیں کل صبح ... کے پاس پہنچ جاؤں گا، اگر یہ وقت گزر گیا تو پھر کچھ نہیں ہو سکے گا۔ ماریہ! خدا کے لئے مجھے جانے دو۔"

مرقس ماریہ سے رخصت ہو کر نیچے آ گیا۔ ماریہ کے باپ نے اُس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے کہا" بیٹا! سپاہیوں سے ہوشیار رہنا، اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ تم ماریہ کو چھڑانا چاہتے ہو تو یہ تمہارے راستے میں مشکلات کے پہاڑ کھڑے کر دیں گے۔"

ماریہ کی ماں نے مرقس کو گلے لگا کر روتے ہوئے کہا" بیٹا! مَیں تمہیں خدا کے سپرد کرتی ہوں، وہ تمہارا حامی و ناصر ہو!"

مرقس ماریہ کے گھر سے نکل کر بیت العمص کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ بربارہ کے ذریعہ ماریہ کو چھڑانے کے طریقوں پر غور کرتا جا رہا تھا۔ جب وہ بیت العمص پہنچا تو بیت العمص کا رئیس اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا اُس کا انتظار کر رہا تھا۔ اُس نے مرقس کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا" بیٹا! تم نے بہت دیر کر دی، کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔"

رئیس مرقس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اندر لے گیا اور جرجیس مرقس کو غصے کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا" مرقس! تم بہت غیر ذمہ دار آدمی ہو، اگر تمہیں بھوک نہ تھی تو

تمہیں اپنے میزبان کی تکلیف کا ہی احساس ہونا چاہیے تھا۔"

مرقس نے جواب دیا" میں جلد آجانا چاہتا تھا لیکن بعض رشتہ داروں نے ادھر اُدھر کی باتوں میں وقت ضائع کر دیا۔"

مرقس، رئیس اور جرجس کھانا کھانے کے لئے بیٹھے تو رئیس نے مرقس کے چہرے کو بغور دیکھنے کے بعد کہا" بیٹا! کیا بات ہے، تم بہت پریشان نظر آ رہے ہو؟"

مرقس نے اپنے ہونٹوں پر مصنوعی مسکراہٹ لاتے ہوئے جواب دیا" طویل سفر کی وجہ سے کچھ تھکن سی ہو گئی ہے۔ صبح تک ٹھیک ہو جاؤں گا۔"

مرقس بربارہ سے مل کر ماریہ کے معاملہ میں بات چیت کرنا چاہتا تھا لیکن وہ اس خیال سے خاموش تھا کہ اگر اس نے رات کے وقت بربارہ کو رئیس کے گھر سے بلا کر تخلیہ میں باتیں کیں تو رئیس اور جرجس اُس کے متعلق کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اُسے یہ احساس بھی پریشان کر رہا تھا کہ اگر وقت گزر گیا، تو پھر کوئی تدبیر کارگر نہ ہو سکے گی۔

رئیس نے اُسے خاموش دیکھ کر سوال کیا۔" اس سال جو لڑکی نیل کی بھینٹ چڑھانے کے لئے منتخب کی گئی ہے، اُس کے متعلق تم نے کچھ سنا ہے؟"

مرقس نے چونک کر پوچھا" کون سی لڑکی؟"

رئیس بولا" اسطفانوس زمیندار کی لڑکی۔ آج میری بیوی کہہ رہی تھی، کہ اُس لڑکی کا نام ماریہ ہے اور وہ بڑی خوبصورت اور شائستہ ہے۔ کل اسطفانوس بھی میرے پاس آیا تھا۔ اُس نے مجھ سے بڑی عاجزی کے ساتھ درخواست کی تھی

کہ مَیں اُس کی بیٹی کو بچانے میں اُس کی مدد کروں، لیکن مَیں کیا کر سکتا ہوں؟ اسطفانوس کی حالت دیکھ کر میرا جی بھر آیا تھا۔ خدا کرے بیٹی کسی کے گھر پیدا نہ ہو۔"

مرقس نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا "یہ بھینٹ چڑھانے کی رسم کتنی بُری ہے! چچا! اس رسم کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا واقعی نیل بھینٹ چڑھانے والوں سے خوش ہو کر لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے؟"

رئیس نے بیزاری سے جواب دیا "یہ رسم زمانۂ جاہلیت کے بُت پرستوں نے جاری کی تھی۔ لیکن اچھے اچھے لوگ بھی اس میں دلچسپی لے کر بے گناہوں کا خون اپنے سر لے رہے ہیں۔ معلوم نہیں یہ مظلوم عورت دنیا میں کب اطمینان کا سانس لے سکے گی؟"

جرجس نے غمگین لہجے میں کہا "ماریہ کے ماں باپ کے دل پر کیا گزرتی ہوگی؟"

رئیس بولا "یہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی تھی۔" رئیس نے ذرا رُک کر کہا "یوں تو یہ رسم ہی انتہائی شرمناک ہے لیکن ہمارے حکام نے ماریہ کے معاملہ میں جس سینہ زوری کا ثبوت دیا ہے اُس کی مثال نہیں ملتی۔"

مرقس نے رئیس کے چہرے پر نگاہیں مرکوز کرتے ہوئے پوچھا "وہ کیا؟"

رئیس نے کچھ دیر تامل کرنے کے بعد کہا "اس ظالمانہ نظام نے ہماری زبانیں سی دی ہیں اور ہم صریح ظلم دیکھنے کے باوجود اربابِ اقتدار کے خلاف زبان کھولنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ لیکن مَیں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اب ظلم کی حد ہو گئی ہے ـــــ واقعہ یہ ہے کہ اس بستی کے جاگیردار نے اسطفانوس سے اپنے بیٹے کے لئے رشتہ مانگا تھا۔ اسطفانوس نے ماریہ کا رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔

اور جاگیردار نے ملبیس کے حاکم سے مل کر ماریہ کو نیل میں ڈالنے کا حکمنامہ حاصل کرلیا۔"

جرجس نے حیرت سے پوچھا: "اسطفانوس نے جاگیردار کے بیٹے کے ساتھ رشتہ کرنے سے کیوں انکار کیا۔ یہ رشتہ کوئی برا تو نہ تھا۔"

رئیس نے جواب دیا۔ "سُنا ہے ماریہ کسی نوجوان سے محبت کرتی ہے، اور ماریہ کے ماں باپ بھی اُس نوجوان کو پسند کرتے ہیں۔ ماریہ اور اُس نوجوان کے رشتے سے جاگیردار کا بگڑ جانا قدرتی امر تھا۔"

رئیس کی زبان سے ماریہ کی محبت کا ذکر سُن کر مرقس کے احساسات کا تار تار جُھنجھنا اُٹھا۔ اُس کی آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔ رئیس نے روٹی کا لقمہ توڑتے ہوئے کہا۔ "اسطفانوس کے انکار نے رئیس کو عقل وشعور سے اس قدر عاری کر دیا ہے کہ اُس نے اُن تمام اصُول وضوابط کو پسِ پشت ڈال دیا ہے جو صدیوں سے ہمارے ملک میں رائج ہیں — قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی لڑکی کو نیل کی بھینٹ چڑھانے کا فیصلہ کیا جاتا ہے تو پہلے ملک کے مقتدر لوگوں سے مشورہ لیا جاتا ہے۔ قربانی کے وقت مذہبی پیشواؤں کے علاوہ مقوقس اور ہرقل کا موجود ہونا بھی ضروری ہے، اور لڑکی کو فوجی بینڈ کے ساتھ نیل میں ڈالا جاتا ہے۔ لیکن یہاں ان تمام چیزوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے — مقوقس بلبیس میں اپنی لڑکی کی شادی کے انتظامات میں لگا ہوا ہے اور ہرقل عربوں کی پیش قدمی روکنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جاگیردار، ہرقل اور مقوقس کی مصروفیتوں سے فائدہ اُٹھا کر ماریہ کو نیل میں ڈال دینا چاہتا ہے۔"

یہ گفتگو بہت طویل ہو چکی تھی۔ اس لئے رئیس نے محفل کا رنگ بدلنے کے

لئے سوال کیا ۔" عربوں کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے ؟

جرجس نے جواب دیا ۔" عرب بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن ہمیں اُن کی طرف سے کوئی تشویش نہیں ۔ مقوقس نے سرحدوں پر بھاری انتظامات کر کے بابل کے قلعے میں اس قدر فوج جمع کر دی ہے کہ اگر عربوں نے بڑھنے کی کوشش کی تو اُنہیں بہت بُری طرح ہزیمت اُٹھانی پڑے گی ۔"

رئیس جرجس کی بات سُن کر مسکرایا اور اُس نے نگاہیں نیچی کر لیں ۔ جرجس بولا ۔" مَیں اس معنی خیز مسکراہٹ کا مطلب نہیں سمجھا ۔"

رئیس نے کہا ۔" مجھے اس بات پر ہنسی آگئی ہے کہ مقوقس عربوں کو روکنے کی کوشش کر رہا ہے ۔ ایک فوجی نوجوان کی سیاسی بصیرت تو عوام سے ذرا مختلف ہونی چاہئے ۔"

جرجس نے جواب دیا ۔" ہم فوجیوں کی سیاسی بصیرت یہی ہوتی ہے کہ خطرے کے وقت دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہوتے ہیں ۔ ایک فوجی ہونے کی حیثیت سے مَیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے نوجوان عربوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں ۔"

رئیس نرم لہجے میں بولا ۔" بیٹا ! مقوقس اِس خیال کا آدمی نہیں ۔ اُس کی دلی آرزو یہ ہے کہ مُلک رومیوں کے ہاتھ سے نکل جائے ۔ اُسے اِس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ رومیوں کا اقتدار ختم ہونے کے بعد اقتدار عربوں کی طرف منتقل ہوتا ہے یا حبشیوں کی طرف ـــــ وہ صرف رومیوں کے اقتدار کا خاتمہ چاہتا ہے ۔"

جرجس نے انجان بن کر کہا ۔" آپ کی بات کچھ عجیب سی معلوم ہوتی ہے ،

اگر مقوقس کی یہ آرزو ہوتی تو وہ قبطیوں کو عربوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کیوں اُبھارتا؟"

رئیس ایک طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔" مقوقس کے جنگ میں حصّہ لینے کا یہ مطلب نہیں کہ اُسے رومیوں سے کوئی ہمدردی ہے بلکہ حالات نے اُسے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا ہے ——— موٹی سی بات ہے کہ رومیوں نے منف کی فوج پر رومی افسر مقرر کئے ہیں اور مصر میں جو فوج متعین کی گئی ہے، اُس میں قبطیوں کو کوئی بڑا عہدہ نہیں دیا گیا۔ کیا مقوقس جیسا مدبّر ان رومیوں کی اِس چال کو نہیں سمجھتا ؟"

جرجس بولا۔" میرا خیال ہے کہ مصر میں جو فوج مقرر کی گئی ہے، اُس میں کچھ قبطی افسر بھی ہیں ۔"

رئیس نے جواب دیا۔" اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے تو ان کی تعداد کتنی ہو گی ؟"

رئیس جرجس کی طرف جھک کر محرمانہ انداز میں بولا۔" اگر رومیوں کو مقوقس کے عزائم کا علم ہو جائے، تو وہ اُسے فوراً قتل کر دیں ۔ تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ مقوقس نے قبطی قوم کے ذی اثر لوگوں کو ایک خاص جگہ بُلا کر ہدایت کی تھی کہ وہ جنگ کے زمانے میں محتاط رہیں اور وقت آنے پر عربوں کا ساتھ دینے کے لئے تیار رہیں ۔"

جرجس بولا : " ہو سکتا ہے کہ ہم فوجیوں کی نسبت آپ حالات سے زیادہ واقف ہوں ۔"

رئیس اور جرجس کی گفتگو کے وقت مرقس، ماریہ کو چھڑانے کے طریقوں پر غور کر رہا تھا۔ اُس کے کانوں میں ماریہ کے وہ الفاظ گونج رہے تھے جو ماریہ نے

انتہائی مایوسی کی حالت میں کہے تھے۔ ماریہ کے صبیح رخساروں پر ڈھلکتے ہوئے آنسو اُسے صاف دکھائی دے رہے تھے اور اُس کے تحت الشعور میں کئی ہنگامے دم توڑ رہے تھے۔

رئیس نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "کیا بات ہے، تم گم سُم بیٹھے ہو؟"

مرقس نے جواب دیا۔ "مَیں سوچ رہا ہوں کہ جس لڑکی کو نیل میں ڈالنے کی سازش کی گئی ہے اگر مَیں اُسے بچا سکوں تو اُس کے ماں باپ کو کس قدر خوشی ہوگی۔"

رئیس بولا۔ "مظلوم کی مدد کرنا بڑی بھاری نیکی ہے۔ لیکن تم ماریہ کو نہیں چھڑا سکتے۔ ماریہ کو چھڑانے کے لئے ہرقل یا مقوقس کا حکم نامہ حاصل کرنا ضروری ہے۔ ہرقل یہاں سے بہت دُور ہے اور مقوقس علی الصبح بلبیس سے نفت کی طرف روانہ ہو جائے گا۔ اگر تم راستے میں اُس سے ملنے میں کامیاب بھی ہو جاؤ تو مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ تم اُس کی جنگی مصروفیتوں کے پیشِ نظر اُس سے ماریہ کے متعلق گفتگو کر کے حکمنامہ حاصل کر سکتے ہو۔ اس قدر قلیل وقت میں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی ـــــ ادھر جاگیردار کی بد باطنی کا یہ حال ہے کہ وہ یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص ماریہ سے زبانی ہمدردی کا اظہار کرے۔ اُس نے ماریہ کا قصہ پاک کر دینے کے انتظامات مکمل کر لئے ہیں!"

رئیس کی گفتگو نے مرقس کے عزائم کو ناکامی کے احساسات میں تبدیل کر دیا۔ وہ مایوسی کے عالم میں اُٹھا اور رئیس کو باہر لے جا کر بولا! "ماریہ کا منگیتر مَیں ہوں وہ میری محبت کے جرم میں موت سے ہم کنار ہو رہی ہے مَیں اُسے بچانا چاہتا ہوں۔"

مرقس نے یربارہ اور ارمانوسہ کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے امید ظاہر کی،

لیکن رئیس نے مغموم انداز میں جواب دیا۔ "ارمانوسہ کیا کر سکتی ہے ؟"

رئیس ایک ثانیہ خاموش رہنے کے بعد پھر بولا۔ "میں بربارہ کو بلاتا ہوں شاید وہ کوئی مفید مشورہ دے سکے۔"

تھوڑی دیر بعد مرقس ایک کمرے میں بیٹھا بربارہ کو ماریہ کی داستان سنا رہا تھا۔ مرقس کی گفتگو سُن کر بربارہ خاموش ہو گئی، اور چند ثانیے بعد باوثوق انداز میں بولی "مرقس! فکر نہ کرو۔ ماریہ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی۔ جاگیردار ماریہ کو نیل ہی ڈالنے کے لئے پرسوں لے جائے گا اور میں کل بلبیس پہنچ کر ماریہ کی رہائی کا بندوبست کر لوں گی۔"

بربارہ، ماریہ کی حفاظت کا ذمہ لے کر رئیس کے گھر لوٹ گئی اور مرقس اضطراب کے عالم میں رات بستر پر کروٹیں بدلتا رہا۔ علی الصبح بربارہ کا قافلہ بلبیس کی طرف روانہ ہو گیا۔ بستی کا رئیس اپنے مہمانوں کو الوداع کہنے کے لئے تھوڑی دُور تک قافلہ کے ساتھ جانا چاہتا تھا۔ لیکن مرقس نے اُسے یہ کہہ کر واپس کر دیا، کہ اس تکلف کی کیا ضرورت ہے ؟

ارمانوسہ بلبیس میں

(۱)

ارمانوسہ رات کے وقت بلبیس کے محل میں بیٹھی اپنے ماضی، حال اور مستقبل پر غور کر رہی تھی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے بربارہ اور ارکادیوس کے چہرے گھوم رہے تھے، وہ اس خیال سے بہت پریشان تھی کہ شاید ارکادیوس قلعہ میں نہ آئے، اور اگر آ گیا تو شاید سپاہی بربارہ کو اُس کے پاس نہ جانے دیں ــــ اچانک اُس نے کھڑکی سے باہر جھانکا اور اُس کی نگاہیں ایک جلوس پر مرکوز ہو کر رہ گئیں۔ جلوس بازار سے گزرتا ہوا محل کی طرف آ رہا تھا۔

چند گھوڑ سواروں کے آگے ایک حسین محمل تھا۔ محمل کے آگے فوجی سواروں کا دستہ تھا اور دستے کے آگے رومی عَلم لہرا رہا تھا۔ محمل کے موتی تاروں کی طرح چمک رہے تھے ــــ جلوس محل کے دروازے پر آ کر رُک گیا اور ارمانوسہ کی ایک

کنیز نے کمرے میں آکر کہا۔ "حاکمِ بلبیس کی بیوی آپ سے ملنے آئی ہیں۔"

ارمانوسہ کو حالات نے اس قدر خلوت پسند بنا دیا تھا کہ وہ کسی سے بات چیت کرنے میں تکلیف محسوس کرتی تھی۔ لیکن اُس نے مجبوراً حاکمِ بلبیس کی بیوی کو اندر بُلا لیا، اور اُسے بڑی تکریم سے اپنے پاس بٹھایا۔ حاکمِ بلبیس کی بیوی ارمانوسہ کے بلبیس آنے پر مسرّت کا اظہار کرتے ہوئے بولی: "بلبیس کے لوگ اِس بات پر بہت خوش ہیں کہ شہزادہ قسطنطین سے آپ کا رشتہ ہو گیا ہے اور مَیں تو آپ کو عروسی لباس میں دیکھنے کے لئے بہت بے قرار ہوں، خدا وہ دن جلد لائے۔"

حاکمِ بلبیس کی بیوی کے الفاظ ارمانوسہ کے لئے ناقابلِ برداشت تھے۔ وہ قسطنطین سے شادی کے تصوّر سے کانپ گئی اور اُسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے قسطنطین اُسے ارکادیوس سے چھین کر لئے جا رہا ہے۔ اُس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ——— ارمانوسہ کی پریشانی دیکھ کر حاکمِ بلبیس کی بیوی نے خیال کیا، کہ شہزادی اپنے منگیتر کا نام سُن کر شرما گئی ہے، چنانچہ اُس نے بات کا رُخ بدلتے ہوئے کہا: "تنہائی میں آپ کی طبیعت گھبراتی ہو گی، مَیں اپنی بیٹی کو بُلا دیتی ہوں، وہ بڑی ہنس مکھ ہے اور یوں بھی اُس کا نام آپ کے منگیتر کے نام سے ملتا جلتا ہے۔" یہ کہہ کر اُس نے لونڈی کو آواز دی اور کہا۔ "قسطنطینیہ کو بُلا لاؤ۔"

تھوڑی دیر بعد قسطنطینیہ ہنستی ہوئی ارمانوسہ کے کمرے میں داخل ہوئی ——— ارمانوسہ کا کمرہ قسطنطینیہ کے قہقہوں سے گونج رہا تھا۔ لیکن ارمانوسہ کو اُس کے قہقہوں سے کوئی دلچسپی نہ تھی ——— وہ کسی اور خیال میں ڈوبی ہوئی تھی ——— قسطنطینیہ نے قدرے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے اپنی ماں سے سوال کیا: "جس لڑکی کو نیل کی بھینٹ

چڑھانے کے لئے منتخب کیا گیا ہے، وہ کون ہے ؟"

قسطنطینیہ کی ماں نے جواب دیا "سُنا ہے وہ کسی اسطفانوس نامی زمیندار کی لڑکی ہے۔"

ارمانوسہ بولی "یہ بھینٹ چڑھانے کی رسم کس قدر ذلیل ہے! میں جب بھی اس رسم کا تصوّر کرتی ہوں تو میری رُوح کانپنے لگتی ہے۔ معلوم نہیں کیوں کو نیل میں ڈالنے والوں کے پہلو میں دِل ہوتا ہے یا پتھر۔ انہوں نے یہ کیسے سمجھ لیا ہے کہ نیل اُن کی اِس ذلیل حرکت سے خوش ہوتا ہے! میں ابا جان سے درخواست کروں گی کہ وہ اس رسم کو حکماً بند کرادیں۔"

قسطنطینیہ نے ارمانوسہ کی تائید کرتے ہوئے کہا "یہ رسم یقیناً بند ہونی چاہیے جس لڑکی کو نیل میں ڈالنے کا فیصلہ کیا گیا ہے، اُس کی منگنی ہو چکی تھی۔ اُس کے منگیتر کی کیا حالت ہوگی ؟"

(۲)

علی الصّباح بربارہ آگئی۔ ارمانوسہ نے اُس کی آمد کی خبر سُنتے ہی اُسے اپنے کمرے میں بُلا لیا اور دروازہ بند کر کے سوال کیا "کیا خبر لائی ہو؟"

بربارہ نے ارمانوسہ کو ارکادیوس کی انگوٹھی پیش کرتے ہوئے کہا "یہ اس نے اپنی انگلی سے اُتار کر آپ کے لئے بھیجی ہے۔"

ارمانوسہ نے انگوٹھی ہاتھ میں لے کر فرطِ انبساط سے آنکھیں بند کر لیں اور کہنے لگی۔ "بربارہ! میں تیرا احسان کبھی نہیں بھولوں گی!"

بربارہ بولی۔ "شہزادی! اگر آپ کے دل میں میری خدمت کی کوئی قدر ہے تو

اُس لڑکی کو بچا لیجئے جسے نیل میں ڈالا جا رہا ہے۔ میں اُس کی حالت پر بہت رو چکی ہوں۔"

ارمانُوسہ نے کہا: "میں اُس لڑکی کے متعلق سُن چکی ہوں۔"

بربارہ نے ارمانُوسہ کے سامنے ماریہ اور مرقس کا تمام واقعہ بیان کر کے رحم کی درخواست کی تو ارمانُوسہ نے قدرے تأمل کے بعد کہا: "میں ماریہ کو بچانے کے لئے اَبّا جان کو خط لکھتی ہوں۔"

بربارہ بولی: "خط لکھنا سُودمند نہیں ہو سکتا۔ جاگیردار ماریہ کو کل صبح نیل میں ڈال دینے کا فیصلہ کر چکا ہے اور ہمارے آقا اس وقت منف میں ہیں۔ اگر کل صبح تک ہمارے آقا کا فرمان جاگیردار کے پاس پہنچ بھی گیا تو ماریہ نہیں بچ سکے گی۔ جاگیردار رُومی ہے اور وہ ہمارے آقا کے فرمان کو زیادہ قابلِ توجہ نہیں سمجھے گا۔"

ارمانُوسہ نے بربارہ کی طرف جواب طلب نگاہوں سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ "تو پھر؟"

بربارہ نے جواب دیا: "تمہارے پاس ارکادیوس کی انگوٹھی موجود ہے۔"

ارمانُوسہ نے پوچھا: "تو کیا جاگیردار کے پاس انگوٹھی بھیج دُوں؟"

بربارہ بولی: "نہیں، آپ ارکادیوس کی انگوٹھی کو غور سے دیکھیں۔ اس پر نگینہ کی جگہ اُس کے نام کی مُہر ہے۔ اگر ہم جاگیردار کو ارکادیوس کی طرف سے خط لکھ کر اُس پر انگوٹھی سے مُہر لگا دیں تو جاگیردار یقیناً اُسے سرکاری حکم سمجھے گا۔"

ارمانُوسہ نے کہا: "میں حیران ہوں کہ اُس نے مجھے اپنی مُہر والی انگوٹھی کیسے بھیج دی؟"

بربارہ نے جواب دیا "حیران ہونے کی کوئی بات نہیں، محبت انجام سے بے نیاز ہوتی ہے۔"

(۴۳)

مرقس محل کے دروازے پر کھڑا بربارہ کا انتظار کر رہا تھا۔ بربارہ مسکراتی ہوئی باہر نکلی تو مرقس نے اپنے دل میں خوشگوار دھڑکنیں محسوس کیں۔ بربارہ نے اُسے خط دیتے ہوئے کہا "شہزادی نے لدکادیوس کی طرف سے خط لکھ کر اس پر ارکادیوس کی مُہر لگا دی ہے۔ یہ خط پڑھ کر جاگیردار سرتابی کی جرأت نہیں کر سکتا جلد لوٹنا! ہمیں تمہارا بے تابی سے انتظار رہے گا۔ شاید تمہیں ایک اور مہم پر جانا پڑے۔"

مرقس بربارہ سے خط لے کر جرجس کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ بربارہ کچھ دیر دروازے سے باہر کھڑی اُن کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنتی رہی اور پھر ارمانُوسہ کے پاس پہنچ کر کہنے لگی "شہزادی! مجھے آپ سے بعض بے حد ضروری باتیں کرنا تھیں، لیکن ماریہ کے معاملے نے بات کرنے کی فرصت نہ دی۔ آپ نے قسطنطین کے متعلق کچھ سنا ہے؟"

ارمانُوسہ نے حیرت سے پوچھا۔ "کیا؟"

بربارہ نے جواب دیا" وہ عربوں کی جنگ میں قتل ہو گیا ہے۔"

ارمانُوسہ نے گھبرا کر سوال کیا۔ "سچ؟"

بربارہ نے جواب دیا۔ "عین شمس میں مجھے ایک بوڑھے کے پاس ٹھہرنے کا اتفاق ہوا تھا۔ یہ خبر مجھے اسی نے سنائی تھی۔ لیکن اُس نے یہ بھی کہا تھا، کہ

ابھی تک اس خبر کی تصدیق نہیں ہوئی ۔"

ارماتوسہ نے ڈبڈبائی ہوئی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھاتے ہوئے کہا "میرے خدا! مَیں کسی کی موت کی خبر سُن کر خوش نہیں ہو سکتی ۔ لیکن میرا اور قسطنطین کا معاملہ ایسا ہے جو دونوں میں سے ایک کی موت کے بغیر ختم نہیں ہو سکتا ۔ اگر یہ خبر درست ہے تو یہ تیرا بہت بڑا احسان ہے ۔" پھر وہ بربارہ کی طرف متوجہ ہو کر بولی "یہ خبر کیسے معلوم کی جائے ؟"

بربارہ نے ایک ثانیہ خاموش رہنے کے بعد جواب دیا " اگر مرقس کامیاب ہو کر لوٹ آیا تو اُسے مُلکِ شام میں بھیج دیں گے ۔ وہ محاذِ جنگ سے صحیح خبر لا سکتا ہے ۔"

ارماتوسہ نے پُوچھا " وہ کب تک لَوٹے گا ؟"

بربارہ نے جواب دیا " اُسے کل آجانا چاہئے —— ہاں مَیں ایک ضروری پیغام دینا بھُول گئی تھی ۔ یہ بنیامین کا خط ہے ۔ لیجئے !"

ارماتوسہ نے خط کھولا اور پڑھنے کے بعد کہا " یہ خط اباجان کے پاس کیسے بھیجا جائے ؟"

بربارہ بولی " اِس کام کے لئے جرجس بہت موزوں ہے ۔۔۔ واپس آئے گا تو اُسے بھیج دیں گے ۔"

قُربانی

(۱)

جاگیردار بلبیس کے حاکم سے ماریہ کی موت کا اجازت نامہ حاصل کر چکا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اُس نے ماریہ کی موت کے لئے جو طرزِ عمل اختیار کیا ہے وُہ مُلکی آئین کے خلاف ہے۔ اگر ماریہ کے ماں باپ نے مقوقس سے فریاد کی تو وہ ماریہ کو نیل میں ڈالنے کی اجازت نہیں دے گا، اُس نے پیش بندی کے طور پر اُن کے مکان پر پہرہ بٹھا رکھا تھا

پہریداروں نے مرقس کو اسطفانوس کے گھر داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ وہ سمجھ چکے تھے کہ ایک نوجوان کا رات کے وقت اسطفانوس کے گھر جانا مصلحت سے خالی نہیں۔ چنانچہ انہوں نے وہ تمام گفتگو سُن لی جو مرقس نے اپنے خسر اور خالہ سے کی تھی۔ مرقس اسطفانوس کے گھر سے نکل کر بیت الغمص کی طرف روانہ ہوا، تو پہریداروں نے جاگیردار کے پاس پہنچ کر اُسے مرقس کے عزائم سے آگاہ کر دیا۔

جاگیردار نے مرقس کے عزائم سے آگاہ ہونے کے بعد پہرےداروں سے کہا "ماریہ کو پرسوں نیل میں ڈالنے کی بجائے کل ڈال دو۔ اچھا جاؤ! گاؤں کی عورتوں سے کہو ماریہ کو قربانی کے لئے تیار کریں۔"

ماریہ کے بازو اُس کے جسم کے ساتھ مضبوط جکڑے ہوئے تھے۔ اُس کے پاؤں میں بھاری زنجیریں پڑی تھیں۔ چنانچہ گاؤں کی عورتوں نے اسطفانوس کے گھر پہنچ کر ماریہ کو سجانا شروع کر دیا۔ اُس کے بال مصری طرز پر بنائے گئے، سر پر ہیروں اور موتیوں سے مزیّن رومال باندھ دیا گیا۔ گلے میں پھولوں کے ہار ڈال دیئے اور پھر اُسے سُرخ چادر میں ڈھانپ دیا۔

ماریہ کے سینے پر ایک طلائی تختی آویزاں تھی۔ جس کا ریشمی دھاگا چادر کے اُوپر سے ماریہ کے سر کے بالوں سے بندھا تھا۔ اُس تختی سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ ماریہ کے ماں باپ نے اپنی خوشی سے ماریہ کو نیل کی قربانی کے لئے پیش کیا ہے۔ عورتیں ماریہ کو نیل کے ساحل کی طرف لے آئیں اور پھر اُسے سجی ہوئی کشتی میں بٹھا دیا گیا۔

کشتی روانہ ہو کر ایک جزیرے کے ساحل پر آ گئی اور گاؤں کی عورتوں نے ماریہ کو اُٹھا کر ساحل کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ اُن کے ماریہ کو اُٹھانے کے ساتھ ہی مصری دوشیزاؤں کا رقص شروع ہو چکا تھا، وہ ساحل سے جزیرے کی طرف بڑھنے لگیں تو مصری دوشیزاؤں کا رقص عروج پر تھا اور اُن کے گھنگھروؤں کی آواز سے فضا یکسر ترنم بن چکی تھی ـــــ تھوڑی دُور پہنچ کر پادری نے ہوا میں رومال لہرایا، اور دوشیزاؤں کا رقص تھم گیا۔ اُس وقت فضا خاموش ہو چکی تھی۔

جاگیردار نے ماریہ کو ایک خیمے میں بٹھانے کا حکم دے کر ملازموں کو خیموں کی طرف بھیج دیا۔ ماریہ کے خیمے پر سپاہیوں کا پہرہ تھا۔ چنانچہ کچھ وقت گزرنے کے بعد جاگیردار کالڑ کا لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا آیا اور خیمے میں داخل ہو گیا۔ اُس نے ماریہ کو غضب ناک انداز میں مخاطب کرتے ہوئے کہا: "بے وفا! تُو نے میری محبت کو ٹھکرا کر میرے جذبات کی توہین کی تھی اور مرقس سے محبت کی پینگیں بڑھانے کا خواب دیکھا تھا، یہ اُسی خواب کی تعبیر ہے۔ اب تُو موت کے خُونی دیوتا سے بیاہی جائے گی۔ نیل کے گہرے پانی میں تیری برات کا جلوس نکلے گا، بتا! اب مرقس کہاں ہے؟ تیری زنجیریں اب بھی ٹوٹ سکتی ہیں۔ بول کیا ارادہ ہے؟"

ماریہ مرقس کے خیال میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اُسے ہر آہٹ پر مرقس کے آنے کا گمان گزر رہا تھا۔ لیکن پھر وہ مایوسی کے عالم میں سوچنے لگتی: "مرقس نہیں آئے گا، وہ نہیں آسکتا۔" پھر اُس کے دل سے آواز آتی: "نہیں وہ ایسا نہیں، وہ ضرور آئے گا!"

صبح کے وقت جاگیردار کی عورتیں ماریہ کو سنگِ مرمر کے چبوترے پر بٹھا کر اس کے پیروں سے بھاری لوہا باندھ رہی تھیں۔ اور جاگیردار اُنہیں مضبوط گانٹھیں دینے کی تاکید کر رہا تھا —— ماریہ کے پیروں سے لوہا باندھنے کے بعد عورتیں چبوترے سے نیچے اُتر کر کھڑی ہو گئیں۔ جاگیردار اُن کے قریب کھڑا تھا اور ایک پادری نے چبوترے کے گرد چکّر کاٹنا شروع کر دیا۔ چکّر کاٹتے وقت پادری کچھ پڑھ رہا تھا، اور چبوترے کے اِرد گرد کھڑے ہونے والے ماریہ کی قربانی قبول ہونے کے لئے دُعا مانگ رہے تھے۔

پادری دو چکّر کاٹ چکا تھا اور تیسرا چکّر کاٹ رہا تھا کہ ایک بگل کی آواز نے

لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ دُور سے دو سوار سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ہوئے چبوترے کے قریب پہنچ گئے۔ ایک سوار نے گھوڑے سے کُود کر جاگیردار کے ہاتھ میں خط دے دیا۔ جاگیردار خط پڑھ رہا تھا اور اُس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اُس کی نگاہیں خط کی ان سطور پر مرکوز تھیں :۔

"یہ خط ارکادیوس بن اعیرج کی طرف سے ہے۔

تم نے جس لڑکی کو نیل کی قربانی کے لئے پکڑا ہے، اسے فوراً چھوڑ دو۔ ورنہ تمہیں اس بے گناہ خون کے عوض اپنا اور اپنے اہل و عیال کا خون پیش کرنا پڑے گا — یہ سوار میرے خاص آدمی ہیں، یہ لوٹ کر مجھے صورتِ حال سے آگاہ کریں گے۔"

ارکادیوس کا خط پڑھنے کے بعد جاگیردار کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ اُس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا "ماریہ کو چھوڑ دو۔ اسے اس کے ماں باپ کے پاس پہنچا دو۔"

جاگیردار کے ملازموں نے ماریہ کے بند کھول دیئے اور اُس کے اُوپر سے سُرخ چادر اُتار دی۔ ایک نوجوان گھوڑے سے ٹیک لگائے اس کی طرف دیکھ رہا تھا — یہ ماریہ کا منگیتر مرقس تھا۔ ماریہ اور مرقس کی نگاہیں چار ہوتے ہی دونوں چہروں پر مسرت کی لہر دوڑنے لگی۔ کائنات کی عظمتوں نے دو معصوم روحوں کے حضور خراجِ عقیدت پیش کیا اور زندگی کے ساز سے سہانے نغمے نکل کر ابدیت کی اُن سرحدوں تک جا پہنچے جہاں سے حُسن کو ملاحت، عشق کو تڑپ، بہار کو شگفتگی، اور پھُولوں کو تازگی ملتی ہے۔ حُسن اپنی فتحمندیوں پر خوش تھا، اور عشق اپنی سرفرازیوں

پر نازاں ہے ۔

جب ماریہ کشتی پر سوار ہو رہی تھی تو مرقس کنارے پر اپنے گھوڑے کی باگ تھامے کھڑا تھا اور اُس کے ہونٹوں پر ایک دلفریب مسکراہٹ کھیل رہی تھی ۔ ماریہ نے مڑ کر اُس کی طرف دیکھا اور ایک ثانیہ توقف کے بعد جھجکتے ہوئے کہا " آپ . . . . آپ میرے ساتھ نہیں چلیں گے ؟ "

مرقس نے جواب دیا " اب میرا فرض مجھے کہیں اور بُلا رہا ہے ۔ میں بہت جلد تمہارے پاس آؤں گا ۔ خدا حافظ ! "

تھوڑی دیر بعد ماریہ ، مرقس اور جرجس کو گرد کے بادلوں میں روپوش ہوتا دیکھ رہی تھی ۔

(۲)

اگلی صبح بربارہ اور ارمانوسہ محل کی چھت پر کھڑی مرقس اور جرجس کا انتظار کر رہی تھیں ۔ اچانک اُن کی نگاہیں دُور سے اُٹھنے والے غبار پر مرکوز ہو کر رہ گئیں ۔ مرقس اور جرجس گھوڑے دوڑاتے ہوئے بلبیس کی طرف آ رہے تھے ۔ بربارہ نے نیچے اُتر کر محل کے دروازہ پر مرقس کا استقبال کیا تو اُس نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ " ماریہ بچ گئی ہے ۔ "

بربارہ ، مرقس کو مبارکباد دینے کے بعد تیز تیز قدم اُٹھاتی ہوئی ارمانوسہ کے کمرے میں چلی گئی ۔ اُس نے ارمانوسہ کو ماریہ کی رہائی کی خبر سنائی تو ارمانوسہ کا چہرہ مسرت سے تمتما اُٹھا ۔ بربارہ ، ارمانوسہ کے کمرے سے نکل کر پھر مرقس کے پاس آ گئی ۔ مرقس بربارہ کے سامنے ہمہ تن تشکر بنا کھڑا تھا ۔ بربارہ نے اسے متوجہ کرنے

ہوئے کہا۔ "مرقس! شہزادی ارمانوسہ تجھے ایک خاص مہم پر بھیجنا چاہتی ہے"
مرقس نے احسان مندی کے جذبات سے مغلوب ہو کر نظریں جھکاتے ہوئے جواب دیا: "شہزادی کی خدمت سے بڑھ کر میرے لئے اور کیا سعادت ہو سکتی ہے؟"

بربارہ، مرقس کو ستانے کی تاکید کر کے جرجس کو اپنے خاص کمرے میں لے گئی۔ اُس نے جرجس کو اپنے قریب کرسی پر بٹھا دیا اور کہا۔ "جرجس! مَیں تجھے ایک خاص کام کے لئے منف بھیجنا چاہتی ہوں۔ شہزادی اپنے والد کے پاس ایک خط بھیجنا چاہتی ہے۔ لیکن اس خط کا کسی کو علم نہیں ہونا چاہئے، ورنہ ہمارے آقا کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔"

جرجس نے بربارہ سے خط لیتے ہوئے کہا۔ "مطمئن رہئے! مَیں آپ کے اعتماد کو ٹھیس نہیں لگنے دوں گا!"

جرجس نے اپنے سر سے خود اُتار کر اُس میں خط چھپا لیا اور اپنی کمر سے لٹکی ہوئی تلوار درست کرنے کے بعد بولا۔ "اجازت ہے؟"

بربارہ، جرجس کو خدا حافظ کہنے کے بعد مرقس کے پاس آگئی اور اُسے اپنے کمرے میں لے گئی۔ وہ مرقس کو کمرے میں بٹھا کر ارمانوسہ کے پاس چلی گئی اور اُس نے ارمانوسہ کو مرقس کے آنے کی اطلاع دی، تو ارمانوسہ نے مرقس کو اپنے کمرے میں بُلا لیا۔۔۔ مرقس ارمانوسہ کو سلام کرنے کے بعد اُس کے سامنے مؤدب کھڑا ہو گیا۔

بربارہ نے مرقس کو متوجہ کرتے ہوئے کہا: "تمہیں یاد ہو گا کہ ہم عین شمس میں ایک بوڑھے کے پاس ٹھہرے تھے اور اُس نے ہمیں قسطنطین کے قتل کی خبر سنائی تھی؟"

مرقس بولا: "لیکن اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ ابھی اس خبر کی تصدیق نہیں ہو سکی۔"

بربارہ نے کہا: "شہزادی اس خبر کی تصدیق چاہتی ہے، اور اس کام کے لئے کوئی اور موزوں شخص نظر نہیں آتا۔"

مرقس نے جواب دیا: "مَیں شہزادی کی خدمت کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتا ہوں۔"

ارمانوسہ، مرقس کی طرف متوجہ ہو کر بولی: "اگر تمہیں راستے ہی میں اس خبر کے متعلق کچھ معلوم ہو جائے تو جلد واپس آجانا، ورنہ شام پہنچ کر تمہیں صورتِ حال معلوم ہو جائے گی۔"

بربارہ نے کہا: "میرے خیال میں رات کے وقت سفر کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔"

مرقس نے بربارہ کے خیال کی تائید کی۔ لیکن ارمانوسہ بولی: "سفر بہت طویل ہے۔ مرقس کو کچھ آرام کر لینا چاہئے۔"

مرقس ارمانوسہ کے کمرے سے باہر نکل آیا اور سوچنے لگا: "شام پر عربوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ اگر عربوں نے مجھے جاسوس سمجھ کر قتل کر دیا تو ماریہ کے دل پر کیا گزرے گی۔"

عربوں کے مفتوحہ علاقے میں جانے کے لئے عربی زبان کا جاننا ضروری تھا اور مرقس کو یہ احساس بھی پریشان کر رہا تھا کہ وہ عربی زبان سے ناواقف ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ ارمانوسہ کی بات ٹالنے کے لئے تیار نہ تھا۔

تھوڑی دیر بعد بربارہ مرقس کے پاس آگئی۔ اُس کے چہرے پر گھبراہٹ کے آثار تھے۔ اُس نے مرقس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "اگر تم مصری لباس کے ساتھ

ملک شام میں داخل ہوئے تو عرب تمہیں جاسُوس سمجھ کر گرفتار کرلیں گے۔" وہ ذرا رُک کر بولی۔" مَیں عربی لباس بنوا دیتی ہوں، شام کے ملک میں داخل ہوتے وقت وہ لباس پہن لینا۔"

مرقس نے جواب دیا۔" مَیں نے عربی لباس کبھی نہیں دیکھا۔"

بربارہ بولی:" مَیں عربی لباس سے واقف ہوں۔ آج سے چند سال قبل ایک عرب ہمارے آقا کے پاس آیا تھا اور مَیں نے اُس کا لباس دیکھا تھا۔"

مرقس نے کہا:" آپ لباس تیار کریں۔ اتنی مُدت میں مَیں خالہ سے مِل آؤں۔"

بربارہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔" ضرور، لیکن جلد آنا۔"

مرقس کے لاپتہ ہونے کے باعث اُس کی خالہ اور خالُو بہت پریشان تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اُن کے اندیشے بڑھ رہے تھے۔ ماریہ کی حالت اور بھی خراب تھی لیکن وہ اپنی پریشانی کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی ــــ وہ اضطراب کے عالم میں مکان کی چھت پر چلی جاتی اور دُور تک مرقس کو دیکھنے کے بعد نیچے آ جاتی ــــ وہ سوچ رہی تھی کہ وقت نے میرے ساتھ کیا مذاق کیا ہے؟"

مرقس شام کے وقت آ گیا۔ اُس کے خالُو اور خالہ نے اُسے دیکھ کر بڑی بیتابی سے اس کا استقبال کیا۔ وہ مرقس کی آمد پر مسرت کا اظہار کر رہے تھے، لیکن ماریہ خاموش تھی ــــ اس کی جھکی ہوئی نگاہیں مرقس کے طرزِ عمل کے خلاف احتجاج کر رہی تھیں ــــ مرقس کے خالو نے اُسے آغوش میں لے کر ایک کرسی پر بٹھا دیا اور اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے سوال کیا۔" بیٹا! تم کہاں چلے گئے تھے؟"

مرقس نے جواب دیا: "ماریہ کو ایک بہت بلند شخصیت نے نجات دلائی ہے میں اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے گیا تھا۔"

ماریہ کی ماں بولی۔ "بیٹا! وہ کون ہے؟ اس کا شکریہ ادا کرنا ہم سب کا فرض ہے۔"

مرقس نے زیرِ لب مسکراتے ہوئے سوال کیا: "زبانی یا۔۔۔۔؟"

ماریہ کے باپ نے مرقس کی بات کاٹتے ہوئے جواب دیا۔ "ایسے محسن کے لئے ہم جان تک دینے کے لئے تیار ہیں۔"

ماریہ کی ماں نے پھر پوچھا: "بیٹا! وہ کون ہے؟"

مرقس نے آہستہ سے جواب دیا۔ "شہزادی ارمانوسہ۔"

شہزادی ارمانوسہ کا نام سُن کر ماریہ کے ماں باپ حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ ماریہ کی ماں بولی۔ "ہم غریب، شہزادی کو کیا بدلہ دے سکتے ہیں؟"

مرقس نے جواب دیا۔ "شہزادی نے ایک کام میرے سپرد کیا ہے۔"

ماریہ کا باپ بولا۔ "شہزادی کا کام ضرور کرنا چاہیئے۔"

مرقس بولا۔ "میں اسی کام کے لئے مُلکِ شام کی طرف جا رہا ہوں میں آپ کو صرف یہ کہنے کے لئے آیا ہوں کہ آپ میری طویل غیر حاضری سے پریشان نہ ہوں۔"

مرقس کے مُلکِ شام جانے کی خبر سُن کر ماریہ نے مرقس کو استعجابیہ نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ اس کے دل میں دو متضاد جذبے پیدا ہو رہے تھے۔ کبھی وہ سوچنے لگتی کہ مرقس کو خطرے کے مقام سے روکنا چاہیئے، اور کبھی اپنی محسنہ کی خدمت کو ضروری خیال کرتی۔

ماریہ کے باپ نے مرقس سے سوال کیا۔ "بیٹا! شہزادی تمہیں کس کام کے

لئے بھیج رہی ہے ؟'
مرقس نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا: میں یہ نہیں بتا سکتا۔ شہزادی نے مجھے
رازداری سے کام لینے کی تاکید کی تھی ــــ اب میں اجازت چاہتا ہوں۔ شہزادی میرا
انتظار کر رہی ہوگی۔ آپ میری کامیابی کے لئے دعا کریں۔"
مرقس کی روانگی کے وقت ماریہ کے ماں باپ اُس کی کامیابی کے لئے دعا مانگ
رہے تھے اور ماریہ زیرِ لب کہہ رہی تھی ــــ "خدا آپ کو خیریت سے واپس لائے۔
میں سیدہ مریم کی نذر ادا کروں گی۔"
مرقس ماریہ کے گھر سے نکل کر رات کی تاریکیوں میں گم ہو گیا ــــ

(۳)

اگلی شام مرقس ایک لق و دق صحرا میں سفر کر رہا تھا۔ آسمان پر مٹیالے رنگ
کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر کے لئے کوئی ستارہ چمکتا اور پھر بادلوں میں
روپوش ہو جاتا۔ رات کی تاریکی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ مجھے سفر
جاری رکھنا چاہئے یا رات بسر کرنے کے لئے اسی جگہ ٹھہر جانا چاہئے۔
معاً اُسے خیال آیا کہ فرما یہاں سے قریب ہے۔ اگر میں ہمت سے کام لوں
تو فرما پہنچ سکتا ہوں۔ لیکن وہ اس خیال سے رُک گیا کہ اگر میں رات کی تاریکی میں
راستہ بھول گیا تو اپنی منزل سے بہت دُور ہو جاؤں گا ــــ اچانک اُسے ایک
مہیب آواز سنائی دی۔ وہ اس آواز کو کسی جنگلی جانور کی آواز سمجھنے لگا۔ پھر اُسے خیال
آیا کہ یہ آواز محض میرا واہمہ ہے۔ صحرا میں پھیلے ہوئے درخت اُسے ڈراؤنی صورتوں میں
نظر آ رہے تھے اور وہ اس آواز کو بھی ایک واہمہ سمجھ رہا تھا۔ لیکن تھوڑی دیر کے

بعد اُسے یہ آواز صاف طور پر سنائی دی۔

وہ اپنی فکری قوتوں کو جمع کر کے یہ سمجھنے کی کوشش کرنے لگا کہ یہ آواز کس طرف سے آ رہی ہے۔ اُس کی نگاہیں صحرا میں پھیلی ہوئی ظلمتوں کا جائزہ لے رہی تھیں۔ اسی دوران میں اُسے دُور ایک الاؤ دکھائی دیا اور وہ اُسے خانہ بدوشوں کی جلائی ہوئی آگ سمجھ کر آگے بڑھنے لگا۔ لیکن وہ اِس خیال سے رُک گیا کہ اگر یہ عربوں کا لشکر ہُوا تو مَیں گرفتار ہو جاؤں گا ـــــ اچانک اُسے ایک عجیب سا ہیولا اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ وہ تلوار کھینچ کر درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا اور بلند آواز میں بولا "کون ہے؟"

ایک شُتر سوار چند قدم کے فاصلے پر آ رُکا۔ اُس نے اُونٹ بٹھا کر اُس کا گھٹنا باندھ دیا اور چند قدم آگے بڑھ کر کہا "پہلے تم بتاؤ! تم کون ہو؟"

مرقس نے جواب دیا "مَیں مقوقس کا آدمی ہوں۔"

اجنبی بولا "اچھا تو آپ جاسوس ہیں۔"

مرقس نے جواب دیا "نہیں، مَیں قاصد ہوں۔"

اجنبی نے کہا "مَیں بلبیس جا رہا ہوں، اچھا ہُوا آپ سے ملاقات ہو گئی مجھے آپ سے ضروری باتیں معلوم ہو جائیں گی۔"

مرقس نے سوال کیا "بلبیس آپ کس لئے جا رہے ہیں؟"

اجنبی نے جواب دیا "شہزادی ارمانوسہ کو ایک ضروری پیغام دینے کے لئے۔"

مرقس نے جلدی سے سوال کیا "کس کا پیغام؟ مَیں شہزادی ارمانوسہ کا خاص خادم ہوں۔ کل شام میں اُسی کے پاس تھا۔"

اجنبی نے جواب دیا: "مجھے حلب کے حاکم یوقنا نے بھیجا ہے۔ مَیں اُس کی فوج کا ایک سپاہی ہوں اور میرا نام بروفس ہے۔"

مرقس بولا: "اچھا تو آپ حلب سے آئے ہیں؟"

بروفس نے کہا: "نہیں، وہ سامنے یوقنا کے لشکر میں آگ جل رہی ہے۔ مَیں وہیں سے آیا ہوں۔"

مرقس نے حیرت سے سوال کیا: "یوقنا کا لشکر یہاں کیسے آگیا؟"

بروفس نے جواب دیا: "عربوں نے حلب پر قبضہ کر لیا ہے اور شہزادہ قسطنطین اپنے لشکر سمیت فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اُس نے ہمیں ارمانوسہ کو لانے کے لئے بھیجا ہے۔ مَیں شہزادی کو بلبیس سے یہاں لے آؤں گا اور یہاں سے ہم قسطنطنیہ روانہ ہو جائیں گے۔"

مرقس نے سوال کیا: "قسطنطین اس وقت کہاں ہے؟"

بروفس بولا: "وہ قیساریہ سے بحیرۂ روم کے ذریعہ قسطنطنیہ روانہ ہو چکا ہے اور ہم شہزادی کو لے کر اُس کے پاس پہنچ جائیں گے۔"

مرقس نے کہا: "ان حالات میں اگر آپ کوئی بات پوچھنا چاہیں تو مَیں شہزادی کا خادم ہونے کی حیثیت سے آپ کی رہنمائی کر سکتا ہوں۔"

بروفس نے پوچھا: "شہزادی قسطنطین کے پاس جانے کے لئے تیار ہو جائے گی؟"

مرقس نے جواب دیا: "اُسے کیا عذر ہو سکتا ہے؟ وہ قسطنطین کے لئے ہی تو بلبیس آئی ہے۔"

مرقس کو اس بات کا یقین نہ آیا کہ قسطنطین نے شہزادی کو بلایا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے اُس نے یوقنا کا لشکر [illegible] ہے۔ اس نے قدرے تامل کے بعد سوال کیا: "اس خبر میں کہاں تک صداقت ہے کہ یوقنا نے عربوں کا دین قبول کر لیا ہے؟"

بروقس نے تلخی سے جواب دیا: "یہ خبر ہمارے دشمنوں نے پھیلا رکھی ہے وہ اس طرح ہمیں بدنام کرنا چاہتے ہیں۔"

مرقس پھر بولا: "شہزادہ قسطنطین کے متعلق بھی بڑی تشویشناک خبر سننے میں آئی تھی؟"

بروقس نے جواب دیا: "آپ نے وہی خبر سُنی ہوگی جو مُلک کے بدخواہوں نے فوج میں بددلی پھیلانے کے لئے مشہور کر دی تھی۔ خدا کے فضل سے قسطنطین بخیر و عافیت ہے۔"

مرقس نے کہا: "میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ آپ عربوں کی فتوحات کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ ارمانوسہ کو قسطنطنیہ کیوں لے جانا چاہتے ہیں؟ کیا راستے میں عربوں کا خطرہ نہیں؟"

بروقس نے پریشان ہو کر جواب دیا: "نہیں! ہم عربوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔"

مرقس کے دل میں گوناگوں خیالات پیدا ہو رہے تھے۔ وہ سمجھ گیا کہ بروقس کوئی چالاک آدمی ہے۔ چنانچہ اُس نے معلومات حاصل کرنے کے لئے کہا: "اگر آپ مجھے یوقنا کے لشکر میں لے چلیں تو یوقنا کی ملاقات ہم دونوں کے لئے مفید ثابت ہو سکتی ہے۔"

بروقس نے جواب دیا " مجھے جلد بلبیس پہنچنا ہے۔ اس لئے یوقنا کے پاس نہیں جا سکتا۔ میں آپ کو ایک طریقہ بتا دیتا ہوں جس سے آپ بآسانی لشکر میں پہنچ سکتے ہیں۔"

مرقس نے پوچھا " وہ کیا ؟"

بروقس نے جواب دیا " آپ پہریدار کو السلام علیکم کہہ دیجیے۔ اس کے بعد وہ آپ سے کوئی تعرض نہیں کرے گا۔"

مرقس کے دل میں خیال آیا کہ یوقنا کے سپاہی مجھے مصری لباس میں دیکھ کر شک کریں گے۔ اُس نے کہا " اگر آپ اسی لباس کے ساتھ بلبیس میں داخل ہوئے تو بلبیس کے لوگ آپ کو مشکوک نگاہوں سے دیکھیں گے۔"

بروقس نے پوچھا " تو پھر کیا کرنا چاہیے ؟"

مرقس نے جواب دیا " ہمیں آپس میں لباس تبدیل کر لینا چاہیے۔ اس طرح آپ کی فوج کے سپاہی میرے متعلق کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہوں گے، اور بلبیس کے لوگ آپ کو مشکوک نگاہوں سے نہیں دیکھیں گے۔"

بروقس نے مرقس کی تجویز پسند کی اور دونوں نے ایک دوسرے کا لباس پہن لیا۔ بروقس نے آگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا " یوقنا کا خیمہ آگ کے بالکل قریب ہے۔ آپ کو اس کے پاس پہنچنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔" وہ ذرا رُک کر پھر بولا " اب میں اجازت چاہتا ہوں۔"

بروقس کے جانے کے بعد مرقس اس کی باتوں پر غور کرنے لگا۔ اس کے شبہات بڑھتے جا رہے تھے اور وہ سوچ رہا تھا کہ اگر یہ عربوں کا لشکر ہوا تو عرب مجھے جاسوس

سمجھ کر گرفتار کر لیں گے۔ وہ کافی سوچ بچار کے بعد لشکر کی طرف روانہ ہو گیا۔ لشکر کے قریب اُسے ایک پہریدار نے آواز دی۔ لیکن وہ السلام علیکم کہہ کر لشکر میں داخل ہو گیا۔

لشکر میں پہنچ کر اُسے چاروں طرف اُونٹ جُگالی کرتے ہوئے دکھائی دیئے اور اُسے یقین ہو گیا کہ یہ عربوں کا لشکر ہے۔ وہ چند قدم آگے بڑھا تو اسے ایک خیمے میں بطریق نظر آیا۔ بطریق کے ساتھ کچھ عرب اور کچھ رومی لوگ بیٹھے تھے۔ اگلے خیمے میں رومی، عربی اور حلبی لوگ تھے۔ یہ بات مرقس کی سمجھ میں نہ آئی کہ دو دشمن قوموں کے سپاہی ایک ہی جگہ کیوں جمع ہو گئے ہیں؟ وہ آہستہ سے آگے بڑھ کر اُن کے ساتھ بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دسترخوان بچھایا گیا اور مرقس اُن کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا۔

مرقس نے لشکر میں رات بسر کی اور صبح اُٹھ کر یوقنا کے خیمے کے سامنے پہنچ گیا۔ یوقنا خیمے میں بیٹھا تھا اور خیمے کے سامنے ایک سپاہی کھڑا تھا۔ مرقس یوقنا کو غیر ملکی لباس میں دیکھ کر سمجھ گیا کہ اُس نے عربوں کا دین قبول کر لیا ہے۔ لوگ اسے عبداللہ کے نام سے پکار رہے تھے۔ مرقس اس کے خیمے کے قریب کھڑا سوچنے لگا کہ اگر یہ عیسائیت پر قائم ہوتا تو اس کے گلے میں صلیب ضرور ہوتی۔ دینِ مسیح کے پیروکار جنگ کے زمانے میں گلے سے صلیب نہیں اُتار سکتے۔

یوقنا کے خیمے سے ہٹ کر مرقس لشکر میں گھومنے لگا۔ اس کی نگاہیں ماحول کا جائزہ لے رہی تھیں، وہ لشکر کے کنارے پہنچا تو اُسے لشکر سے تھوڑی دُور کے فاصلے پر ایک آدمی نظر آیا۔ وہ ریت پر بیٹھا دونوں گھٹنوں میں ایک کاغذ چھپائے

ہوئے پڑھ رہا تھا۔ مرقس کو دیکھ کر اُس نے کاغذ چھپالیا۔ اور ریت پر بکھرے ہوئے سنگ ریزوں سے کھیلنے لگا۔

وہ شخص اپنی وضع قطع کے اعتبار سے رومیوں اور مصریوں سے بالکل مختلف تھا۔ مرقس اُسے مل کر اس کی عجیب وغریب حرکات کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ اس خیال سے اس کے قریب جانے کی جرأت نہ کرسکا کہ اگر اس نے مجھ سے کوئی ایسا سوال کر دیا جس کا میں جواب نہ دے سکا، تو میں مشکوک آدمی سمجھ کر گرفتار کر لیا جاؤں گا —— رات کے وقت مرقس خیمے میں سپاہیوں کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔ اچانک اس کی نگاہیں اسی شخص سے چار ہوگئیں جسے اس نے صبح دیکھا تھا۔ مرقس کے لئے وہ ساعت بڑی نازک تھی، وہ اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھ رہا تھا۔ وہ شخص کھانا کھانے کے بعد باہر چلا گیا۔ تو مرقس نے اطمینان کا سانس لیا پھر مرقس خیمے سے باہر نکل کر لشکر میں ٹہلنے لگا۔ اسے وہی شخص عربوں کے ایک خیمے میں بے تکلف عربی بولتا ہوا نظر آیا۔ مرقس کھانا کھانے کے وقت اسے یونانی زبان میں باتیں کرتا ہوا دیکھ چکا تھا —— مرقس خیمے سے باہر کھڑا سوچنے لگا کہ اگر یہ خیمے سے باہر نکلے تو اس سے کچھ معلوم کروں، لیکن وہ کافی رات گزرنے کے بعد بھی باہر نہ نکلا! اور مرقس اپنے دل میں یہ فیصلہ کر کے لیٹ گیا کہ صبح اُس سے ملوں گا۔

عمروؓ بن العاص

(۱)

اگلی صبح مرقس کی آنکھ کھلی تو یہ فوج کوچ کی تیاریاں کر رہی تھی۔ مرقس یہ اندازہ لگا چکا تھا کہ یہ لوگ کوئی خاص مہم سر کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ چنانچہ جب وہ روانہ ہوئے تو مرقس ان کے ساتھ چل پڑا ــــ یوقنا کا گھوڑا لشکر کے آگے تھا۔ اور اس کے دائیں بائیں رومی سپاہیوں کے گھوڑے تھے۔ رومی سپاہی اپنے قومی لباس میں تھے، لیکن یوقنا کے سر پر ایک گول کپڑا لپٹا ہوا تھا، اور عربی قبا اس کے پیروں تک لٹک رہی تھی۔

لشکر پڑاؤ سے تھوڑی دُور جا کر رُک گیا اور سپاہیوں نے صحرا کے آخری کنارے پر نگاہیں مرکوز کر دیں۔ مرقس کو رومیوں کی صف آرائی کی وجہ معلوم نہ تھی۔ ایک سپاہی نے مرقس کے سوال کے جواب میں کہا: "ہم عربوں کے استقبال کے لئے آئے ہیں۔"

مرقس سپاہی کا جواب سُن کر سمجھ گیا کہ یوقنا اور اُس کی فوج عربوں کے ساتھ مل چکی ہے ۔ اسی دوران میں مرقس کو وہ شخص یاد آ گیا جسے اُس نے کل صبح لشکر سے تھوڑی دُور دیکھا تھا ۔ وہ اسے سپاہیوں میں ڈھونڈنے لگا لیکن وہ شخص اسے کہیں نظر نہ آیا ۔ وہ اس کی تلاش میں پڑاؤ کی طرف چلا گیا ۔ اس وقت پڑاؤ بالکل خالی تھا ۔ چنانچہ اس نے لشکر میں واپس آ کر اپنی نگاہیں صحرا کے آخری کنارے سے اُٹھنے والے غبار پر مرکوز کر دیں ۔

تھوڑی دیر بعد گرد کے بادلوں سے عربوں کا لشکر نمودار ہوا ۔ لشکر آندھی اور طوفان کی طرح بڑھ رہا تھا اور یوقنا کے سپاہی حیرت سے لشکر کی طرف دیکھ رہے تھے ۔ لشکر کے پہنچتے ہی یوقنا اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر آگے بڑھا اور دو عرب سواروں نے اپنے گھوڑے اس کے قریب کر دیئے ۔ یوقنا نے عربوں کے سالار سے ہاتھ ملایا تو عربوں کے نعروں سے فضا گونج اُٹھی ۔ سالارِ لشکر سے ہاتھ ملانے کے بعد یوقنا نے دوسرے سوار سے ہاتھ ملایا اور پھر یوقنا کے لشکر نے عربوں کو سلامی دی ۔۔۔۔۔

سالارِ لشکر ادھیڑ عمر کا آدمی تھا ۔ اس کی ذات جلال و جمال کا حسین پیکر معلوم ہو رہی تھی ۔ وہ ایک معمولی قبا میں بھی شہنشاہوں سے زیادہ بارُعب نظر آ رہا تھا ۔ مرقس نے ایک سپاہی سے پُوچھا " یہ کون ہے ؟ "

سپاہی نے آہستہ سے جواب دیا : " عمرو بن العاص "

مرقس نے پھر پوچھا " اور یہ دوسرا سوار کون ہے ؟ "

سپاہی نے جواب دیا " یہ عربوں کا مشہور خطیب عبادہ بن صامت ہے "

عمروبن العاص یوقنا سے ہاتھ ملانے کے بعد لشکر سے تھوڑی دُور ہٹ کر کھڑا ہو گیا اور پھر چاروں طرف نظر دوڑانے کے بعد اپنا نیزہ زمین میں گاڑ دیا۔ عمروبن العاص کے نیزہ گاڑتے ہی عربوں نے اُونٹ بٹھا دیئے اور سامان اُتار کر خیمے نصب کرنے لگے — عربوں کا سالار اپنے سپاہیوں کے ساتھ خیمے نصب کرنے میں مصروف تھا اور یوقنا کے سپاہی اُسے طنابیں کھینچتے ہوئے دیکھ کر حیران ہو رہے تھے — اپنے سپاہیوں کو ضروری ہدایات دینے کے بعد عمروبن العاص، یوقنا کے ساتھ ایک خیمے میں چلا گیا اور مرقس عربوں کے لشکر کا چکّر کاٹنے لگا۔ اس کے اندازے کے مطابق عربوں کی تعداد چار ہزار تھی۔ وہ عرب سپاہیوں کے انداز و اطوار کا جائزہ لیتا ہُوا لشکر کے عقبی حصّے میں پہنچا تو اُسے اُونٹوں کے کجاووں کے قریب کچھ عورتیں اور بچّے نظر آئے اور وہ سوچنے لگا کہ عرب، عورتوں اور بچّوں کو میدانِ جنگ میں کیوں لے آئے ہیں ؟ — لشکر کا چکّر کاٹنے کے بعد وہ عمروبن العاص کے خیمے کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔

عمروبن العاص کے خیمے کے سامنے اسلامی عَلَم لہرا رہا تھا اور عَلَم پر عربی زبان میں کچھ لکھا تھا۔ مرقس نے عربی حروف کو بغور دیکھنے کے بعد خیمے کے اندر جھانکا۔ اُسے عمروبن العاص ایک ٹاٹ پر بیٹھا ہُوا نظر آیا۔ یوقنا اور اُس کے چند ساتھی عمروؓبن العاص کے سامنے بیٹھے تھے — ایک شخص اُٹھ کر یوقنا اور عمروؓ بن العاص کے درمیان بیٹھ گیا اور اس نے ترجمانی کے فرائض سرانجام دینا شروع کر دیئے۔ گفتگو کے اختتام پر وہ عمروؓبن العاص کے قریب بیٹھ گیا۔ یوقنا اور عمروؓ بن العاص کی گفتگو کے بعد ایک عرب کھڑا ہو کر کچھ پڑھنے لگا۔ اُس کی آواز بلند ہوتے

ہی عمرو بن العاص اور اس کے قریب بیٹھے ہوئے عربوں کی گردنیں جُھک گئیں۔ اُن کی آنکھیں بند تھیں، اور قاری کی آواز کے زیر و بم کے ساتھ ساتھ ان پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوتی جا رہی تھی ــــ

مرقس اِس کلام کے متعلق کچھ جاننا چاہتا تھا، اچانک اُسے وہ آدمی نظر آیا جس کی تلاش میں وہ سرگرداں تھا۔ مرقس نے اس سے یونانی زبان میں بات چیت شروع کی تو اُسے معلوم ہُوا کہ اس کی مادری زبان یونانی نہیں۔ مرقس نے اسے قبطی زبان میں پوچھا۔ "یہ عرب کیا پڑھ رہا تھا؟"

وہ بولا۔ "عربوں کے رسُولؐ پر ایک کتاب نازل ہوئی ہے جسے یہ قرآن کہتے ہیں۔ یہ عرب اس کتاب سے کچھ پڑھ رہا تھا"

مرقس نے پوچھا۔ "یہ کتاب کس زبان میں ہے؟"

اُس نے جواب دیا۔ "عربی میں"

مرقس نے سوال کیا۔ "آپ عربی جانتے ہیں؟"

وہ بولا۔ "عربی میری مادری زبان ہے۔ آپ کی مادری زبان کیا ہے؟"

مرقس نے جواب دیا۔ "مَیں رومی لشکر کا آدمی ہوں"

اُس نے پُوچھا۔ "تو آپ قبطی کیوں بول رہے تھے؟"

مرقس نے اپنی پریشانی چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "رومیوں کے لشکر میں مصری بھی شامل ہیں"

مرقس کا جواب سُن کر وہ ہنس پڑا اور بولا۔ "آپ بچنے کی کوشش کیوں کر رہے ہیں؟ مَیں آپ کا دشمن نہیں۔ اگر آپ صاف بیانی سے کام لیں تو مَیں آپ کے لئے

مفید ثابت ہو سکتا ہوں۔"

مرقس حیران کھڑا سوچنے لگا کہ اسے کیا جواب دوں ۔۔۔ وہ مرقس کی حیرانی دیکھ کر بولا۔ "آپ کا خیال ہے کہ مَیں آپ سے ناواقف ہوں؟"

مرقس نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے جواب دیا۔ "مَیں سوچ رہا ہوں مَیں نے آپ کو کہاں دیکھا ہے؟"

اس نے مرقس کو جواب طلب نگاہوں سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ "کیا آپ مقوقس کے آدمی نہیں؟"

یہ سوال مرقس کے لئے بے حد پریشان کُن تھا، لیکن اس نے مرقس کو مُسکراتی ہوئی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "گھبرانے کی ضرورت نہیں۔"

مرقس نے آہستہ سے پوچھا۔ "آپ نے مجھے کہاں دیکھا تھا؟"

اس نے مجرمانہ انداز میں جواب دیا۔ "یحییٰ نحوی کے گھر۔"

مرقس اسے بغور دیکھنے کے بعد پھر بولا۔ "آپ زیاد ہیں؟"

اس نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور پُوچھا۔ "تم جاسوس بن کر آئے ہو؟"

مرقس نے جواب دیا۔ "نہیں، مَیں اتفاقی طور پر ادھر آگیا ہوں۔ لیکن آپ یہاں کیسے آگئے؟"

زیاد بولا: "مَیں ایک ضروری کام کے لئے آیا ہوں۔"

مرقس نے کہا۔ "مَیں کل صبح آپ سے ملنا چاہتا تھا، لیکن اُس وقت آپ ایک کاغذ سے کچھ پڑھ رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر آپ نے کاغذ چھپا لیا تھا جس سے

مَیں نے اندازہ لگا لیا کہ آپ کسی خاص کام میں مشغول ہیں۔ اس کے بعد مَیں نے آپ سے ملنے کی کوشش کی، لیکن ناکام رہا۔ اب اتفاقی طور پر ملاقات ہو گئی ہے۔"

زیاد نے کہا "ایسی باتوں کے لئے یہ جگہ موزوں نہیں۔ شام کے وقت کسی محفوظ جگہ بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ اگر کسی نے ہمیں قبطی زبان میں باتیں کرتے ہوئے دیکھ لیا تو اس کے نتائج ہم دونوں کے لئے خطرناک ثابت ہوں گے!"

مرقس نے کہا "تو ہمیں رومی زبان میں گفتگو کرنی چاہئے۔ اس لشکر میں مَیں نے بعض عجیب چیزیں دیکھی ہیں۔ عربوں کے سالار کی غیر معمولی شخصیت نے مجھے بہت زیادہ متأثر کیا ہے، اس کا رُعب وجلال، اُس کی پیشانی کا نُور اور اُس کی اپنے مقصد سے شیفتگی دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اسے شکست نہیں دی جا سکتی۔ وہ قوم یقیناً دُنیا پر چھا جانے کے قابل ہے، جس کا سالار اپنے سپاہیوں کے دوش بدوش خیمے نصب کرنے میں فخر محسوس کرتا ہو ــــ یوقنّا کی حالت میرے لئے اَور بھی حیرانی کا موجب بنی ہوئی ہے۔ وہ عربی زبان میں ملبوس ہے اور اس کے سپاہیوں نے رومی لباس پہن رکھا ہے!"

زیاد نے جواب دیا "عربوں کی حالت دُنیا کی تمام قوموں سے مختلف ہے۔ دُنیا کی قومیں کوئی مُلک فتح کرنے کے بعد جشن منانے لگتی ہیں۔ اور یہ لوگ فتح کے بعد اپنے خدا کے سامنے گڑگڑانے لگتے ہیں۔ عمرو بن العاص کو ہی دیکھ لو۔ یہ اسلامی فوج کا سالار ہونے کے باوجود کس قدر منکسر المزاج ہے! مَیں ابھی اُس سے

مل کر آیا ہوں اور اس کے حسنِ خلق نے میرا دل موہ لیا ہے۔ یہ میرا اس زمانے کا دوست ہے جب اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ لیکن بڑا آدمی بننے کے بعد بھی اس کے مزاج میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

مرقس نے پوچھا: "عمرو بن العاص اور یوقنا کے درمیان ترجمانی کے فرائض انجام دینے والا کون تھا؟"

زیاد نے جواب دیا: "وہ عمروؓ بن العاص کا غلام تھا۔ اس کا نام وردان ہے۔ قبطی اور یونانی زبانوں میں اسے اچھی خاصی مہارت ہے۔"

مرقس بولا: "میں آپ سے کئی باتیں معلوم کرنا چاہتا تھا، لیکن ... ؟"

زیاد نے مرقس کی بات کاٹ کر جواب دیا: "رات کو ہمیں باتیں کرنے کے لئے کافی وقت مل جائے گا۔"

اس نے کچھ سوچ کر مرقس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا: "اچھا آیئے! کہیں الگ بیٹھتے ہیں۔"

زیاد، مرقس کو لے کر پڑاؤ سے باہر نکل گیا، اور اس نے ریت کے ٹیلے پر بیٹھتے ہوئے کہا: "آیئے! میں آپ کو صورتِ حال سے آگاہ کرتا ہوں، لیکن آپ کو بھی مجھ سے کوئی بات چھپانی نہیں چاہیے؟"

مرقس نے جواب دیا: "صلیبِ احمر کی قسم! میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گا۔"

زیاد بولا: "عمروؓ کے ساتھ میری دوستی اُس زمانے سے چلی آتی ہے جب اُس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ ایک دفعہ ہمیں عربوں کے ایک قافلے کے ہمراہ بیت المقدس جانے کا اتفاق ہوا۔ ہمارے سفر کی غرض تجارت تھی۔ عمروؓ کو ہم لوگوں نے

اونٹ چرانے پر لگایا ہُوا تھا ——— وہ ایک دن بیت المقدس کی پہاڑیوں میں اُونٹ چرا رہا تھا کہ اُس کی ملاقات ایک آدمی کے ساتھ ہوئی، جس کا نام شماس تھا۔ شماس اسکندریہ سے بیت المقدس کی زیارت کے لئے آیا تھا۔ وُہ پہاڑیوں میں راستہ بھول کر عمرو بن العاص کے پاس پہنچ گیا۔ شماس پیاس کی شدت سے نڈھال تھا۔ عمروؓ نے اسے پانی دیا، پانی پینے کے بعد شماس ایک درخت کے نیچے سستانے کے لئے لیٹا تو اسے نیند آگئی۔ اچانک عمروؓ نے دیکھا کہ ایک اژدہا مُنہ کھولے شماس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ عمروؓ بن العاص نے کسی توقف کے بغیر اژدہا پر حملہ کیا اور اُسے ہلاک کر دیا۔ شماس کی آنکھ کھُلی تو وہ اژدہا کی لاش دیکھ کر حیران رہ گیا۔

جب اسے معلوم ہُوا کہ عمرو نے اپنی جان پر کھیل کر اُسے موت کے مُنہ سے نکالا ہے تو اُس نے تشکّر کے جذبات سے مغلوب ہو کر عمروؓ سے درخواست کی کہ آپ میرے ہمراہ اسکندریہ چلیں اور وہاں کچھ عرصہ میرے مہمان بن کر رہیں ——— عمروؓ نے کہا کہ مَیں ایک تاجر ہوں اور اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر اسکندریہ نہیں جا سکتا لیکن شماس، عمروؓ کے ساتھ ہمارے پاس آیا اور اس نے عمرو کو اپنے ہمراہ لے جانے کے لئے بے حد اصرار کیا۔ شماس کے مخلصانہ جذبات کو ٹھکرانا عربوں کی قدیم روایات کے خلاف تھا۔ چنانچہ ہم نے عمرو کو اسکندریہ جانے کی اجازت دے دی اور اس سے وعدہ کیا کہ جب تک وہ اسکندریہ سے نہیں لوٹے گا ہم بیت المقدس سے نہیں جائیں گے ——— جب عمرو روانہ ہُوا تو مَیں بھی اپنے ساتھیوں سے اجازت لے کر اس کے ہمراہ چل پڑا۔

راستے میں شماس کی زبانی اسکندریہ کے خوبصورت محلوں، وہاں کے باغوں

کا ذکر سُن کر ہمارا اشتیاق بڑھتا گیا۔ اسکندریہ میں شماس کے دوستوں اور عزیزوں نے ہماری بہت آؤبھگت کی۔ چند دن بعد عمرو نے لوٹنے کا ارادہ کیا، تو اسکندریہ کے لوگوں نے عمرؓو کو بیش قیمت تحائف پیش کر کے رخصت کیا۔ میرا خیال ہے کہ عمرو برسوں تجارت کرنے کے بعد بھی اتنی دولت فراہم نہیں کر سکتا تھا۔ مَیں عمرو کی مرضی کے خلاف اسکندریہ ٹھہر گیا۔ اس وقت سے اب تک مَیں اسکندریہ میں ہوں ــــ میرے اسکندریہ میں ٹھہرنے کی یہ وجہ ہے کہ اسی زمانے میں میری یحیٰی نحوی سے ملاقات ہو گئی تھی، اور اس کی بے لوث محبت نے مجھے اسکندریہ چھوڑنے کی اجازت نہ دی۔ یہ اُسی کی پاکبازی کا اثر ہے کہ مَیں بُت پرستی چھوڑ کر نصرانیت قبول کر چکا ہوں ــــ

ایک دن باتوں باتوں میں رومیوں کا ذکر چھڑ گیا اور اس نے قبطیوں کی مظلومیت کی داستانیں سُنا کر مجھے وطن لوٹنے کا مشورہ دیا۔ اس کا خیال تھا کہ اگر رومیوں کی توجہ میری طرف مبذول ہو گئی تو مجھے بلاوجہ ان کی بربریت کا شکار ہونا پڑے گا۔ لیکن میری غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ مَیں اپنے محسن کو رومیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر وطن لوٹ آؤں ــــ

کچھ مدت سے اسکندریہ میں مسلمانوں کی فتوحات کی خبریں مشہور ہو رہی تھیں۔ یحیٰی نحوی اکثر کہا کرتا تھا کہ اسلام کا جو سیلاب ظلم کے ایوانوں سے ٹکرانے کے لئے اُٹھا ہے وہ مزاحمت کی ہر دیوار توڑ کر رکھ دے گا۔ میرے نزدیک کسی تحریک کی اصل قوت اس کے علمبرداروں کا وہ جذبۂ فدائیت ہوتا ہے جو انہیں مستقبل سے بے نیاز کر کے مہیب طوفانوں سے ٹکرانے پر آمادہ کر دیتا ہے۔ مَیں عربوں کے شجاعانہ کارناموں

سے یہ اندازہ کرچکا ہوں کہ رومیوں کے مضبوط قلعے اُن کا سیلاب نہیں روک سکتے لیکن مجھے یہ اندیشہ بھی ہے کہ اگر عرب مالِ غنیمت سمیٹ کر لوٹ گئے، تو قبطیوں کو رُومیوں سے کبھی نجات نہیں ملے گی ——

ایک دن مقوقس کے عزائم کا ذکر کرتے ہوئے اس نے بتایا کہ مقوقس عربوں سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہے کہ وہ آگے بڑھ کر قبطیوں کو رومیوں کے پنجے سے نجات دلائیں، لیکن مقوقس کو کوئی ایسا آدمی نہیں ملتا تھا جس کے ذریعے وہ عربوں سے یہ درخواست کرسکے۔ یحییٰ نحوی کو میرے اور عمروؓ کے دوستانہ تعلقات کا علم تھا، وہ یہ بھی جانتا تھا کہ عربوں کے پاس پہنچ کر مقوقس کے جذبات وخیالات کی جس حسن وخوبی سے وضاحت کرنے کی ضرورت ہے، وہ عربی زبان میں کامل دسترس کے بغیر ممکن نہیں۔ اسکندریہ میں کوئی شخص عربی دان نہ تھا۔ چنانچہ اُس نے یہ خدمت میرے سپرد کردی —— یحییٰ نحوی کو یہ معلوم ہوچکا تھا کہ عربوں نے جن ممالک کو فتح کیا ہے، اُن کے باشندوں سے اُن کا سلوک بڑا فیاضانہ ہے لیکن اس کے باوجود اسے یہ اندیشہ تھا کہ عرب اپنے پاؤں جمانے کے بعد کہیں اپنے وعدوں سے پھر نہ جائیں۔ اگر ایسا ہوا تو قبطی اس افتاد کی تاب نہ لاسکیں گے۔ میں نے یحییٰ نحوی سے کہا کہ میں ایک عرب ہوں، سالہا سال سے آپ کے پاس رہتا ہوں۔ کیا میں نے کبھی عہد شکنی کی ہے؟ اگر نہیں تو آپ عربوں کے متعلق ایسا خیال کیوں کرتے ہیں ——؟

کل صبح آپ نے میرے ہاتھ میں جو کاغذ دیکھا تھا، وہ مقوقس کا خط تھا۔ میں اسے کسی محفوظ جگہ چھپانے کی کوشش کررہا تھا۔ اس لشکر میں پہنچنے سے بہت

پہلے مجھے عربوں کی آمد کا علم ہو چکا تھا۔ لیکن میں نے لشکر میں پہنچ کر یہ نہیں بتایا کہ میں مقوقس کا قاصد ہوں۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ میں ایک عرب مجاہد ہوں راستے میں مجھے ایک رومی سپاہی ملا تھا، اور میں نے اُس کے ساتھ لباس تبدیل کر لیا تھا۔

(۲)

زیاد کی داستان سُن کر مرقس اس کی طرف سے بالکل مطمئن ہو چکا تھا لیکن یوقنا کے حالات اس کی نگاہوں سے پوشیدہ تھے۔ اُس نے دوبارہ یوقنا کے عربی لباس پہننے پر حیرت کا اظہار کیا تو زیاد نے کہا "یوقنا ملکِ شام میں حلب کا والی تھا۔ عربوں کی فتوحات دیکھ کر وہ مسلمان ہو گیا اور اُس کے سپاہیوں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر عربوں کے مصر پر قابض ہو جانے کے امکانات زیادہ واضح ہو گئے تو وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ اور اگر رومیوں نے عربوں کا جم کر مقابلہ کیا تو وہ رومیوں کا ساتھ دیں گے۔"

زیاد کی بات سُن کر مرقس کو یوقنا کا وہ قصد یاد آ گیا جو اسے رات کے وقت بتایا تھا، اور جس نے کہا تھا کہ یوقنا، ارمانوسہ کو اس کے منگیتر قسطنطین کے پاس لے جانے کے لئے آیا ہے۔ مرقس نے زیاد کو اپنے آنے کا اصل مقصد بتایا اور برنس کی ملاقات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا "برونس نے کہا تھا کہ قسطنطین عربوں سے شکست کھا کر بحیرۂ روم کے ذریعے قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہو گیا ہے، اور اس نے یوقنا کا لشکر ارمانوسہ کو لانے کے لئے بھیجا ہے۔"

مرقس پریشان ہو کر بولا "اگر یہ دغا باز شہزادی کو لے جانے میں کامیاب

ہو گئے تو ۔ ۔ ۔ ۔ ؟"

زیاد نے کہا: "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ صبح میرے ساتھ عمروؓ کے پاس چلیں، میں اس سے یوقنا کی فریب کاری کا ذکر کر کے شہزادی کی حفاظت کا پُورا پُورا انتظام کر لوں گا۔ عمروؓ بن العاص سے مل کر آپ عربوں کے اخلاق کا اندازہ لگالیں گے۔ مَیں عمروؓ بن العاص کے پاس عربی لباس پہن کر جانا چاہتا ہوں، لیکن یہاں عربی لباس کا ملنا مشکل ہے۔"

مرقس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا: "مَیں آپ کو عربی لباس دے سکتا ہوں۔"

زیاد نے حیرت سے پُوچھا: "وُہ کیسے؟"

مرقس نے جواب دیا: "مَیں رات کو عربی لباس لا دوں گا۔ بلبیس سے روانگی کے وقت مجھے ارمانوسہ کی خادمہ نے عربی لباس بنوا دیا تھا۔ وُہ مَیں نے اس لشکر کے پڑاؤ سے تھوڑی دُور چھپا رکھا ہے۔"

اس کے بعد زیاد اور مرقس عرب مجاہدین کی حرکات و سکنات کا جائزہ لینے لگے۔ عمروؓ کے سپاہی درخت کاٹ کر اونٹوں کے لئے چارہ مہیا کر رہے تھے۔ کچھ کھانے پینے کے انتظامات میں لگے ہوئے تھے اور کچھ جنگی تیاریوں میں مشغول تھے ۔۔۔ دوپہر کے بعد مؤذن کی اذان نے عربوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ صحرا میں پھیلے ہوئے عرب ایک مرکز پر جمع ہو کر نماز کے لئے صفیں باندھ رہے تھے ۔۔۔

رات کے وقت عمروؓ بن العاص عربوں کے سامنے قرآن کے مطالب بیان کر رہا تھا، اور زیاد خیمے کے قریب کھڑا مرقس سے کہہ رہا تھا۔ "عربوں کی قوت کا راز یہی کلام ہے۔"

(۳)

اگلی صبح زیاد اور مرقس، عمرو بن العاص کے خیمے کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ خیمے کے سامنے حجازی پرچم لہرا رہا تھا اور دردان عَلم کے قریب کھڑا تھا۔ زیاد نے آگے بڑھ کر عربی زبان میں کہا۔ "ہم قاصد ہیں۔ آپ ہمیں عمرو بن العاص سے ملاقات کی اجازت لے دیں۔"

دردان عمرو بن العاص سے اجازت لے کر زیاد کو خیمے میں لے گیا۔ عمرو بن العاص ایک سفید چادر پر بیٹھا تھا، اور اس کے آس پاس رومی اور عربی لوگ بیٹھے تھے۔ عمروؓ، زیاد سے مصافحہ کرنے کے بعد اُسے اپنے قریب بٹھاتے ہوئے بولا، "زیاد! بیس سال کی مدت میں آپ کس قدر بدل گئے ہیں؟ اُس زمانے میں تو آپ کا ایک بال بھی سفید نہ تھا۔"

زیاد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "اگر آپ عربوں کے امیر نہ ہوتے، تو میں بھی آپ کو نہ پہچان سکتا۔ آپ بھی تو بوڑھے ہو گئے ہیں۔"

عمرو بن العاص نے زیاد کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اسے محبت آمیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ کو میری ملاقات کا خیال کیسے آگیا؟ آپ تو بالکل اسکندریہ کے ہو کر رہ گئے ہیں؟"

زیاد نے جواب دیا۔ "ان باتوں کے لئے تنہائی چاہیے۔"

عمرو بن العاص نے حاضرینِ مجلس کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ "یہ میرے زمانۂ جاہلیت کے دوست ہیں۔ ان سے آج بیس سال کے بعد ملاقات ہوئی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان سے کچھ باتیں کر لوں؟"

حاضرینِ مجلس کے باہر چلے جانے کے بعد زیاد نے کہا۔ "میرا ایک ساتھی باہر کھڑا ہے۔"

عمروؓ بن العاص، دربان کو آواز دیتے ہوئے بولا۔ "ان کے ساتھی کو اندر لے آؤ۔"

مرقس، عمروؓ بن العاص کو سلام کر کے مؤدب بیٹھ گیا اور عمرو بن العاص نے زیاد کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔ "یہ نوجوان کون ہے؟"

زیاد نے جواب دیا۔ "یہ مقوقس کا خاص آدمی ہے۔"

عمروؓ بن العاص نے مرقس پر سرسری نگاہ ڈالنے کے بعد زیاد کو محبت آمیز لہجے میں کہا۔ "زیاد میں تم سے مل کر بہت خوش ہوا ہوں، شماس کا کیا حال ہے؟"

زیاد نے جواب دیا۔ "وہ مر چکا ہے۔"

عمروؓ بن العاص بولا۔ "یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ نے اسکندریہ کو کیوں پسند کر لیا ہے۔ آخر اسکندریہ میں کیا بات ہے؟"

زیاد نے یحییٰ نحوی سے اپنے تعلقات کا ذکر کیا، اور اپنی جیب سے مقوقس کا خط نکال کر عمروؓ بن العاص کو دے دیا۔ مقوقس کا خط قبطی زبان میں تھا۔ عمروؓ بن العاص ترجمان بلانے لگا تو زیاد نے کہا۔ "میں قبطی جانتا ہوں، اگر اجازت ہو تو ترجمہ کر دوں؟"

عمروؓ بن العاص نے زیاد کو خط دیتے ہوئے کہا۔ "آپ کا ترجمہ میرے لئے زیادہ قابلِ فہم ہوگا۔"

زیاد نے مقوقس کے خط کا ترجمہ کرنا شروع کیا:۔

"یہ خط مصر کے حاکم مقوقس کی طرف سے مسلمانوں کے سالار عمرو بن العاص کی طرف سے ——"

اما بعد ہم قبطیوں کو آپ کی تشریف آوری کی خبر سُن کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ مختلف ممالک میں آپ کو جو شاندار کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں ہم ان کی تفصیل بھی سُن چکے ہیں۔ ہمارے نزدیک آپ کی کامیابیوں کا راز خوفِ خدا ہے، اور رومیوں کی شکست کی وجہ اُن کی تعیش پسندانہ زندگی ہے۔

آج سے دس سال پہلے آپ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خط بھیجا تھا ــــ خط کے ذریعہ ہمیں اسلام کی دعوت دی گئی تھی لیکن میں نے لکھ دیا تھا کہ قبطی قوم ہرقل کی محکوم ہے۔ ہم ہرقل کی اجازت کے بغیر اسلام قبول نہیں کر سکتے ــــ

قبطی قوم آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ کوئی قبطی آپ کے خلاف تلوار نہیں اُٹھائے گا، بلکہ حتی المقدور آپ کی مدد کرے گا۔ لیکن قبطیوں کی یہ خواہش ضرور ہے کہ آپ مصر فتح کرنے سے پہلے انہیں یہ یقین دلا دیں کہ آپ کے عہدِ حکومت میں ان کے حقوق کی حفاظت کی جائے گی اور ان کے عبادت خانوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ ان کے پادریوں اور راہبات کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی ــــ

آپ کے رسول نے مجھے جو خط بھیجا تھا، وہ میں آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ میں نے دس سال تک یہ خط اپنے پاس حفاظت سے رکھا ہے، اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ مجھے آپ کے رسول سے قلبی لگاؤ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ میرے اس رُوحانی رابطے کو نظر انداز

نہیں کریں گے ۔۔۔

کتبہ، مقوقس حاکمِ مصر"

مقوقس کا خط سننے کے بعد عمروؓ بن العاص نے سوال کیا "رسولِ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خط کہاں ہے ؟"

زیاد نے اپنی جیب سے ہاتھی دانت کی ایک ڈبیہ نکال کر عمروؓ بن العاص کے سامنے پیش کر دی ۔ عمروؓ بن العاص نے بڑے احترام سے ڈبیہ کھولی اور اس سے خط نکال لیا ۔۔۔ خط علیؓ ابنِ ابی طالب کے ہاتھ کا لکھا ہُوا تھا ۔ عمرو بن العاص کی نظر مہرِ نبوت پر پڑی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ۔ اس نے جذباتِ عقیدت سے مغلوب ہو کر مہرِ نبوت چوم لی اور سرمستی کے عالم میں خط سر پر رکھ کر کھڑا ہو گیا، اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ۔

پھر عمروؓ بن العاص تھوڑی دیر کے بعد بیٹھ گیا ۔ اس نے آنسو پونچھ کر بلند آواز میں خط پڑھنا شروع کیا :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط خدا کے بندے محمد رسُول اللہ کی جانب سے قبطیوں کے حاکم مقوقس کی طرف ہے :-

ہدایت کی پیروی کرنے والے پر رحمت ہو ۔۔۔ امّا بعد میں تجھے اسلام کی طرف بُلاتا ہوں ۔۔۔ اسلام لے آ ! سلامتی میں رہے گا اور خدا تجھے دُگنا اجرِ عطا فرمائے گا ۔ اگر تُو نے اسلام قبُول نہ کیا ، تو تمام قبطیوں کا گناہ تیری گردن پر ہو گا ۔۔۔ اے اہلِ کتاب ! اس کلمہ کی

طرف آجاؤ، جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔ وہ یہ کہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی شخص خدا کے سوا کسی کو معبود نہ بنائے۔ اگر تم نے انحراف کیا تو اس بات پر گواہ ہو جاؤ کہ ہم مسلمان ہیں۔

محمدؐ رسول اللہ"

عمرو بن العاص نے کہا: "رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سچ فرمایا ہے — لیکن مقوقس کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارے متعلق بڑی بھاری غلط فہمی میں مبتلا ہے، اُس نے اسلام کے علمبرداروں کو اُن لٹیروں پر قیاس کر لیا ہے جو کمزور انسانوں کا خون چوسنے کے خُوگر ہوتے ہیں اور جو کسی اخلاقی یا تمدّنی ضابطہ کے پابند نہیں ہوتے حالانکہ اسلام کے ظہور کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ انسان کو انسان کی غلامی سے نجات دلا کر اسے عزّتِ نفس سے شناسا کرے — مقوقس ہم سے قبطیوں کے ناموس کی حفاظت چاہتا ہے اور ہم انسانیت کے ناموس کا عَلم کر اُٹھے ہیں۔ اگر مقوقس کے کانوں تک رحمتِ کامل (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی تعلیم پہنچ گئی ہوتی تو وہ ہم سے یہ مطالبہ کرنے کی ضرورت محسوس نہ کرتا— خیر میں مقوقس کو مطمئن کرنے کے لیے خط لکھوں گا۔"

زیاد نے کہا: "انقلاب زمانہ بھی کیا چیز ہے؛ جہالت کے زمانے میں ہم مذہب کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اُس وقت ہمارے نزدیک مذہب کا یہی تصوّر تھا کہ ہم جانور ذبح کریں اور اُن کا گوشت خانہ کعبہ کے بُتوں کی نذر کر دیں۔ جہالت نے ہماری آنکھوں پر کیسا پردہ ڈال رکھا تھا؟"

عمرؓو بن العاص بولا : " جہالت بُری چیز ہے ۔ مَیں اپنے زمانۂ جاہلیت کا تصوّر کرتا ہوں تو میری رُوح کانپ اُٹھتی ہے ۔ اسلام لانے کے بعد مَیں اپنے گناہوں کی تلافی کرنا چاہتا ہوں ۔"

زیاد نے سوال کیا ۔" آپ نے اسلام کیسے قبول کر لیا ؟ "

عمرؓو بن العاص نے جواب دیا ۔" میں بڑی دیر کے بعد مسلمان ہُوا تھا ۔۔۔۔ جب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی دعوت لے کر اُٹھے تو قریش نے پُوری قوت سے ان کی مخالفت کی ۔ مَیں اسلام کی مخالفت کرنے والوں کی صفِ اوّل میں تھا ۔ ہم نے مسلمانوں کو اس قدر تنگ کیا کہ وہ عرب سے حبش کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے ۔ یہ بات ہمارے لئے ناقابلِ برداشت تھی کہ ہمارے آبائی دین کے دشمن حبش پہنچ کر امن و امان کی زندگی گزاریں اور ایسے دین کی تبلیغ کر کے اپنی طاقت مضبوط بناتے جائیں جو ہمارے عقائد و نظریات کے خلاف تھا ۔۔۔۔

قریش نے مجلسِ شوریٰ مقرر کر کے فیصلہ کیا کہ مکّہ کے معززین کی ایک جماعت حبش بھیجی جائے اور وہ حبش کے بادشاہ نجاشی سے یہ مطالبہ کرے کہ وہ ہمارے باغیوں کو ہمارے سپرد کر دے ۔ مَیں اس جماعت کا روحِ رواں تھا ۔ چنانچہ ہم نے حبش پہنچ کر نجاشی سے یہ مطالبہ کیا تو اُس نے یہ کہہ کر ہمارا مطالبہ ٹھکرا دیا کہ مَیں ان لوگوں کو تمہارے سپرد نہیں کر سکتا ۔ یہ میری پناہ میں آ گئے ہیں ۔۔۔ حالانکہ ہم نجاشی کے لئے تحائف لے گئے تھے ، لیکن اس نے ہمارے تحائف کی پروا نہ کی ۔۔۔ وجہ یہ تھا کہ نجاشی مسلمانوں سے بہت متاثر تھا ۔ نجاشی کے دربار میں میری مسلمانوں سے بات چیت ہوئی تو مجھے محسوس ہُوا کہ اسلام کی تعلیم میں بڑی کشش ہے ۔ لیکن اس

کے باوجود میں ۸ھ تک مسلمان نہ ہوا ـــــ

ان دنوں میں ذاتِ قدسی صفات (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی کا بہت قریب سے مطالعہ کر رہا تھا۔ آخر قریش کے ستائے ہوئے رسُول نے مجھے اپنے دامنِ رحمت میں کھینچ لیا۔ کیوں اور کیسے؟ اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ایک دن میں مکّہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ مکّہ سے تھوڑی دُور پہنچ کر مجھے خالد بن ولید اور عثمان بن طلحہ مل گئے۔ میں نے خالد سے پُوچھا "آپ کہاں جا رہے ہیں؟"

خالد نے جواب دیا "مجھ پر اسلام کی صداقت واضح ہو گئی ہے اور میں رسُولِ خدا کے ہاتھ پر اسلام لانے کے لئے مدینہ منوّرہ جا رہا ہوں۔"

میں نے پھر سوال کیا "عثمان بن طلحہ کہاں جا رہے ہیں؟"

خالد نے جواب دیا "یہ بھی میرے ساتھ ہیں۔" میں نے خالد بن ولید کو بتایا کہ میں بھی اسی نیّت سے مدینہ جا رہا ہوں۔ وُہ یہ سُن کر بہت خوش ہوئے چنانچہ ہم اسلام کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے مدینہ پہنچ گئے ـــــ

مدینہ پہنچ کر ہمیں معلوم ہوا کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے مسجد کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ ہم جھجکتے ہوئے مسجد نبوی کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ اس وقت حضور مسجد میں کھڑے کپڑے کے ساتھ وضو کا پانی خشک فرما رہے تھے اور حضرتِ علی رضؓ ابنِ ابی طالب آپ کے قریب کھڑے تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی حضورؐ کے ہونٹوں پر تبسّم آگیا۔ علیؓ ابنِ ابی طالب بھی مُسکرا رہے تھے۔ خالد نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا اور ہمارے آنے کی وجہ بیان کی۔ حضورؐ نے خالد کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اُسے اسلام کی تعلیم دی۔ پھر میں نے یہ سعادت

حاصل کی اور میرے بعد عثمان ابن طلحہ نے ۔۔۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر مجھ سے خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور اپنی رسالت کا عہد لیا، تو میرے دل کی دُنیا بدل گئی۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ میرا سینہ انوارِ الٰہیہ کا گنجینہ بنا ہوا تھا۔ لیکن مجھ میں آنکھ اُٹھا کر جمالِ پاک دیکھنے کی سکت نہ تھی ۔۔۔ میں آج بھی اس ساعت کا تصور کرتا ہوں تو ایک عجیب دُنیا میں پہنچ جاتا ہوں۔"

(۴)

عمروؓ بن العاص اور زیاد کی گفتگو کے دوران میں مرقس خاموش بیٹھا رہا۔ عربی زبان سے ناواقفیت کے باعث اُن کی کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی۔ اُس کے دل میں بار بار یہی خیال آ رہا تھا کہ اگر یوقنّا کا قاصد ارمانوسہ کو بہکانے میں کامیاب ہو گیا تو کیا ہو گا؟ وہ عمروؓ بن العاص کو صورتِ حالات سے آگاہ کرنے کے لئے موقع کا منتظر تھا، لیکن پڑاؤ میں نمازِ مغرب کی اذان سُنائی دی اور عمروؓ بن العاص اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ مرقس اور زیاد اُس کے ساتھ خیمے سے باہر نکل آئے۔ نماز کے وقت مرقس اور زیاد ایک طرف کھڑے تھے۔ مرقس اس بات پر اظہارِ تأسف کر رہا تھا کہ زیاد نے اُسے بات کرنے کا موقع نہیں دیا۔

نماز کے اختتام کے بعد جب عمروؓ بن العاص اپنے خیمے کی طرف جانے لگا تو وہ آگے بڑھ کر اُس کے راستے میں کھڑے ہو گئے۔ لیکن ابھی عمرو بن العاص اُن کی طرف متوجہ نہیں ہوا تھا کہ ایک سرپٹ سوار پڑاؤ میں داخل ہوا۔ عمرو بن العاص رُک کر سوار کی طرف دیکھنے لگا۔ سوار نے قریب پہنچ کر گھوڑا روکا اور نیچے اُتر کر امیر

لشکر کو سلام کرنے کے بعد ایک مراسلہ پیش کر دیا۔ عمرو بن العاص نے مراسلہ کھول کر پڑھا اور ایلچی کے ساتھ باتیں کرتا ہوا اپنے خیمے کے اندر چلا گیا۔

مرقس اور زیاد پریشانی کی حالت میں کچھ دیر عمرو بن العاص کے خیمے کے قریب کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر بعد دربان باہر نکلا اور اس نے اُن کے قریب آ کر کہا: "امیر لشکر نے مجھے آپ کے لئے ایک خیمے کا بندوبست کرنے کا حکم دیا ہے، آیئے میرے ساتھ۔"

زیاد نے کہا: "میرے دوست امیر لشکر کے سامنے ایک درخواست پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اس وقت امیر کے ساتھ ملاقات کی کوئی صورت ہو سکتی ہے؟"

دربان نے جواب دیا: "امیر کے پاس ابھی ایک قاصد کوئی ضروری پیغام لایا ہے۔ اور اُنہوں نے فوج کے سالاروں کو اپنے خیمے میں جمع ہونے کا حکم دیا ہے ان حالات میں آپ شاید صبح سے پہلے اُن سے نہ مل سکیں۔"

زیاد نے کہا: "میری وجہ سے ان کو بات کرنے کا موقع نہ ملا۔ اُنہوں نے امیر سے ایک ضروری بات کہنی ہے۔"

دربان نے کہا: "اگر مجلس شوریٰ کا اجلاس جلدی برخاست ہو گیا تو میں انہیں امیر کے پاس لے جاؤں گا۔ لیکن میرا اندازہ یہی ہے کہ اجلاس میں کوئی اہم فیصلہ ہونے والا ہے۔ ممکن ہے اجلاس کے خاتمہ پر امیر لشکر کوچ کا حکم دیں۔"

رات کے وقت زیاد اور مرقس امیر لشکر کے مہمان کی حیثیت سے ایک خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک سپاہی ان کے لئے کھانا لے آیا۔ زیاد کو کھانا کھاتے ہی نیند آ گئی، لیکن مرقس دربان کے انتظار میں دیر تک بیٹھا رہا — بالآخر دربان

کیا اور اُس نے اطلاع دی کہ صبح سے پہلے امیر کے ساتھ ملاقات کی کوئی صُورت نہیں ہے۔

دردان قبطی زبان جانتا تھا۔ وہ دیر تک مرقس کے پاس بیٹھا رسول اکرمؐ کی زندگی اور اسلام کی ابتدائی فتوحات کے واقعات سُناتا رہا۔ جب حضرت عمر فاروق رضؓ کا ذکر آیا تو اس نے کہا۔ "جب شام فتح ہُوا تو عرفجہ بن مازن، ابو عبیدہ رضؓ کے قاصد کی حیثیت سے مدینہ پہنچا۔ اُسے مالِ غنیمت میں ایک دیباج کی چادر ملی تھی جو اس کے بدن پر تھی۔ وہ عمر فاروق رضؓ کو ابو عبیدہ کا خط دینے کے لئے مسجد نبوی میں گیا، تو عمر فاروق رضؓ اُسے دیکھ کر بہت ناراض ہوئے۔ اُنہوں نے فرمایا۔" عرفجہ! تجھے معلوم نہیں کہ مسلمان مرد کے لئے ریشمی لباس پہننا حرام ہے؟ کیا تیرے لئے اسوۂ حسنہ کافی نہیں؟ اور تُو چاہتا ہے کہ ہمارا انجام بھی روم کے عیاش حکمرانوں کا سا ہو؟" غصے کے باعث عمر فاروق رضؓ کی آنکھیں سُرخ ہوگئیں۔ اُنہوں نے فرمایا" ایک دن میں رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ حضورؐ کھجور کی چٹائی پر لیٹے تھے اور جسمِ مبارک پر چٹائی کے نشانات تھے۔ یہ دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو آگئے، اور حضورؐ نے فرمایا۔ "عمرؓ! کیا بات ہے، تم رو رہے ہو؟" میں نے عرض کی۔" حضورؐ! قیصر و کسریٰ عیش و عشرت کی زندگی گزاریں اور خدا کا محبوب زمین پر سوئے؟ حضورؐ نے تسلّی آمیز لہجے میں فرمایا۔" عمرؓ! تُو اس پر راضی نہیں کہ قیصر و کسریٰ کے لئے دُنیا ہو اور ہمارے لئے عقبیٰ —— ؟"، عرفجہ، عمر فاروق رضؓ کو خط دینے کے بعد باہر چلا گیا اور اُس نے وہ چادر اپنی غریب خالہ کو دے دی۔"

دردان، مرقس کو عہدِ فاروقی کے واقعات سُنا رہا تھا اور مرقس مسلمانوں کے حالات کا روم کے عیاش حکمرانوں کی زندگی سے موازنہ کر رہا تھا۔ اُس نے یوقنا اور

قسطنطین کے حالات معلوم کرنے کے لئے دردان سے سوال کیا "یوقنا کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟"

دردان نے تحقیر آمیز انداز میں جواب دیا "یہ شخص مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے — اس نے عمرو بن العاص کا اعتماد بھی حاصل کر لیا ہے، لیکن میں اسے قابلِ اعتبار نہیں سمجھتا۔"

مرقس نے پوچھا "قسطنطین سے اس کے تعلقات کیسے ہیں؟"

دردان نے جواب دیا "اگر قسطنطین کا بس چلے تو وہ اسے قتل کر دے۔"

مرقس نے سوال کیا "کیوں؟"

دردان بولا "اس لئے کہ یہ اس کے خلاف سازش کرنے والوں سے مل گیا ہے۔"

مرقس سمجھ گیا کہ یوقنا کا قسطنطین سے کوئی تعلق نہیں۔ یوقنا کا مقصد محض اعداء کو دھوکا دینے کے لئے گیا ہے — وہ پریشان ہو کر بولا "اب سو جانا چاہیے۔ کافی رات گزر چکی ہے۔"

مرقس اور زیاد فجر کی اذان سن کر بیدار ہوئے تو عرب نماز کے لئے وضو کر رہے تھے — عمرو بن العاص کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے بعد وہ منتشر ہو کر عسکری انتظامات میں مصروف ہو گئے۔ عمرو بن العاص اپنے خیمے میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد یوقنا تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عمروؓ کے خیمہ میں جا پہنچا، اور دردان نے خیمے سے نکل کر فوجی افسروں کو بلانا شروع کر دیا۔ پھر وہ زیاد اور مرقس کے خیمے میں آ کر بولا "ہمارے امیر نے فرما پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔"

عمروؓ بن العاص کی اچانک تیاری سے مرقس کو یہ تشویش لاحق ہو گئی کہ اب

مجھے عمروؓ سے ملاقات کا موقع نہیں مِل سکے گا اور ارمانُوسہ یوقنّا کی حیلہ سازی کا شکار ہو جائے گی۔ اس نے دردان سے کہا: "امیر نے اس قدر جلد تیاری کیوں کر لی ہے؟ ہمارا تو خیال تھا کہ وہ محاذ پر پہنچنے سے پہلے کچھ دن آرام کریں گے۔"

دردان نے جواب دیا۔ "کل ایلچی کوئی اہم خبر لایا تھا۔ اور اس کے بعد امیر نے فوری طور پر تیاری کا حکم دے دیا۔ ہو سکتا ہے کہ یوقنا نے اُنہیں یہ بتایا ہو کہ رومی، فرما کے محاذ پر مزید کمک بھیج رہے ہیں، اور امیر نے رومیوں کی کمک پہنچنے سے پہلے فرما پر حملہ کرنا ضروری خیال کیا ہو۔"

یہ خبر سُن کر مرقس اَور بھی پریشان ہو گیا۔ لیکن زیاد نے اسے تسلّی دیتے ہوئے کہا: "لشکر کل دوپہر کے وقت فرما پہنچے گا، اور حملے سے پہلے لشکر کو تھوڑی دیر تیاری میں لگے گی۔ میرا خیال ہے کہ اس وقفے میں ہم عمرو بن العاص سے مِل کر ارمانُوسہ کی حفاظت کا انتظام کر لیں گے۔"

اچانک مرقس کو بلبیس کی طرف سے ایک شتر سوار آتا ہوا دکھائی دیا، اور اُس نے گھبرا کر زیاد سے کہا: "وہ دیکھو! یوقنّا کا قاصد آ گیا ہے۔ یہی مجھے رات کے وقت مِلا تھا۔"

مرقس اور زیاد تیز تیز قدم اُٹھاتے ہوئے شتر سوار کی طرف روانہ ہو گئے۔ مرقس نے اسے آواز دے کر اپنی طرف متوجہ کر لیا اور اس کے قریب پہنچ کر سوال کیا: "شہزادی کا کیا حال ہے؟"

شُتر سوار نے جواب دیا: "راضی ہے۔ قسطنطین کا پیغام سُن کر وہ بہت خوش ہوئی تھی، اور اب قسطنطین کے پاس پہنچنے کے لئے تیاری کر رہی ہے۔"

شہزادہ مرقس کو مختصر سا جواب دے کر ہوتنا کے خیمے کی طرف چلا گیا اور مرقس نے مُنہ بنا کر ہنستے ہوئے زیاد سے کہا: "شہزادی ان کے قریب میں آگئی ہے۔ اب مجھے بہت جلد اُس کے پاس پہنچ جانا چاہیئے۔"

زیاد نے کہا: "اب یہی صورت ہو سکتی ہے کہ آپ ہمارے ساتھ فرما روانہ ہوں۔ اوّل تو آپ کو راستے میں ہی بات کرنے کا موقع مل جائے گا، ورنہ فرما پہنچ کر میں امیر کے ساتھ آپ کی ملاقات کرا دوں گا۔"

مرقس نے کہا: "بہت اچھا میں تیار ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد زیاد اور مرقس ایک ٹیلے پر کھڑے عربوں کے لشکر کے کوچ کا نظارہ دیکھ رہے تھے۔ در واں عمرو بن العاص کا جھنڈا اُٹھائے آگے کھڑا تھا۔ دفعتاً مرقس کو النفیر النفیر کی آواز نے چونکا دیا۔ اُس نے زیاد سے دریافت کیا: "یہ آواز کیسی ہے؟"

زیاد نے جواب دیا: "عرب اپنے سپاہیوں کو محاذِ جنگ پر جانے کے لئے بُلا رہے ہیں۔"

مرقس نے لشکر پر ایک نظر ڈالنے کے بعد زیاد سے پوچھا: "یہ لوگ ایک ہی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں؟"

زیاد نے جواب دیا: "نہیں، یہ مختلف قبائل سے تعلق رکھتے ہیں۔"

مرقس نے حیرت و استعجاب سے پوچھا: "تو ان کے انداز و اطوار میں اس قدر یکسانیت کیوں ہے؟"

زیاد بولا: "اِن کا دین نسلی، لسانی اور جغرافیائی حدود کا پابند نہیں۔ اِن کے

نزدیک انسانی شرف کا معیار نسلی امتیازات یا خاندانی وجاہت نہیں بلکہ پاکبازی ہے ۔ وہ دیکھو سامنے والی صف میمنی نوجوانوں کی ہے لیکن وہ اِن سے مختلف نظر نہیں آتے ۔"

مرقس نے کہا ۔" ان کا عسکری نظام ہمارے عسکری نظام سے ملتا جلتا ہے ۔ ہمارے لشکر میں بھی اسی طرح میمنہ ، میسرہ ، مقدمہ ، ساقہ اور قلب ہوتا ہے ۔ لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ اِن کے جھنڈوں کا رنگ مختلف کیوں ہے ؟ ہمارے جھنڈوں کا رنگ تو ایک ہی ہوتا ہے ۔"

زیاد نے جواب دیا ۔" مجھے کل ایک عرب نے بتایا تھا کہ جن لوگوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا اور مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی ، اُن کے جھنڈے کا رنگ سفید ہے ۔ وہ دیکھو مہاجرین کا جھنڈا قلب لشکر میں لہرا رہا ہے ۔"

مرقس بولا ۔" لیکن عمروؓ بن العاص کے جھنڈے کا رنگ کالا ہے ۔"

زیاد نے جواب دیا ۔" یہ مہاجر نہیں ۔ کل کی ملاقات میں اس نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے ہجرت کے بعد اسلام قبول کیا تھا ۔"

تھوڑی دیر تک مرقس لشکر کے عقبی حصے پر نظریں جمائے خاموش کھڑا رہا ۔ پھر اُس نے زیاد کو متوجہ کرتے ہوئے کہا ۔" دیکھئے شاید لشکر کے آخری حصے میں عورتیں اور بچے اونٹوں کے کجاووں میں بیٹھے ہیں ۔"

زیاد نے جواب دیا ۔" عرب محاذِ جنگ پر جاتے ہوئے اپنے بچوں اور عورتوں کو ساتھ لے جاتے ہیں ۔ جنگ میں اگر کسی عرب کے پاؤں اُکھڑ جائیں تو اس کی ماں آواز دیتی ہے ۔" میرا لختِ جگر دشمن کی تلوار چھین لے گا ۔" اُس کی بیوی پکارتی ہے ۔" میرے سہاگ کا رکھوالا مجھے دشمنوں میں محصور نہیں ہونے دے گا ۔" اُس

کی بیٹی چیختی ہے: "دشمن سے کہو بھاگ جائے، میرے ابا کی تلوار بہت تیز ہے"۔

عمرؓو بن العاص نے گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر کی صفوں کا معائنہ کیا اور پھر مجاہدین کے سامنے گھوڑا روک کر بلند آواز میں تقریر کی :-

"میں اُن غازیوں کو خطاب کرنے کے لئے آیا ہوں، جن کے ہاتھ میں اسلام کی تلوار ہے۔ جن کے دل نُورِ ایمان سے منور ہیں، جن کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشان ہیں اور جو بے سروسامان ہونے کے باوجود دُنیا کا نقشہ بدلنے کے لئے اُٹھے ہیں ۔۔۔ اسلام کے غازیو! اپنے مقدر پر ناز کرو کہ تم محمد مصطفےٰ کے پرچم کے نیچے کھڑے ہو۔ فتح و نصرت قدم قدم پر تمہارا ساتھ دیتی ہے اور خواجۂ بدر و حنین کی روح تمہارے لئے دعا مانگ رہی ہے، اُٹھو! اور روم کی سلطنت کا تختہ اُلٹ دو۔"

عمرؓو بن العاص گھوڑے کو ایڑ لگا کر لشکر کے درمیان پہنچ گیا۔ اُس نے سپاہیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا :-

"بطریق بیضا کے غیور سپاہیو! تم اُن ظالموں کو انسانیت کا درس دینے کے لئے آئے ہو، جو روم کے ایوانوں میں لات و ہبل کی طرح بج رہے ہیں۔ جنہوں نے انسانوں کو اپنا غلام بنا کر ان کی رگوں سے خونِ حیات کا آخری قطرہ تک نچوڑ لیا ہے۔ تم نے اکڑی ہوئی گردنوں کو توڑنا ہے۔ اُن قلعوں کو مسمار کرنا ہے جو خدا کے باغیوں کی پناہ گاہ بنے ہوئے ہیں۔ اسلام کی تلوار اُن خونخوار بھیڑیوں کو کبھی معاف نہیں کر سکتی جو انسانوں کا گوشت کھا رہے ہیں، اور آج یہ تلوار

تمہارے ہاتھ میں ہے ــــــ تمہاری تلوار کسی غریب مسکین، اپاہج، بوڑھے اور کمزور پر نہ اُٹھے۔ مظلوم کے خون کا ایک قطرہ خدا کی غیرت کو جوش میں لے آتا ہے۔ رومیوں کو اپنی قوت پر ناز ہے اور ہمیں اپنے خدا پر بھروسہ ہے ـــــ"

عمروؓ بن العاص آگے بڑھ کر لشکر کے آخری حصے میں پہنچ گیا۔ اُس کی نگاہیں زمین میں گڑی ہوئی تھیں۔ چنانچہ اُس نے خواتین کے سامنے کھڑے ہو کر کہا:

"خواتینِ اسلام! میں تمہارے سامنے کوئی لمبی چوڑی تقریر کرنے کے لیے نہیں آیا۔ میں جانتا ہوں کہ تمہیں اپنے فرائض کا پوری طرح احساس ہے اور یہی احساس تمہیں گھروں سے میدانِ جنگ میں کھینچ لایا ہے۔ تم نے محاذِ جنگ کی صعوبتوں کو گھر کے آرام پر ترجیح دی ہے۔ تم خدا کی بارگاہ میں اپنے جوانوں کا خون پیش کر کے سرخرو ہونا چاہتی ہو اور تمہارا یہی جذبہ ہماری کامیابیوں کی دلیل ہے۔ شہید کی ماں، شہید کی بہن اور شہید کی بیٹی کہلانا کوئی معمولی سعادت نہیں۔ الحمدللہ تم یہ سعادت حاصل کرنے کے لئے بیقرار ہو۔ خدا ہم سب کو ابدی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے!"

تقریر کے اختتام پر عمروؓ بن العاص نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا ـــــ

یوقنا اور ارمانوسہ

(۱)

مرقس کو بلبیس سے گئے ہوئے تین دن گزر چکے تھے اور ارمانوسہ بیتابی سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ شام کے وقت ارمانوسہ نے بربارہ کو بلا کر کہا:

"اب بچاؤ کی یہی صورت ہے کہ تم ارکادیس کے پاس چلی جاؤ اور اس سے کہو کہ اگر وہ مجھے قسطنطین سے بچا سکتا ہے تو کوئی تدبیر کرے۔ ورنہ میں قسطنطین کے پاس پہنچنے سے پہلے خودکشی کر لوں گی۔ میں نے آج تک اس کے پیغام کا بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ نہ جانے اپنے دل میں وہ کیا خیال کرتا ہوگا؟"

بربارہ نے جواب دیا: "ارکادیس تمہارے متعلق کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔ وہ جانتا ہے کہ جنگی صورت حال مخدوش ہونے کے باعث آمدورفت کے ذرائع بڑی حد تک منقطع ہو چکے ہیں اور ایسی صورت میں جواب نہ دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ میری دانست میں مرقس کا انتظار کرنا چاہیے۔ اگر وہ قسطنطین کی

موت کی خبر لے آیا تو ہمیں ذہنی پریشانی سے نجات مل جائے گی ۔ ورنہ میں کچھ اور سوچنگی۔ میری یہ رائے قطعی نہیں ۔ اگر تم میرا ارکادیوس کے پاس جانا ضروری خیال کرتی ہو تو میں جانے کے لئے تیار ہوں ۔"

ارمانوسہ نے تھکی ہوئی آواز میں کہا :" مجھے اس وقت کچھ نہیں سوجھتا، حالات نے میری قوت فیصلہ چھین لی ہے ۔ اس وقت تم آرام کرو، کل سوچیں گے ۔"

بربارہ اُٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی —— ارمانوسہ پریشان کن خیالات سے بچنے کے لئے نیند کے آغوش میں جانا چاہتی تھی، لیکن اس کی نگاہوں کے سامنے قسطنطین اور ارکادیوس کے چہرے گھوم رہے تھے ۔

صبح کے وقت ارمانوسہ کو اطلاع ملی کہ بلبیس کا حاکم دروازے پر کھڑا اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے ۔ ارمانوسہ نے اسے اندر بلا لیا اور اس کے سلام کا جواب دے کر اسے کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا ۔ ارمانوسہ نے اس کی بدحواسی دیکھ کر سوال کیا، "محترم ! خیر تو ہے ؟"

حاکم نے جواب دیا :" مجھے ابھی جاسوسوں نے اطلاع دی ہے کہ عرب مصر کی حدود میں داخل ہو گئے ہیں، وہ اس وقت فرما پہنچ چکے ہیں اور میں آپ سے مشورہ کے لئے آیا ہوں کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے ؟ ہمارے آقا مقوقس نے یہاں سے روانگی کے وقت مجھے ہدایت کی تھی کہ میں ہر آڑے وقت میں آپ سے مشورہ لیا کروں ۔"

ارمانوسہ یہ خبر سُن کر حیران رہ گئی ۔ اُس نے چند ثانیے خاموش رہنے کے بعد کہا :" عرب فرما میں ٹھہرنے کے لئے نہیں آئے، وہ بہت جلد ادھر کا رُخ

کریں گے اور اس وقت تک میں عربوں کی فتوحات کی جو خبریں سُن چکی ہیں، ان کی بنا پر مجھے یقین ہے کہ بلبیس کی فوج عربوں کا طوفانی حملہ روکنے کے لئے قطعی طور پر ناکافی ہے، اس لئے آبا جان کو فوراً اطلاع بھیج دو۔"

بلبیس کا حاکم ارمانوسہ سے مشورہ لینے کے بعد باہر نکل گیا، اور بربارہ نے ارمانوسہ کے کمرے میں داخل ہو کر کہا: "شہزادی! معلوم ہوتا ہے آپ عربوں کے حملے کی خبر سُن کر پریشان ہو گئی ہیں، حالانکہ یہ خبر آپ کے لئے بہت خوش آئند ہے۔"

ارمانوسہ نے حیرت سے پوچھا: "وہ کیسے؟"

بربارہ نے جواب دیا: "اس وقت ہمارے آقا مقوقس منف کے قلعہ میں ہیں وہ عربوں کے حملے کی خبر سنتے ہی اعیرج کو آگاہ کریں گے اور اعیرج کے ذریعے یہ خبر ارکادیوس تک پہنچ جائے گی۔ ارکادیوس یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ شہزادی ارمانوسہ دشمنوں میں محصور ہو اور وہ اطمینان سے بیٹھا رہے۔ وہ یہ خبر سنتے ہی بلبیس پہنچ جائے گا۔"

بربارہ کا جواب سُن کر ارمانوسہ کا چہرہ مسرت سے چمک اُٹھا۔ وہ بربارہ کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولی: "کیا وہ ضرور آئے گا؟"

بربارہ نے باوثوق انداز میں جواب دیا: "میں تو یہی سمجھ رہی ہوں ——— اور اگر تمہارا خیال ہے کہ اس کے وہ تمام وعدے جھوٹے ہیں جو اس نے میرے ساتھ کئے تھے تو ہو سکتا ہے کہ وہ نہ آئے۔"

ارمانوسہ کچھ سوچ کر بولی: "مرقس ابھی تک نہیں آیا۔ خدا کرے وہ کوئی خیر کی خبر لائے۔ اگر وہ "اس شخص" کی زندگی کی خبر لے آیا تو یہ ایک اور پریشانی ہو گی۔"

قسطنطین کا خیال آتے ہی ارمانوسہ کا چہرہ پیلا ہوگیا۔ اس کا دماغ چکرانے لگا
بربارہ نے اس کی پریشانی کا اندازہ لگاتے ہوئے کہا "شہزادی! زندگی کے سنگین
حقائق کا جرأت مندی سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ قیاس اور گمان سے پریشان ہو کر
ہتھیار ڈال دینا تو کوئی عقلمندی نہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اب ہمیں معاملہ خدا کے
سپرد کر کے نتائج کا انتظار کرنا چاہیے۔"

بربارہ ذرا رک کر پھر بولی "آج موسم بڑا خوشگوار ہے۔ آئیے، باغ کی سیر کریں۔"
ارمانوسہ نے کرب انگیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا "افسردہ دلوں کو پھولوں
کی تازگی فرحت نہیں بخش سکتی۔ میں باغ میں جا کر کیا کروں گی؟"

لیکن بربارہ نے اصرار کیا اور ارمانوسہ اس کے ساتھ باغ کی طرف چل پڑی۔ باغ
میں داخل ہوتے وقت بربارہ کو ایک شتر سوار آتا ہوا دکھائی دیا۔ بربارہ کو اس کے
لباس سے حوصلہ ہوا اور اس نے کہا "دیکھو شہزادی شاید مرقس آرہا ہے۔"

ارمانوسہ نے شتر سوار پر نگاہیں مرکوز کر دیں اور بولی "لیکن یہ تو اونٹ پر
سوار ہے۔ کیا مرقس اونٹ پر گیا تھا؟"

بربارہ نے جواب دیا "نہیں، لیکن ممکن ہے اسے راستہ میں کہیں سے اونٹ
مل گیا ہو۔"

شتر سوار شہر پناہ کے قریب پہنچ کر اونٹ سے اترا۔ کچھ لوگ اس کے پاس
پہنچے تو اس نے بتایا کہ میں قاصد ہوں، اور ایک ضروری کام سے شاہ مقوقس کے
پاس آیا ہوں۔ ایک ملازم نے ارمانوسہ کے پاس پہنچ کر صورتِ حال کی اطلاع دی
اور پوچھا "اسے آپ کے پاس بھیج دوں؟"

ارمانوسہ نے جواب دیا ”نہیں بربارہ! تم خود جا کر اس سے بات کرو میں محل میں جاتی ہوں۔“

یہ وہی قاصد تھا جس نے رات کے وقت مرقس کے ساتھ لباس تبدیل کیا تھا بربارہ نے اس سے سوال کیا ”تم کہاں سے آئے ہو؟“

وہ بولا ”میں حلب کے حاکم یوقنا کا قاصد ہوں۔ یوقنا نے مجھے ایک خط دے کر مقوقس کی طرف بھیجا ہے۔“

بربارہ نے کہا ”لیکن یہ کپڑے تو مرقس کے ہیں؟“

قاصد نے جواب دیا ”مرقس مجھے راستے میں ملا تھا اور ہم نے ایک مصلحت کی بنا پر ایک دوسرے کا لباس پہن لیا تھا۔“

بربارہ بولی ”ہمارے آقا مقوقس اس وقت منف میں ہیں۔ تم مجھے خط دے دو۔ میں شہزادی کے ذریعے انہیں پہنچا دوں گی۔ تم تھکے ہوئے آئے ہو اور منف کا سفر کرنے میں تمہیں تکلیف ہو گی۔“

قاصد نے اپنی پشت کے ساتھ بندھے ہوئے تھیلے سے سونے کی ایک ڈبیہ نکال کر بربارہ کے ہاتھ میں دے دی۔ بربارہ نے ڈبیہ لینے کے بعد کہا ”میرے آنے تک یہیں ٹھہرنا۔“

بربارہ نے ارمانوسہ کے کمرے میں پہنچ کر ارمانوسہ کو ڈبیہ دے دی۔ اس نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے ڈبیہ کھولی اور ڈبیہ سے ایک خوبصورت کاغذ نکال لیا۔ کاغذ سے عطر کی خوشبو آرہی تھی۔ ارمانوسہ نے کاغذ کھولا، تو اس کی پہلی نظر قسطنطین کے نام پر پڑی۔ وہ بے اختیار بولی ”خدا اسے غارت کرے میں یہ خط نہیں

پڑھوں گی، بربارہ تم اسے جلا دو۔"

بربارہ نے ارمانوسہ کو تسلی آمیز لہجے میں کہا "شہزادی اسے پڑھو تو سہی۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں ہمارے لئے کوئی بھلائی ہو۔"

ارمانوسہ نے بادلِ نخواستہ خط پڑھا۔ خط لاطینی زبان میں تھا، اور اس کا مفہوم یہ تھا:۔

"شاہِ روم ہرقل کے بیٹے قسطنطین کی طرف سے مصر کے والی مقوقس کے نام۔

"میں باپ، بیٹے اور رُوح القدس کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ میں نے خدا کی رحمت کے ساتھ قسطنطنیہ جانے کا ارادہ کر لیا ہے اور حلب کے حاکم یوقنا کو میں آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ یہ شخص میرا خاص آدمی ہے۔ اس کے پہنچتے ہی ارمانوسہ کو میرے پاس بھیج دو۔ میں دریا کے ساحل پر اس کا انتظار کروں گا۔

قسطنطین بن ہرقل"

قسطنطین کا خط پڑھنے کے بعد ارمانوسہ کی رگوں کا خون سمٹ کر اس کے چہرے میں آگیا۔ وہ جذبات سے مغلوب ہو کر بولی "میں اُس کے پاس نہیں جاؤں گی۔ اس کمرے سے میری لاش نکلے گی"۔

بربارہ ارمانوسہ کو تسلی دینے کے لئے کچھ کہنا چاہتی تھی۔ لیکن ارمانوسہ بگڑ کر بولی "تسلیوں کا وقت گزر چکا ہے۔ اب مجھے موت ہی تسلی دے سکتی ہے۔"

بربارہ نے کہا "اس قدر مایوس ہونے کی کوئی بات نہیں۔ قسطنطین کے پاس تمہیں کوئی نہیں لے جا سکتا۔ تم ارکادیوس کی امانت ہو، اور میں وعدہ کرتی ہوں، کہ یہ

امانت اُس کے سپرد کرکے رہوں گی۔"

بربارہ کی باتوں سے ارمانوسہ کی حالت قدرے سنبھلی تو بربارہ نے کہا "یہ بتا دینا تو کوئی بڑی بات نہیں کہ میں قاصد کو کیا جواب دوں؟"

ارمانوسہ نے بے دلی سے جواب دیا۔ "میں کیا بتاؤں، کوئی مناسب جواب دے دو۔"

(۲)

بربارہ قسطنطین کا خط لے کر حاکمِ بلبیس کے پاس چلی گئی۔ اس نے حاکم کو خط دیتے ہوئے کہا "یوقنا کا قاصد یہ خط لے کر شہزادی کو لینے آیا ہے۔ لیکن شہزادی اپنے والد کی اجازت کے بغیر نہیں جانا چاہتی۔ آپ انہیں خط لکھ کر ان کی رائے معلوم کریں۔"

حاکمِ بلبیس قسطنطین کا خط لے کر باہر جانے لگا تو بربارہ نے کہا "آپ کسی آدمی کو منف روانہ کرنے سے پہلے میرے پاس بھیج دیں۔ میں اس کے ذریعے اپنے آقا کو ایک پیغام بھیجنا چاہتی ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد حاکمِ بلبیس ایک نوجوان کو لے آیا۔ بربارہ اسے ٹھہرا کر باغ کی طرف چلی گئی۔ اس نے یوقنا کے قاصد کو باغ میں بُلا کر کہا "شہزادی یہ معلوم کرکے بہت خوش ہوئی ہے کہ قسطنطین نے اسے اپنے پاس بلایا ہے۔ لیکن یوقنا اس وقت کہاں ہے؟"

قاصد نے جواب دیا "وہ فرما کے قریب شہزادی کا انتظار کر رہا ہے۔ یوقنا نے شہزادی کی سہولت کے انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ اب صرف شہزادی کے پہنچنے کی دیر ہے۔"

بربارہ نے پوچھا "یوقنا کے ساتھ کتنے سپاہی ہیں؟"

قاصد نے جواب دیا" پانچ سو۔۔ لیکن ان میں بیشتر شہزادہ قسطنطین کے خاص آدمی ہیں جو اُس نے شہزادی کی حفاظت کے لئے بھیجے ہیں ۔"

بربارہ نے کہا ۔" تم یوقنا کے پاس شہزادی ارمانوسہ کا یہ پیغام لے جاؤ کہ اُس نے اپنے والد کے پاس قاصد بھیج دیا ہے ۔ اگر آقا نے سفر کی اجازت دے دی تو شہزادی آجائے گی ۔"

قاصد بربارہ سے اجازت لے کر یوقنا کی طرف روانہ ہو گیا ، اور بربارہ نے ارمانوسہ کے کمرے میں داخل ہو کر اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور مسکراتے ہوئے کہا" اب تھوڑے سے عزم کی ضرورت ہے ۔ اگر ہم ارکادیوس کو صورتِ حال سے آگاہ کر دیں تو وُہ ان مشکلات کو حل کر لے گا ۔ لیکن غور طلب یہ بات ہے کہ ارکادیوس کو کیسے آگاہ کیا جائے ؟"

ارمانوسہ نے جواب دیا" بربارہ ! تُو جانتی ہے کہ مصائب نے مجھ سے سوچنے سمجھنے کی سکت چھین لی ہے ۔ اگر ارکادیوس تک پیغام پہنچانا مفید ہو سکتا ہے ، اور تُو یہ پیغام پہنچا سکتی ہے تو پہنچا دے ۔ مَیں تو اپنے مستقبل سے قطعی طور پر مایوس ہو چکی ہوں ۔"

بربارہ نے کہا ۔" مایوسیوں سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا ۔ مَیں نے ایک تجویز سوچی ہے ۔"

ارمانوسہ نے بربارہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا ۔" کیا ؟"

بربارہ نے کہا ۔" ارکادیوس کی انگوٹھی دیجئے ؟"

ارمانوسہ نے قدرے تذبذب کے بعد جیب سے انگوٹھی نکال کر بربارہ کو دے دی بربارہ نے ایک کاغذ لے کر اس پر ارکادیوس کی مُہر لگا دی ۔ مُہر کے قریب ارمانوسہ کا

نام لکھ کر اس کے گرد سیاہ گھیرا ڈال دیا۔ پھر کاغذ تہ کر کے ڈبیہ میں بند کیا اور اس نوجوان کے پاس پہنچ گئی جسے حاکمِ بلبیس نے منف جانے کے لئے تیار کیا تھا۔ بربارہ نوجوان کو ایک کمرے میں لے گئی اور اس کے سامنے سونے کا ایک ٹکڑا پیش کرتے ہوئے بولی: "یہ شہزادی ارمانوسہ نے دیا ہے۔ تم واپس آؤ گے، تو وہ تمہیں بہت بڑے انعام سے نوازیں گی۔"

پھر بربارہ نے نوجوان کو ایک ڈبیہ پیش کرتے ہوئے کہا: "یہ ہمارے آقا مقوقس کو دے دینا۔"

نوجوان نے ڈبیہ لے کر جیب میں ڈال لی۔ بربارہ نے اس کے سامنے ایک اور ڈبیہ پیش کرتے ہوئے آہستہ سے کہا: "یہ ڈبیہ سالارِ اعظم اعیرج کے بیٹے ارکادیوس کو دے دینا، اس کا کسی کو علم نہ ہو۔ شہزادی نے بہت تاکید کی ہے۔"

نوجوان نے ارمانوسہ کی امانت سنبھال لی اور گھوڑے پر سوار ہو گیا — نوجوان کو خدا حافظ کہنے کے بعد بربارہ، ارمانوسہ کے پاس آ گئی۔ اس وقت وہ بہت مطمئن تھی۔ لیکن ارمانوسہ نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے سوال کیا: "اگر یوقنا یہاں آ گیا تو ہم کیا کریں گے؟"

بربارہ نے جواب دیا: "ہم کہہ دیں گے کہ ہم اپنے آقا کا جواب آنے تک نہیں جا سکتے۔"

ارمانوسہ نے بیزاری سے کہا: "ابا جان نے پہلے ہی میرے احساسات کا کون سا خیال کیا ہے؟ اگر انہوں نے جانے کے لئے لکھ دیا تو ——؟"

بربارہ نے تسلی آمیز لہجے میں جواب دیا: "آقا ایسا نہیں کریں گے۔ اور اگر

اُنہوں نے جاننے کے لئے لکھ دیا تو ارکادیوس یہاں پہنچ کر یہ گتھی سُلجھائے گا ـــــ آخر اُسے پہنچنے میں کتنی دیر لگے گی ـــ ؟"

ارمانوسہ بولی: "مرقس ابھی تک نہیں آیا ؟"

بربارہ نے جواب دیا: "اس نے بہت دیر کردی ہے ۔ خدا کرے وہ خیریت سے ہو۔ کل اس کا خُسر میرے پاس آیا تھا، وہ بہت پریشان تھا۔ خدا جانے ماریہ کے دل پر کیا گزرتی ہوگی۔"

ارمانوسہ نے قدرے توقف کے بعد کہا: "خدانخواستہ اگر اسے کوئی تکلیف پہنچ گئی تو مَیں ماریہ کو مُنہ نہیں دکھا سکوں گی۔"

بربارہ بولی: "مَیں نے اُسے کہا تھا کہ اگر اسے عرب مل جائیں تو وہ عربوں کے حالات معلوم کرنے کی کوشش کرے ۔ ہوسکتا ہے کہ اُس نے اسی لئے دیر کردی ہو!"

بربارہ اور ارمانوسہ کو مرقس کا انتظار کرتے ہوئے دو دن گزر چکے تھے تیسرے دن ارمانوسہ کو بازار میں ایک ہجوم دکھائی دیا، اور اس نے بربارہ کو صورتِ حال معلوم کرنے کے لئے بھیج دیا ۔ بربارہ نے واپس آکر اطلاع دی کہ عرب فرما میں داخل ہوگئے ہیں اور وہاں سے فرار ہونے والے لوگوں کا ایک قافلہ حاکمِ بلبیس کو صورتِ حال سے آگاہ کرنے کے لئے آیا ہے ـــــ اگر آپ اجازت دیں تو مَیں حاکمِ بلبیس کے پاس جاکر تفصیلی حالات معلوم کروں ؛ ممکن ہے، وہاں میری فرما کے کسی ایسے آدمی سے ملاقات ہوجائے جو مرقس کے متعلق بھی کچھ بتا سکے۔"

ارمانوسہ نے کہا: "اچھا جاؤ لیکن جلدی آنا!"

بربارہ ارمانوسہ سے رخصت ہوکر حاکمِ بلبیس کی قیام گاہ کی طرف چلی گئی ۔ وُہ

سیڑھیوں سے گزر کر بالائی منزل کی طرف جارہی تھی اور حاکم کے ملازم سروقامت کھڑے اس کا استقبال کر رہے تھے۔ وہ حاکم کے کمرے میں داخل ہوئی، تو حاکم اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔ وہ بربارہ کو ملاقات کے کمرے میں لے جاکر بٹھانا چاہتا تھا، لیکن بربارہ نے کہا کہ میں فرما سے آنے والے لوگوں سے جنگ کے حالات معلوم کرنے آئی ہوں۔

حاکم بربارہ کو ایک کمرے میں لے گیا۔ وہاں ایک فوجی نوجوان خون میں لت پت پڑا تھا۔ اس کے بدن پر گہرے زخم تھے اور وہ اپنی شکل وصورت کے اعتبار سے انطاکیہ کا باشندہ معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اس کے بدن پر رومی زرہ تھی۔ بربارہ اس کے قریب ایک مخملیں کرسی پر بیٹھ گئی۔ حاکم نے بربارہ کے قریب بیٹھتے ہوئے نوجوان سے کہا۔ "ضابط! محترمہ عربوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے آئی ہیں۔"

ضابط درد کی شدت سے کراہتے ہوئے بولا۔" ہمارا لشکر عربوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

حاکم نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا، اور کہا۔" آہستہ بولو! اگر کسی نے سن لیا تو شہر میں افراتفری مچ جائے گی۔"

ضابط آہستہ سے بولا۔" عربوں کے پہنچنے کی اطلاع ہمیں تین دن پہلے مل چکی تھی، اور ہم نے شہر پناہ کے مورچوں پر تیر انداز بٹھا کر پوری قوت سے جنگی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ ہمارا خیال تھا کہ عربوں نے چونکہ کئی محاذوں پر جنگیں لڑنے کے بعد فرما کا رُخ کیا ہے، اس لئے وہ کچھ دن ستانے کی کوشش کریں گے۔ لیکن ہمارا خیال غلط ثابت ہوا۔ تیسرے دن ہمیں دور سے اٹھتا ہوا غبار

دکھائی دیا۔ اچانک عربوں کے ہراول دستے نمودار ہونے، اور اُنہوں نے شہر کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ عربوں پر حملہ کرنے کی بجائے ہم اُن کے حملے کا انتظار کرنے لگے ہم ان کے طریقِ جنگ کو سمجھنا چاہتے تھے۔ لیکن انہوں نے دوپہر تک انتظار کرنے کے بعد اپنا قاصد بھیج دیا۔ اس کے ہاتھ میں سفید پرچم تھا ــــ قاصد نے شہر کے صدر دروازہ پر پہنچ کر بلند آواز میں کہا :" مَیں حاکمِ شہر کے لئے ایک مراسلہ لایا ہوں" ایک سپاہی نے حاکمِ شہر کے حکم سے دروازہ کھول کر اس سے مراسلہ مانگا لیکن اس نے کہا کہ میں حاکمِ شہر کے سوا کسی کو مراسلہ نہیں دوں گا۔ حاکمِ شہر کو اس کے جواب سے آگاہ کیا گیا، تو حاکم نے کہا کہ اسے میرے پاس بھیج دو ــــ قاصد زرہ پہنے ہوئے تھا اور اس کی کمر سے تلوار لٹک رہی تھی۔ ہم نے اسے ترجمان کے ذریعہ بتایا کہ حاکم کے پاس جانے کے لئے زرہ کا اُتار دینا ضروری ہے، تلوار ہمارے سپرد کر دو۔ لیکن وہ مسکرا کر بولا کہ اگر تمہارا حاکم تلوار سے ڈرتا ہے تو اسے کہہ دو کہ اسے جلد ہمارے زرہ پوشوں کی تلواریں دیکھنی پڑیں گی۔ اور اُس کے دربان ہمارے زرہ پوشوں کو نہیں روک سکیں گے۔

قاصد کا جواب حاکمِ شہر کے پاس پہنچایا گیا، تو اُس نے قاصد کو اندر آنے کی اجازت دے دی ــــ قاصد جوتوں سمیت اندر چلا گیا۔ اس کا ہاتھ تلوار کے قبضے پر تھا اور وہ حاکم کے محافظ سپاہیوں کو تحقیر آمیز نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

عربوں کے سالار نے جو مطالبات پیش کئے تھے، وہ ہماری قومی غیرت کے منافی تھے۔ ہمارے حاکم نے وہ مطالبات تسلیم نہ کئے اور قاصد ہمیں جنگ کی

دھمکی دے کر باہر نکل گیا۔ شہر سے باہر نکلتے وقت وہ چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ہمارا کوئی سپاہی اچانک حملہ نہ کر دے۔ اُس کے شہر پناہ سے باہر نکلنے کے تھوڑی دیر بعد ایک اَور سوار گھوڑا دوڑاتا ہُوا صدر دروازے کی طرف بڑھا اور اُس نے بلند آواز میں کہا: "ہمارے مطالبات ٹھکرانے کے بعد تمہیں جنگ کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ ہم خونریزی نہیں چاہتے۔ تم میرے مقابلے کے لئے کسی شخص کو بھیج دو۔ ہم دونوں لڑ کر اس جنگ کا فیصلہ کر دیں گے۔ ہم میں سے جو غالب آگیا اس کی پوری قوم غالب سمجھی جائے گی۔"

ترجمان نے حاکم شہر کے سامنے سوار کی تجویز پیش کی تو ہم سوار کے مقابلے کے لئے کسی ایسے شخص کو بھیجنے کے لئے تیار ہو گئے جو نامور بہادر ہو اور جس کی تلوار کئی معرکوں میں خراجِ تحسین وصول کر چکی ہو۔ چنانچہ ہم نے ایک ایسا آدمی منتخب کر لیا۔ اسے زرہ پہنا دی گئی۔ پادری نے اس کے بدن پر دم کیا ہُوا پانی چھڑکا۔ اور اس کے گلے میں سونے کی صلیب لٹکا دی۔ وہ انجیل کو بوسہ دینے کے بعد تلوار لے کر گھوڑا دوڑاتا ہُوا باہر نکل گیا۔

ہمارا سپاہی مقابلے کی دعوت دینے والے پر شیر کی طرح جھپٹا۔ وہ تیزی سے عرب سوار پر وار کر رہا تھا، اور عرب سوار پھرتی سے اس کے وار روک رہا تھا۔ عرب سوار کا گھوڑا حسبِ ضرورت آگے پیچھے ہٹ رہا تھا اور ہم لوگ عرب سوار کی جنگی قابلیت کی بجائے اس کے گھوڑے کی قابلیت پر حیران ہو رہے تھے۔ ہمیں عربوں کے گھوڑوں کی وہ تمام داستانیں حقیقت نظر آنے لگیں جنہیں ہم ایک افسانہ سمجھا کرتے تھے ـــ

دونوں سوار لڑ رہے تھے، اور دونوں لشکروں کے سپاہی اپنے اپنے بہادر کی کامیابی کے لئے دُعا مانگ رہے تھے۔ شام کے وقت عرب سوار نے ہمارے سپاہی پر تابڑ توڑ حملہ شروع کر دیا۔ وہ تلوار کے ہر وار کے ساتھ اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر رہا تھا۔ عرب سوار نے اپنی تلوار سے ہمارے سپاہی کے گرد حلقہ باندھ دیا اور تماشائیوں کو یوں معلوم ہونے لگا جیسے ہمارے سپاہی کے گرد کئی تلواریں چمک رہی ہیں۔ عرب سوار کی تلوار کبھی ہمارے سپاہی کی زرہ پر پڑ رہی تھی اور کبھی گھوڑے کی زرہ پر ــــ اس کی ضربوں سے ہمارے سپاہیوں کے دل لرز رہے تھے۔ لیکن شام کی تاریکی نے اس کھیل کا خاتمہ کر دیا۔

اگلے دن یہی دونوں بہادر پھر میدان میں نکل آئے۔ عرب نہایت اطمینان سے اُن کی لڑائی دیکھ رہے تھے کہ اچانک ہمارے وہ سپاہی جو رات کے وقت قلعے سے باہر نکل گئے تھے، ایک چکر کاٹنے کے بعد دشمن کے عقب میں پہنچ گئے اور اُنہوں نے دشمن کے پڑاؤ پر حملہ کر دیا، اور دوسری طرف ہماری باقی فوج نے شہر پناہ سے باہر نکل کر دھاوا بول دیا۔ لیکن ہم نے جلد ہی محسوس کیا کہ ہم شیروں کے کچھار میں گھس گئے ہیں۔ پڑاؤ میں عرب عورتیں پہریداروں کے دوش بدوش لڑ رہی تھیں اور اُن کی باقی فوج معمولی نقصان اُٹھانے کے بعد ہمیں دوبارہ شہر کی طرف دھکیل رہی تھی۔ ایک ساعت کے اندر اندر عرب ہمیں مارتے روندتے اور دھکیلتے ہوئے شہر کے اندر گھس گئے۔ میں اس سے زیادہ نہیں دیکھ سکا، زخمی ہونے کے بعد مجھے اپنی جان بچانے کے لئے بھاگنا پڑا، لیکن مجھے یقین ہے کہ اُنہوں نے قلعے پر اپنی فتح کا جھنڈا گاڑنے میں دیر نہیں کی ہوگی۔"

ضابطہ سے جنگ کے حالات سُن کر بربارہ اور حاکم پر خوف طاری ہو گیا۔ حاکم نے سنبھلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "تم نے جنگ کے لئے غلط طریقہ اختیار کیا تھا۔ عقب سے حملہ کرنے کی بجائے تمہیں سامنے سے حملہ کرنا چاہئے تھا۔ اگر تم ڈٹ کر مقابلہ کرتے تو تمہیں شکست نہیں ہو سکتی تھی۔ تمہارے پاس اس قدر سامانِ جنگ تھا، اور عربوں کے پاس کیا ہے؛ چند تلواریں اور چند نیزے ——— ؛ خیر وہ ببلبیس پہنچیں گے تو ہم ان کا مزاج درست کر دیں گے۔ ایسی باتیں کسی اَور کے سامنے نہ کرنا! لوگوں میں بددلی پھیلے گی۔ جنگ میں کبھی ایک طرف کا پلڑا بھاری ہو جاتا ہے اور کبھی دوسری طرف کا۔ اس سے کوئی غلط اثر نہیں لینا چاہئے۔"

ضابطہ کی گفتگو سننے کے بعد بربارہ حاکم کے کمرے سے نکل کر ارمانوسہ کی طرف چل پڑی، لیکن خوف کی وجہ سے اس کے قدم ڈگمگا رہے تھے۔ وہ ارمانوسہ کے کمرے میں پہنچی تو ارمانوسہ کھڑکی میں بیٹھی باغ کی طرف دیکھ رہی تھی۔ محویت کے عالم میں اسے بربارہ کے آنے کا احساس نہ ہُوا ——— بربارہ تھوڑی دیر اُس کے قریب کھڑی کچھ سوچتی رہی۔ پھر اُس نے ارمانوسہ کو آواز دی اور کہا۔ "فرما پر عربوں کا قبضہ ہو گیا ہے، ہمارا آقا عربوں کے آنے کی خبر سنایا کرتا تھا۔ ممکن ہے وہ عربوں سے مِل گیا ہو، اور فرما پر عربوں کا قبضہ اسی کی دانشمندی کا نتیجہ ہو!"

ارمانوسہ نے پریشانی کی حالت میں بربارہ کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا:

"اب کیا ہو گا؟"

(۲۴)

اگلی صبح ارمانوسہ کو یہ اطلاع ملی کہ یوقنا اپنے لشکر کے ساتھ بلبیس پہنچ گیا ہے

وہ بربارہ کے ساتھ باتیں کر رہی تھی کہ بلبیس کے حاکم کی ایک لونڈی اُس کے کمرے میں داخل ہوئی اور اُس نے ارمانوسہ کو ایک خط پیش کرتے ہوئے کہا "مجھے میرے آقا نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ تھوڑی دیر کے لئے بربارہ کو میرے پاس بھیج دیجئے، کئی ضروری پیغامات ہیں ۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یوقنا آپ کو لے کر فوراً واپس جانا چاہتا ہے، اِس لئے آپ جلد تیار ہو جائیں ۔ اور یہ خط میرے آقا یوقنا نے دیا ہے ۔"

ارمانوسہ نے جلدی سے خط پڑھا اور اُس کی نگاہوں کے سامنے تاریکی چھا گئی ۔ خط کا مضمون یہ تھا :۔

"باپ بیٹا اور رُوح القدس کے نام سے یہ خط ملک الملوک شہنشاہِ اعظم ہرقل کے بیٹے قسطنطین کی طرف سے اپنی منگیتر ارمانوسہ کے نام ہے ۔۔۔ ہم اپنے عزیز دوست یوقنا کو آپ کی خدمت میں بھیج رہے ہیں اور ہم نے اُسے تاکید کی ہے کہ وہ آپ کو لے کر ہمارے پاس پہنچ جائے ۔ ہم نے اس امر کی اطلاع آپ کے والد مقوقس کو بھی پہنچا دی ہے جو مصر میں ہمارے نائب السلطنت ہیں ۔ جلد پہنچنے کی کوشش کرو ۔

قسطنطین"

ارمانوسہ کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا ۔ بربارہ نے لونڈی کی طرف متوجہ ہو کر کہا : تم جاؤ اور اپنے آقا سے کہو کہ میں ابھی آتی ہوں ۔"

لونڈی چلی گئی اور بربارہ اور ارمانوسہ کچھ دیر خاموشی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتی رہیں ۔ بالآخر ارمانوسہ نے گھٹی ہوئی آواز میں کہا "بربارہ ! تم بلبیس کے حاکم سے

کہو کہ میں یوقنا کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔ قسطنطین کی بیوی بن کر زندہ رہنے کی بجائے میں موت کو ترجیح دوں گی۔"

برباره اُٹھ کر کمرے سے باہر نکلی تو محل کی سیڑھیوں پر اُس کی ملاقات اُس قاصد کے ساتھ ہوئی جسے اُس نے مقوقس اور ارکادیوس کے پاس خطوط دے کر بھیجا تھا۔ برباره اُسے ایک کمرے میں لے گئی اور اُسے ایک کرسی پر بٹھاتے ہوئے بولی "تم نے بہت دیر لگائی، بتاؤ میرے خطوط کا کیا جواب لائے ہو؟"

قاصد نے جواب دیا "میں ارکادیوس سے نہیں مل سکا، وہ عربوں کی پیش قدمی روکنے کی غرض سے راستے کے پُل توڑنے کے لئے گیا ہوا تھا ۔ میں آپ کا خط اُس کے ایک سپاہی کے سپرد کر کے لوٹ آیا ہوں۔"

برباره نے بدحواس ہو کر کہا۔" مجھے یہ توقع نہ تھی کہ تم اس قدر احمق ثابت ہو گے، اگر یہ خط کسی اَور کے ہاتھ آ گیا، تو ہمیں ایک بہت بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

قاصد نے جواب دیا" میں نے جس شخص کو خط دیا ہے وہ میرا پرانا دوست ہے اور مجھے اُس پر اعتماد ہے۔"

برباره نے قدرے توقف کے بعد سوال کیا" اور ہمارے آقا مقوقس نے کیا جواب دیا ہے؟"

"اُن کا جواب یہ ہے،" قاصد نے یہ کہتے ہوئے اپنی جیب سے ایک مُراسلہ نکالا اور برباره کو پیش کر دیا۔

برباره نے جلدی سے مراسلہ کھول کر پڑھا، اور تھوڑی دیر کے لئے اُس کا

خون منجمد ہو کر رہ گیا۔ مقوقس نے مراسلہ میں سختی سے ارمانوسہ کو ہدایت کی تھی۔ کہ وہ کسی تاخیر کے بغیر یوقنا کے ساتھ روانہ ہو جائے۔

قاصد نے کہا "آقا نے مجھے ایک خط حاکم بلبیس اور دوسرا یوقنا کے نام دیا تھا۔ میں نے بلبیس کے حاکم کو علی الصباح اُن کا خط دے دیا تھا، اور اب میں یوقنا سے مِل کر آ رہا ہوں۔"

بربارہ نے سوال کیا "تم نے یوقنا کو یہ تو نہیں بتا دیا کہ تم آقا اور ارکادیوس کے پاس ہمارے خط بھی لے کر گئے تھے؟"

قاصد نے جواب دیا "نہیں۔"

بربارہ نے کہا "اچھا اب تم جاؤ۔ اس وقت شہزادی کی طبیعت ٹھیک نہیں میں خود اُن کے پاس یہ خط لے جاؤں گی۔"

قاصد کو رخصت کرنے کے بعد، بربارہ ارمانوسہ کے پاس گئی اور اُسے مقوقس کا خط دے کر کچھ دیر اِس نئی صورتِ حال کے متعلق بحث کرنے کے بعد حاکم بلبیس کی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئی۔ حاکم نے اُس کی آمد کی اطلاع پاتے ہی اُسے ملاقات کے کمرے میں بُلا لیا، اور عزت سے بٹھاتے ہوئے کہا "یوقنا کی خواہش ہے کہ شہزادی ارمانوسہ کو لے کر آج ہی روانہ ہو جائے۔ شہزادی کے باپ نے بھی مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ میں انہیں فوراً روانہ کر دوں۔ یہ ہمارے آقا مقوقس کا خط ہے۔ اگر تم چاہو تو اسے شہزادی کے پاس لے جاؤ۔"

بربارہ نے کہا۔ "مجھے خط لے جانے کی ضرورت نہیں، آقا کا قاصد ابھی ابھی شہزادی کے نام بھی ایک خط لایا ہے۔ لیکن شہزادی کی طبیعت ٹھیک نہیں اور وہ

سفر کرنے کے قابل نہیں۔ آپ یوقنا سے کہیں کہ وہ ایک دو دن ٹھہر جائے۔"

حاکم نے جواب دیا "میں اُسے ٹھہرانے کی کوشش کروں گا، لیکن وہ میری بات نہیں مانے گا ـــــ اُس نے یہاں پہنچتے ہی مجھ سے کہا تھا کہ میں ابھی واپس جانا چاہتا ہوں۔"

بربارہ کچھ کہنا چاہتی تھی کہ ایک پہریدار کمرے میں داخل ہوا، اور اُس نے حاکم کو ادب سے سلام کرنے کے بعد کہا "یوقنا آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔"

حاکم کرسی سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اُس نے پہریدار سے کہا "انہیں لے آؤ۔"

پہریدار واپس چلا گیا تو حاکم بربارہ کی طرف متوجہ ہوا جو اپنی کرسی سے اُٹھ کر پریشانی کی حالت میں اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔ حاکم نے کہا "میرا خیال ہے کہ یوقنا شہزادی کے متعلق یہ پوچھنے کے لئے آیا ہے کہ وہ تیار ہیں یا نہیں۔ آپ تھوڑی دیر ساتھ والے کمرے میں تشریف رکھیں۔ ممکن ہے شہزادی کے پاس کوئی پیغام بھیجنے کے لئے مجھے آپ کی ضرورت پڑے۔"

"بہت اچھا۔ لیکن آپ اسی بات پر زور دیں کہ شہزادی سفر کے قابل نہیں۔"

بربارہ یہ کہہ کر برابر کے کمرے میں چلی گئی۔

یوقنا فوجی لباس میں ملبوس کمرے میں داخل ہوا اور اُس نے کسی تمہید کے بغیر کہا "کہیئے شہزادی ارمانوسہ سفر کے لئے تیار ہوئی ہیں یا نہیں؟"

حاکم نے جواب دیا "مجھے اُن کی خادمہ کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ ان کی طبیعت ناساز ہے اور انہیں چند دن آرام کی ضرورت ہے۔"

یوقنا نے تلخ ہو کر کہا: "آپ کو معلوم ہے کہ فرما فتح ہو چکا ہے، اور عرب کسی وقت بھی بلبیس پہنچ سکتے ہیں۔ اِن حالات میں شہزادی کو صحت کی بجائے اپنی عزت و آبرو کی فکر کرنی چاہئے۔ میرے پاس ابھی اُن کے والد کا قاصد ایک خط لے کر آیا ہے اُنھوں نے لکھا ہے کہ وہ آپ کو بھی ایک خط بھیج چکے ہیں اور اُنھوں نے شہزادی کو بھی لکھا ہے کہ وہ کسی تاخیر کے بغیر میرے ساتھ روانہ ہو جائے۔"

حاکم نے کہا۔ "مجھے اُن کا خط مِل چکا ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ اگر شہزادی سفر پر رضامند نہ ہوئیں تو انہیں مجبُور کرنا میرے بس کی بات نہیں"۔

یوقنا نے جواب دیا۔ "آپ انہیں مجبور نہیں کر سکتے لیکن مَیں مجبُور کر سکتا ہوں، مَیں یہاں قسطنطین کے حکم سے آیا ہوں اور مَیں یہ نہیں چاہتا کہ شہزادی ہمارے دشمنوں کے قبضے میں آجائے اور قسطنطین اس کے بدلے مجھے پھانسی پر لٹکا دے۔ شہزادی کو میرے ساتھ سفر میں کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ مَیں نے اُن کے لئے نہایت آرام دہ پالکی کا انتظام کر لیا ہے۔ آپ فوراً شہزادی کو یہ اطلاع بھیج دیں کہ وہ تیار ہو جائے، ورنہ مَیں زبردستی انہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ ایک ساعت کے بعد میرے پانچ سو سپاہی شہزادی کے محل کا محاصرہ کر لیں گے اور میری یہ حرکت نہ صرف شہزادہ قسطنطین بلکہ شہزادی کے باپ کی خواہش کے بھی عین مطابق ہو گی"۔

حاکم نے قدرے مرعوب ہو کر جواب دیا۔ "آپ تشریف رکھیں۔ مَیں پھر شہزادی کے پاس کسی کو بھیجتا ہوں"۔

"جلدی کیجئے، اگر شہزادی کا کوئی تسلّی بخش جواب نہ آیا، تو مجھے خود اُس کے پاس جانا پڑے گا"۔

حاکم ساتھ والے کمرے کی طرف بڑھا۔ بربارہ جو کواڑ کے ساتھ کان لگائے یہ گفتگو سُن رہی تھی، دروازے سے ایک طرف ہٹ گئی۔ حاکم اندر داخل ہُوا اور بربارہ کو ہاتھ سے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرنے کے بعد برآمدے کی طرف چل دیا۔

برآمدے میں پہنچ کر اُس نے بربارہ سے کہا۔ "یوقنا شہزادی کو ساتھ لے جانے پر بضد ہے۔ اگر شہزادی رضامند نہ ہوئی تو وہ زبردستی سے بھی دریغ نہیں کرے گا اس لئے آپ جا کر شہزادی کو سمجھائیں، ورنہ ہم سب کی شامت آ جائے گی۔"

میں آپ کے ساتھ اُس کی گفتگو سُن چکی ہوں۔ اب میرا شہزادی کے پاس پہنچنا ضروری ہے۔" بربارہ یہ کہہ کر حاکمِ بلبیس کی قیام گاہ سے باہر نکل آئی۔

(۴)

یوقنا حلب کا حاکم تھا۔ جب عربوں نے شام فتح کیا تو وہ مسلمان بن کر اسلامی لشکر میں شامل ہو گیا۔ شہزادہ قسطنطین اور ارمانوسہ کے رشتے کا اسے بہت پہلے سے علم تھا۔ وہ ارمانوسہ کے حسن و جمال کی داستانیں بھی سُن چکا تھا۔ عمرو بن العاص نے فرما پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو یوقنا یہ خبر سُن کر اس کے استقبال کے لئے چلا گیا۔ وہ اسلام سے اپنی شیفتگی ظاہر کر کے عمرو بن العاص کے بہت قریب ہو چکا تھا۔

عربوں کا لشکر فرما کی طرف کوچ کرنے لگا تو یوقنا عمرو بن العاص کو طرح دے گیا۔ عربوں کے چلے جانے کے بعد وہ بلبیس پہنچ گیا۔ اب اس کی سب سے بڑی آرزو یہ تھی کہ وہ عربوں کے بلبیس آنے سے پہلے ارمانوسہ کو لے کر بھاگ جائے۔

وہ حاکمِ بلبیس کے پاس بیٹھا ارمانوسہ کے جواب کا انتظار کر رہا تھا۔ تھوڑی

دیر بعد اس کی قوتِ برداشت جواب دے گئی اور وہ بلبیس کے حاکم پر برس پڑا۔ "آخر یہ کیا مذاق ہے؛ اب میں انتظار نہیں کر سکتا۔"

حاکم نے ملتجی آواز میں کہا۔ "ذرا ٹھہریئے!"

یوقنا غضب ناک ہو کر بولا۔ "اگر آپ میرے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہیں تو چلئے! ورنہ میں خود شہزادی کے پاس جاتا ہوں، اور وہاں شاید سمجھانے کی بجائے مجھے حکم دینا پڑے۔"

(۵)

"نہیں میں وہاں نہیں جاؤں گی، وہ صرف میری لاش لے جا سکتے ہیں۔" یہ کہتے ہوئے ارمانوسہ اپنے بستر کی طرف بڑھی اور اُس نے تکیے کے نیچے پڑا ہوا خنجر اُٹھا لیا۔

بربارہ نے بھاگ کر اُس کی کلائی پکڑ لی اور چلائی۔ "ارمانوسہ! ارمانوسہ ہوش میں آؤ۔ یہ گناہ ہے، تمہیں خدا کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔"

ارمانوسہ نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "بربارہ مجھے چھوڑ دو۔ خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو — اب صرف موت ہی میرے لئے رب سے بڑی رحمت ہو سکتی ہے۔"

لیکن اس کا ہاتھ بربارہ کی گرفت سے آزاد نہ ہو سکا۔ چند اور لونڈیاں چیختی چلاتی کمرے میں جمع ہو گئیں اور اُنہوں نے ارمانوسہ کے ہاتھ سے خنجر چھین کر اُسے زبردستی بستر پر لٹا دیا، اور ارمانوسہ دیر تک پھوٹ پھوٹ کر روتی رہی۔

اچانک ایک لونڈی ہانپتی ہانپتی کمرے میں داخل ہوئی اور اُس نے کہا۔ "قسطنطین

بکا ایلچی شہر کے حاکم کے ساتھ اوپر آرہا ہے، اور اُس کے لشکر نے محل کا محاصرہ کر لیا ہے۔"
ارمانوسہ اُٹھ کر بیٹھ گئی اور اُس کی خادمائیں سکتے کے عالم میں دروازے کی طرف دیکھنے لگیں۔ بلبیس کے حاکم نے آواز دی "شہزادہ قسطنطین کا ایلچی شہزادی ارمانوسہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔"
ارمانوسہ کی خاموشی پر بربارہ نے جواب دیا "شہزادی کو یہ معلوم ہو چکا ہے، کہ اس محل میں اُس کی حیثیت ایک قیدی سے زیادہ نہیں۔"
یوقنا، حاکم بلبیس کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا، اور اُس نے کہا "شہزادی کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں ان کا ایک خادم ہوں، اور انہیں ان کے منگیتر کے حکم اور ان کے باپ کی رضامندی سے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔ اب باتوں کا وقت نہیں، ورنہ میں اطمینان کے ساتھ شہزادی کو یہ سمجھاتا کہ انہیں ٹھہرنے میں خطرہ ہے ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہیے۔"
بربارہ نے کہا "لیکن آپ شہزادی کی حالت بھی تو دیکھئے۔"
یوقنا نے جواب دیا "اگر انہیں سفر میں کوئی تکلیف ہوئی تو میں ان سے معذرت کرلوں گا، لیکن اس وقت سب سے بڑا مسئلہ انہیں کسی محفوظ جگہ پہنچانا ہے۔ اگر شہزادی خود باہر تشریف لے چلیں تو بہتر ہوگا، ورنہ میرے سپاہی اوپر آنے والے ہیں، اور شہزادی کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ شہزادہ قسطنطین ان کی پس و پیش کو اپنی توہین سمجھے گا، اور اس کی سزا صرف شہزادی کے خاندان تک ہی محدود نہیں رہیگی۔ ان الفاظ کے بعد مجھے یہ امید ہے کہ شہزادی مجھے گستاخی پر مجبور نہیں کرے گی۔"
حاکم شہر نے آگے بڑھ کر گھٹی ہوئی آواز میں کہا "شہزادی انہوں نے میرے

ساتھ وعدہ کیا ہے کہ یہ سفر میں آپ کے آرام کا پورا پورا خیال رکھیں گے۔ اب آپ کے لئے جانے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔ اُٹھئے محل سے باہر آپ کی ڈولی تیار ہے۔ کم از کم اپنے باپ کی عزت کے لئے آپ کو ہر تکلیف برداشت کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

شہزادی نے مایوسی کے عالم میں اِدھر اُدھر دیکھا اور اُٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ محل کی سیڑھیوں سے نیچے اُتر رہی تھی۔ حاکمِ شہر اور یوقنا اُس کے آگے آگے جا رہے تھے اور محل کی خادمائیں اُسے اپنے جھرمٹ میں لئے ہوئے تھیں۔ ارملوسہ کے پاؤں لڑکھڑا رہے تھے۔ اُس کی سسکیاں گھُٹی گھُٹی آہوں میں تبدیل ہو چکی تھیں۔ مایوسی کے طوفانوں میں اُس نے جن تنکوں کا سہارا لیا تھا وہ ایک ایک کر کے اُس کے ہاتھ سے چھُوٹ چکے تھے، وہ اپنے حال سے بے پروا اور مستقبل سے بے نیاز ہو چکی تھی۔

جب وہ ڈولی پر سوار ہوئی تو سواروں کے دستے اُس کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ بربارہ پھُوٹ پھُوٹ کر رونے لگی۔ یوقنا حاکمِ شہر کے ساتھ مصافحہ کرنے کے بعد اپنے گھوڑے پر سوار ہونے کو تھا کہ اچانک اسے دو سرپٹ سوار محل کی طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ آن کی آن میں یہ سوار یوقنا کے قریب پہنچ گئے۔ بربارہ نے ایک سوار کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ یہ مرقس تھا۔ مرقس نے اپنے گھوڑے سے نیچے کُودتے ہوئے بلند آواز میں کہا "ٹھہرو! مَیں یوقنا کے نام مسلمانوں کے لشکر کے امیر عمرو بن العاص کا ایک ضروری فرمان لایا ہوں۔"

یوقنا بدحواس ہو کر آگے بڑھا اور اُس نے کہا "یوقنا میرا نام ہے۔"

مرقس نے اپنی جیب سے ایک مراسلہ نکال کر یوقنا کو پیش کرتے ہوئے کہا "تھوڑی دیر تک عمرو بن العاص اپنے لشکر سمیت خود یہاں پہنچ جائیں گے۔ نہیں تمہیں صرف یہ

بتا دینا کافی سمجھتا ہوں کہ انہیں تمہاری سازش کا علم ہو چکا ہے، اور اگر تم شر سے باز نہ آئے تو وہ روم کی دیواروں تک تمہارا تعاقب کریں گے۔"

یوقنا نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے مراسلہ کھولا، اور عمرو بن العاص کے چند الفاظ پڑھتے ہی اُس کا رنگ فق ہو گیا۔ پھر وہ اپنے سپاہیوں کو رومی زبان میں کچھ بتلانے کے بعد گھوڑے پر سوار ہو گیا ـــ آن کی آن میں یوقنا اور اس کے سپاہی گرد کے بادلوں میں روپوش ہو گئے۔

ارمانوسہ ڈولی سے باہر نکلی تو خادماؤں نے بھاگ کر اُسے اپنے جھرمٹ میں لے لیا۔ اُس کی آنکھیں تشکر کے آنسوؤں سے لبریز تھیں۔

مرقس چند قدم دُور کھڑا حاکمِ شہر کو یوقنا کی عیاری کا حال سُنا رہا تھا، اور اُس کے چہرے پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔ تھوڑی دیر بعد جب ارمانوسہ اپنے محل میں داخل ہو رہی تھی تو مرقس اور زیاد اُس کے ساتھ تھے۔ سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر ارمانوسہ نے مرقس سے سوال کیا "یہ کون ہیں؟"

مرقس نے جواب دیا " ان کا نام زیاد عرفی ہے۔ یہ ہمارے آقا مقوقس کا خط لے کر عربوں کے سپہ سالار عمرو بن العاص کے پاس گئے تھے، اور ان سے میری ملاقات انہی کے لشکر میں ہوئی تھی۔ ہمارے آقا عربوں کی فتوحات کی خبریں سُن کر بہت خوش ہیں اور اُنہوں نے عربوں کے سپہ سالار سے قبطیوں کے سیاسی اور مذہبی حقوق طلب کئے ہیں ـــ انہوں نے لکھا ہے کہ " اگر تم قبطیوں سے حسن سلوک کا وعدہ کرو تو قبطی قوم کی تلواریں تمہارا ساتھ دیں گی۔" آپ کے سکون سے بیٹھنے کے وقت میں آپ کو زیادہ تفصیلی حالات سے آگاہ کروں گا۔"

اپنے کمرے میں پہنچ کر ارمانوسہ نے بربارہ سے کہا "مرقس کو بلا لاؤ۔"

مرقس ارمانوسہ کے کمرے میں داخل ہوا، تو ارمانوسہ نے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے سوال کیا۔ "تم نے دیر کیوں کر دی؟"

مرقس نے ارمانوسہ کو اپنی سرگزشت سنائی۔ وہ سفر کے حالات بیان کرنے کے بعد ماریہ کے پاس جانا چاہتا تھا۔ چنانچہ بربارہ بولی "اس وقت رات کافی گزر چکی ہے۔ تم ماریہ کے پاس جانا چاہتے ہو یا یہیں آرام کرو گے؟"

مرقس نے ارمانوسہ کی طرف جواب طلب نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "جیسے آپ کی مرضی۔"

بربارہ مسکراتے ہوئے بولی "تم نے شہزادی پر اس قدر بھاری احسان کیا ہے کہ وہ ہمیشہ تمہارے جذبات کا احترام کرے گی۔"

اسی دوران میں ایک ملازم نے کمرے میں داخل ہو کر کہا "ایک بوڑھا دروازے پر کھڑا رو رہا ہے۔ وہ اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔"

ارمانوسہ نے کہا۔ "بلا لاؤ۔"

بوڑھے نے کمرے میں داخل ہو کر سسکیاں بھرتے ہوئے کہا "وہ ماریہ کو لے گئے ہیں۔"

مرقس چیخا۔ "کون لے گئے ہیں؟"

بوڑھے نے کہا "وہی ظالم، جنہوں نے اسے نیل میں ڈالنے کی سازش کی تھی۔ عربوں کے آنے کی خبر سن کر انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اب انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں رہا۔ جاگیردار کا بیٹا رات کے وقت چند غنڈوں کے ساتھ ہمارے گھر گھس آیا تھا اور مجھے اور ماریہ

کی ماں کو زدوکوب کرنے کے بعد ماریہ کو پکڑ کر لے گیا ہے۔"

ماریہ کی گرفتاری کی خبر سُن کر مرقس کی آنکھوں سے شعلے برسنے لگے۔ اس نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا" وہ کدھر گئے ہیں؟"

بوڑھے نے روتے ہوئے جواب دیا۔" عین شمس کی طرف۔"

مرقس تیزی سے باہر جانے لگا لیکن ارمانوسہ نے اُسے آواز دیتے ہوئے کہا۔ "ٹھہرو! میں ابھی انتظام کر دیتی ہوں۔ تنہا جانا ٹھیک نہیں۔"

پھر وہ بربارہ کی طرف متوجہ ہو کر بولی۔" حاکم بلبیس کے پاس جاؤ! اسے صورتِ حال سے آگاہ کرنے کے بعد کہو۔ چاروں طرف آدمی بھیج دے۔ کچھ آدمی مرقس کے ساتھ جانے کے لئے ساتھ لے آؤ۔"

تلاش

(۱)

بابل کے قلعے سے روانگی کے وقت بربارہ، ارکادیوس سے وعدہ کر کے آئی تھی، کہ وہ جلد لوٹ کر اسے ارمانوسہ کے حالات سے آگاہ کرے گی۔ لیکن کافی مدت گزر جانے کے بعد بھی وہ واپس نہ آئی اور ارکادیوس اس سوچ میں پڑ گیا کہ بربارہ کوئی دغاباز عورت نہ ہو؟ میں نے اسے انگوٹھی دے کر بھاری غلطی کی ہے ۔۔۔ کبھی وہ سوچنے لگتا کہ کسی شخص کو بلبیس بھیج کر بربارہ کا پتہ لگانا چاہئے، مگر وہ اس خیال سے رُک جاتا کہ اس طرح میری خاندانی شرافت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اگر لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ میرا آدمی بربارہ کو ڈھونڈتا پھرتا ہے تو نہ جانے دُنیا کیا افسانے تراشنے لگے گی؟

ایک رات وہ اپنے بستر پر پڑا گہرے خیالات میں ڈوبا ہوا تھا۔ بربارہ اس کے فکر و خیال کا مرکز بنی ہوئی تھی، اور وہ سوچ رہا تھا کہ میں نے یاس کی ظلمتوں میں جس ستارے

کو اپنا راہنما سمجھا تھا وہ ڈوب چکا ہے ـــــ اب کیا ہوگا ـــ ؟ اسی دوران میں ایک سپاہی نے کمرے میں آکر کہا: "سردار اعیرج بلا رہے ہیں۔"

سردار اعیرج کا پیغام ارکادیوس کی توقع کے بالکل خلاف تھا۔ اس نے سپاہی کو حیرت سے دیکھتے ہوئے سوال کیا: "کیا بات ہے؟"

سپاہی نے نظریں جھکاتے ہوئے جواب دیا: "معلوم نہیں۔"

ارکادیوس عجلت میں اُٹھ کر کپڑے بدلنے لگا۔ وہ تیز تیز قدم اُٹھاتا ہوا اپنے باپ کے پاس پہنچا تو اعیرج کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار تھے۔ اس نے ارکادیوس کو غضب ناک انداز میں دیکھتے ہوئے ایک خط دیا اور کہا: "اسے پڑھ لو!"

ارکادیوس نے باپ سے خط لے لیا اور اسے ملتجی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے سوال کیا: "ابا جان! یہ کیا ہے؟"

اعیرج بولا: "میں قبطی نہیں جانتا لیکن میں یہ سمجھ چکا ہوں کہ یہ خط ہمارے بدترین دشمن بنیامین کا ہے۔ اس نے مقوقس کو عربوں کے ساتھ مل کر ہماری حکومت کا تختہ اُلٹنے کے لئے ہدایات بھیجی ہیں۔ خط پڑھ کر مجھے بتاؤ اس نے کیا لکھا ہے؟"

جرجس ہلبیس سے یہ خط لے کر مقوقس کی طرف گیا تھا ــــ ارکادیوس خط پڑھ رہا رہا تھا۔ اور سوچ رہا تھا کہ اگر میں نے خط کا صحیح مفہوم بتا دیا تو مقوقس اور میرے باپ کی دشمنی اور زیادہ بڑھ جائے گی اور ارمانوسہ کو حاصل کرنے کے امکانات بالکل ختم ہو جائیں گے۔ وہ خط پڑھنے کے بعد بولا: "بنیامین نے مقوقس کو غلط راستے پر ڈالنے کی کوشش کی ہے لیکن خط سے مقوقس کا کوئی قصور ثابت نہیں ہوتا۔"

اعیرج نے غضبناک ہو کر کہا: "میں جانتا ہوں، تمہیں قبطیوں سے خاص لگاؤ ہے اور تم مقوقس کو بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش کرو گے۔ لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ اگر مقوقس بنیامین کا ہم خیال نہ ہوتا تو وہ اسے ایسا شر انگیز خط لکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا؟"

ارکادیوس نے بے دلی سے جواب دیا۔ "مجھے قبطیوں سے کیا لگاؤ ہو سکتا ہے؟ رات دن تو میں فوجی کاموں میں مصروف رہتا ہوں۔ میرے پاس قبطیوں سے میل ملاپ کا وقت کہاں ہے؟"

اعیرج نے کہا: "میں تمہاری فوجی خدمات کا منکر نہیں، لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ تم مقوقس کو بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ اچھا، تم ابھی منف جا کر اُسے گرفتار کر لو۔ میں دیکھتا ہوں وہ کیسے سازش کرتا ہے۔"

ارکادیوس نرمی سے بولا: "ابا جان! کوئی قبطی آپ کے سامنے دم مارنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اگر مقوقس سازشوں میں حصہ لے رہا ہے تو آپ اس پر کڑی نگاہ رکھیں۔ اسے قید کرنا تو ٹھیک نہیں، اس سے قبطیوں میں اضطراب پھیلے گا اور عرب ہمارے اندرونی خلفشار سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں گے۔"

اعیرج نے کہا: "اگر میرے پیشِ نظر بھی ایسی ہی مصلحتیں نہ ہوتیں تو میں شاہِ اعظم کے ذریعہ اس کی کھال اُتروا دیتا۔ لیکن میری چشم پوشی سے کیا ہوتا ہے: وہ تو خود اپنی ہلاکت کا سامان پیدا کر رہا ہے۔" یہ کہہ کر اعیرج اپنی خواب گاہ میں چلا گیا۔

ارکادیوس کو اپنے باپ کے خیالات معلوم کر کے بہت دکھ ہوا۔ وہ اپنے کمرے میں پہنچ کر لیٹ گیا اور بستر پر پڑا ارمانوسہ، قسطنطین، اعیرج اور مقوقس کے تعلقات پر غور کرنے لگا۔ اپنے باپ کا غصہ دیکھ کر اسے یقین ہو گیا تھا کہ اب مقوقس موت سے نہیں

بچ سکتا — اور اگر بچ بھی گیا تو میرا باپ ایسے دشمن کی بیٹی سے شادی کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔ وہ انہی خیالات میں غلطاں ساری رات بستر پر کروٹیں بدلتا رہا۔

اگلے دن عربوں کے فرما فتح کر لینے کی خبر آ گئی اور اعیرج نے ارکادیوس کو قلعے کے وہ دونوں پل توڑنے کے لئے بھیج دیا جو قلعے اور جزیرے کے درمیان تھے۔ ارکادیوس دونوں پل توڑنے کے بعد واپس آیا تو اسے بربارہ کا خط ملا۔ وہ سوچنے لگا کہ ارمانوسہ کس مصیبت میں مبتلا ہو سکتی ہے؟ تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد وہ ارمانوسہ کے بجائے ارسطولیس کے کمرے میں چلا گیا۔ کمرے میں پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ ارسطولیس دو دن سے اپنے باپ کے پاس منف گیا ہوا ہے۔ وہ ارسطولیس کے ملازم سے اس کی غیر حاضری کی وجہ دریافت کرنے لگا۔ اسی دوران میں ارسطولیس آ گیا اور ارکادیوس نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا "میں آپ کی غیر حاضری کی خبر سن کر حیران تھا۔ خیر تو تھی!"

ارسطولیس نے جواب دیا "ابا جان ارمانوسہ کے معاملے میں کچھ مشورہ لینا چاہتے تھے۔ دو دن اسی سوچ بچار میں گزر گئے۔"

ارمانوسہ کا نام سن کر ارکادیوس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ اس نے سنبھلنے کی کوشش کرتے ہوئے سوال کیا "کیا بات تھی؟"

ارسطولیس نے جواب دیا "شہزادہ قسطنطین نے ارمانوسہ کو بلایا ہے۔ وہ بحر روم کے ساحل پر اس کا انتظار کر رہے ہیں، اور ارمانوسہ کو لے کر قسطنطنیہ جانا چاہتے ہیں۔"

یہ خبر سن کر ارکادیوس کے خون کی گردش تیز ہو گئی۔ وہ چند ثانیے خاموش رہنے کے بعد بولا "پھر کیا فیصلہ ہوا؟"

ارسطولیس نے افسوسناک لہجے میں جواب دیا "بہن کو الوداع کہنے کے لئے میرا یا اباجان کا بلبیس جانا ضروری تھا۔ لیکن جنگی مصروفیتوں نے اس کی اجازت نہیں دی۔ اباجان نے بلبیس کے حاکم کو لکھ دیا ہے کہ وہ ارمانوسہ کو روانہ کر دے۔"

ارسطولیس کی باتیں سُن کر ارکادیوس کی نگاہوں میں دنیا تاریک ہو گئی۔ اور وُہ ایک ضروری کام کا بہانہ کر کے اپنے کمرے میں چلا گیا۔ وُہ کرسی پر بیٹھا ارمانوسہ کی مصیبت کا تصوّر کر کے کانپنے لگا۔ پھر اسے خیال آیا کہ مَیں نے برہارہ کے ذریعے ارمانوسہ کو پیغام بھیجا تھا کہ میں تمہیں بچاؤں گا۔ قسطنطین تمہیں نہیں لے جا سکتا۔۔۔ اگر مَیں اس کی مدد کے لئے نہ گیا تو وہ کیا خیال کرے گی؟۔۔۔ وہ جذبات سے مغلوب ہو کر اُٹھا اور اس نے تلوار پکڑ لی ۔۔۔ پھر وہ اس خیال سے رُک گیا کہ اگر مَیں نے دن کو سفر کیا تو لوگ مجھے پہچان لیں گے۔ مجھے رات کو جانا چاہیئے۔

وہ کرسی پر بیٹھ کر شام کا انتظار کرنے لگا۔ اس کا دماغ گوناگوں خیالات کی آماجگاہ بنا ہُوا تھا۔ شام کے وقت ایک سپاہی نے اُس کے کمرے میں آ کر کہا "ایک قاصد دروازے پر کھڑا اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔"

ارکادیوس بولا "اسے اندر بھیج دو۔"

قاصد نے کمرے میں داخل ہو کر ارکادیوس کو سلام کیا اور اس کے سامنے ارمانوسہ کا یہ خط پیش کیا:-

"میرے ارکادیوس!

مَیں انتہائی مصیبت میں مبتلا ہوں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ تم میری مدد کو پہنچ سکو؟

تمہاری ارمانُوسہ"

ارمانوسہ کا خط پڑھ کر ارکادیوس کا خون کھولنے لگا۔ وہ کمرے سے نکل کر اصطبل میں پہنچا اور ایک تیز رفتار گھوڑے پر زین ڈال کر بلبیس کی طرف چل پڑا۔

بابل کے قلعے سے نکلنے کے بعد ارکادیوس بلبیس کی طرف جا رہا تھا۔ گھنے درختوں میں سوئی ہوئی پگڈنڈیاں رات کی تاریکی میں خاموش تھیں اور وہ جذبات کی رو میں بہا جا رہا تھا۔۔۔ آدھی رات کے وقت اس کا گھوڑا ایک ایسے صحرا میں داخل ہوا جہاں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھجوروں کے درخت تھے۔ گھوڑا طویل مسافت طے کرنے کے باعث تھک چکا تھا اور ارکادیوس گھوڑے پر بیٹھا پیش آنے والے حالات پر غور کر رہا تھا۔ اس کے دل و دماغ پر ارمانوسہ چھائی ہوئی تھی۔ اچانک اس کے کانوں میں ایک نسوانی آواز آئی، اور وہ چونک پڑا۔ اُسے محسوس ہوا کہ ارمانوسہ اسے مدد کے لئے پکار رہی ہے۔ اُس نے گھوڑا روک کر تاریکی میں گھورنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد وہ سمجھا کہ یہ آواز محض میرا وہم تھی۔ گھوڑے کو ایڑ لگا کر وہ آگے بڑھنے لگا لیکن اُسے پھر آواز سنائی دی "ہائے میں مر گئی" وہ یہ الفاظ سُن کر تڑپ گیا۔ یہ الفاظ قبطی زبان میں ادا کئے گئے تھے، اس لئے اُسے یقین ہو گیا کہ یہ ارمانوسہ کی آواز ہے۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر آواز کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کا ہاتھ تلوار کے قبضے پر تھا۔ تھوڑے سے فاصلے پر اسے کھجوروں کے ایک جھنڈ کے قریب سے تین سائے سرکتے ہوئے نظر آئے۔ وہ گھوڑے سے اُتر کر دبے پاؤں آگے بڑھا اور تلوار نکال کر گرجتی ہوئی آواز میں بولا۔۔۔ "کون ہو تم؟"

اس کے جواب میں ایک آدمی نے اس پر حملہ کر دیا۔ ارکادیوس جست لگا کر ایک طرف ہٹ گیا۔ حملہ آور نے دوسرا وار کرنے کی کوشش کی، لیکن ارکادیوس کی تلوار اُس

کے سینے کے آر پار ہو چکی تھی ـــــ اچانک اُس کے تین اور ساتھیوں نے درختوں کی آڑ سے نکل کر ارکادیوس پر حملہ کر دیا۔ ارکادیوس تھوڑی دیر ادھر اُدھر ہٹ کر اپنے آپ کو بچاتا رہا۔ بالآخر اُس نے ایک اور آدمی کو زخمی کر دیا اور باقی دو بھاگ نکلے۔ ارکادیوس نے زیادہ دُور تک۔ ان کا تعاقب کرنا مناسب نہ سمجھا۔ پاس ہی کسی عورت کی سسکیاں سُن کر وہ اُس کی طرف متوجہ ہوا ـــــ

"تم کون ہو؟"

"مَیں ماریہ ہوں" لڑکی نے روتے ہوئے جواب دیا۔

"اور یہ لوگ کون تھے؟"

"ان میں سے ایک ہماری بستی کے جاگیردار کا لڑکا تھا اور باقی اس کے نوکر تھے وہ مجھے زبردستی میرے والدین سے چھین لائے تھے۔"

ارکادیوس نے سوال کیا "لیکن اس نے تمہارے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا؟"

ماریہ نے روتے ہوئے جواب دیا "میرے باپ نے اس کا مطالبہ ٹھکرا دیا تھا۔ اور یہ اسی دن سے میرا دشمن بن گیا۔ پہلے بھی اس نے مجھے نیل میں ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن میں شہزادی ارمانوسہ کی بدولت بچ گئی۔ شہزادی بلبیس سے قسطنطین کے پاس چلی گئی ہے۔ اور یہ اُس کی روانگی کی خبر سُن کر اپنے ملازموں کو لے کر ہمارے گھر آ گیا۔ میرے ماں باپ کو بُری طرح مارنے کے بعد یہ مجھے پکڑ لایا ہے۔"

شہزادی ارمانوسہ کا نام سُن کر ارکادیوس کے دِل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ وہ اس لئے پریشان نہ تھا کہ قسطنطین ارمانوسہ کو لے گیا ہے اور وہ ارمانوسہ کی مدد کو نہیں پہنچ سکا۔ اس نے پوچھا "ارمانوسہ کس کے ساتھ گئی ہے؟"

ماریہ نے جواب دیا " ہماری بستی کے لوگ کہہ رہے تھے کہ قسطنطین نے ارمانوسہ کو لینے کے لئے رومی لشکر بھیجا تھا "

ارکادیوس نے سوال کیا " تم نے ارمانوسہ کو جاتے ہوئے دیکھا ہے ؟"

ماریہ نے جواب دیا " مَیں اپنی ماں کے ساتھ شہزادی کو الوداع کہنے کے لئے تیار تھی، لیکن اسی دَوران میں اس حادثہ کا شکار ہو گئی ۔ جب یہ مجھے گھوڑے پر بٹھا کر اس طرف لا رہے تھے تو مَیں نے ایک لشکر مشرق کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ غالباً وہ لشکر ارمانوسہ کا تھا "

ارکادیوس نے جلدی سے سوال کیا " تم نے وہ لشکر کہاں دیکھا تھا ؟"

ماریہ نے جواب دیا " اس وقت مَیں بدحواس تھی ۔ میرے لئے جگہ کا بتانا مشکل ہے "

ارکادیوس جلد بلبیس پہنچ کر ارمانوسہ کے حالات معلوم کرنا چاہتا تھا ۔ اس نے کچھ سوچ کر کہا " یہاں سواری کا انتظام نہیں ہو سکتا ۔ تم میرے پیچھے گھوڑے پر بیٹھ جاؤ "

ارکادیوس نے ماریہ کو اپنے پیچھے بٹھا کر سفر شروع کر دیا ۔ تھوڑی دُور پہنچ کر اسے چند گھوڑ سوار اپنی طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے ۔ سوار تیزی سے ارکادیوس کے قریب پہنچ کر رُک گئے اور ایک سوار نے گرجتے ہوئے کہا " ٹھہر جاؤ "

سواروں نے ارکادیوس کو گھیرے میں لے لیا ۔ ایک سوار چلایا " ظالم ! اب تُو نہیں بھاگ سکتا ۔ تو میرے تیروں کی زد میں ہے !"

ماریہ نے مرقس کو آواز دیتے ہوئے کہا " مرقس ٹھہرو ! یہ میرا محسن ہے "

ارکادیوس نے ماریہ سے پوچھا " یہ کون لوگ ہیں ؟"

ماریہ نے کہا ۔" یہ میرا خالہ زاد بھائی مرقس ہے ۔"

ارکادیوس نے تلوار نیام میں ڈال لی اور کہا ۔" میں بھاگنے کی کوشش نہیں کروں گا ۔ آپ مطمئن رہیں ۔"

ارکادیوس کا چہرہ خود میں چھپا ہوا تھا ۔ مرقس نے آگے بڑھ کر اس کے متعلق کچھ معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن ارکادیوس نے کہا ۔" مجھ سے ایسے استفسار کی ضرورت نہیں ۔تم ماریہ کو لے جاؤ ۔"

مرقس نے تشکر آمیز لہجے میں کہا ۔" میں اپنے محسن کا نام معلوم کرنا چاہتا ہوں ۔"

ارکادیوس نے جواب دیا ۔" میں نے آپ پر کوئی احسان نہیں کیا ۔ ایک مظلوم لڑکی کو بچانا میرا اخلاقی فرض تھا ۔"

مرقس ، ماریہ کو ارکادیوس کے گھوڑے کے پیچھے سے اُتارنے کے بعد کچھ اور کہنا چاہتا تھا ، لیکن ارکادیوس اسے سلام کرنے کے بعد رات کی تاریکیوں میں روپوش ہو گیا ۔

ماریہ نے اپنے باپ اسطفانوس کو اپنی طرف تکتے ہوئے دیکھا تو وہ آگے بڑھی اور باپ سے چمٹ کر رونے لگی ۔ ماریہ کا باپ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں بولا ۔" بیٹی ! جب تک حکومت کی باگ ڈور ظالم حکمرانوں کے ہاتھ میں ہے کسی لڑکی کی عزت محفوظ نہیں رہ سکتی ۔ مصر کی کتنی بیٹیاں موت سے بدتر زندگی گزار رہی ہیں ، اور کتنی ایسی ہیں جن کے آنسو خشک ہو چکے ہیں ۔ لیکن ان کی فریاد سننے والا کوئی نہیں ـــــ جب ظالم حکمرانوں کے کان بہرے ہو جاتے ہیں ، تو خدا مظلوموں کی مدد کے لئے غیب سے کوئی سامان پیدا کر دیتا ہے ـــ عرب آندھی اور طوفان کی طرح آ رہے ہیں ، وہ ان ظالموں سے ہمارا انتقام لیں گے ۔"

مرقس کے استفسار پر ماریہ نے اپنی سرگزشت بیان کی۔ اسطفانوس اور اُس کے ساتھی سوار کی بہادری پر حیران ہو رہے تھے اور مرقس سوار کی بہادری کی بجائے اس کی انسانیت کی تعریف کر رہا تھا۔ اسطفانوس بولا: "بزدل انسان ہمیشہ کمینہ ہوتا ہے۔ اور بہادر کا دل انسانی ہمدردی سے لبریز ہوتا ہے ـــــ بیٹی! اب ہمیں گھر چلنا چاہیئے۔ تمہاری ماں کی بری حالت تھی۔"

اسطفانوس، ماریہ کو گھوڑے پر بٹھا کر بستی کی طرف روانہ ہو گیا ـــــ اس کے ساتھی دائیں بائیں گھوڑے دوڑا کر ماریہ کی حفاظت کر رہے تھے ـــــ

ارکادیوس بلبیس کے قریب پہنچا تو افق پر صبح کا ستارہ نمودار ہو چکا تھا اور بلبیس کے پہریدار سپاہی فصیل پر چاق و چوبند کھڑے تھے۔ ارکادیوس شہر سے تھوڑی دُور کھڑا ہو کر سوچنے لگا: "قافلے کے متعلق کس سے دریافت کروں؟ معلوم نہیں وہ ارمانوسہ کو کدھر لے گئے ہیں؟ اگر مَیں نے شہر میں داخل ہونے کی کوشش کی تو پہریدار سپاہیوں کے تیروں کا نشانہ بن جاؤں گا۔ اور اگر یہیں رُک کر صبح کا انتظار کیا تو صبح کے وقت بلبیس کے لوگ مجھے پہچان لیں گے؟"

ارکادیوس کے سامنے تاریکیوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ وہ انہی خیالات میں کھویا ہُوا تھوڑی دُور پیچھے ہٹ گیا۔ اچانک اس کی نگاہیں چند خیموں پر پڑیں۔ خیموں کے قریب کچھ سامان بکھرا پڑا تھا۔ وہ اسے غور سے دیکھنے لگا۔ اسی دوران میں اسے ایک آواز سُنائی دی: "کون ہو تم؟"

ارکادیوس نے سنبھل کر جواب دیا: "تم کون ہو؟"

اجنبی نے جواب دیا۔ "رومی لشکر کا سپاہی۔"

ارکادیوس بولا: "میں بھی رومی لشکر کا سپاہی ہوں"

سپاہی نے ارکادیوس کے قریب آکر سوال کیا: "تم یہاں کیسے آئے ہو؟"

ارکادیوس بولا: "میں بابل کے قلعہ سے ایک سرکاری کام کے لئے آیا ہوں"

پھر ارکادیوس نے پوچھا: "یہ خیمے کس کے ہیں ۔۔ اور تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

سپاہی نے جواب دیا: "یوقنا کے بھاگنے کے بعد حاکم بلبیس نے ہمیں ان خیموں کی حفاظت کے لئے مقرر کیا تھا ۔ ہم کل سے یہاں پہرہ دے رہے ہیں"

ارکادیوس بولا: "یوقنا تو شہزادی ارمانوسہ کو لینے کے لئے آیا تھا، اور تم اُسے مفرور کہہ رہے ہو؟"

سپاہی نے جواب دیا: "اس نے یہی ظاہر کیا تھا۔ چنانچہ شہزادی اس کے ساتھ جانے کے لئے تیار بھی ہو گئی تھی ۔۔۔ لیکن اسی دوران میں عربوں کے سپہ سالار نے اسے قاصد کے ذریعہ پیغام بھیج دیا کہ اگر تو نے شہزادی کو فریب دینے کی کوشش کی، تو میں تجھے عبرتناک سزا دوں گا۔ عربوں کے سالار کا پیغام سنتے ہی یوقنا بھاگ گیا"

ارکادیوس نے حیرت سے پوچھا: "شہزادی اس وقت کہاں ہے؟"

سپاہی نے جواب دیا: "بلبیس میں"

سپاہی کی گفتگو سے ارکادیوس کو ارمانوسہ کی خیریت معلوم ہو گئی۔ لیکن اسے ارمانوسہ سے ملاقات کی کوئی صورت دکھائی نہ دی اور اسی کشمکش میں صبح ہو گئی۔ اچانک اُسے ماریہ یاد آگئی اور وہ سوچنے لگا کہ میں نے ماریہ کی جان بچائی تھی۔ اگر وہ مجھے مل جائے تو اُسے ارمانوسہ کے پاس بھیج دوں۔ ارمانوسہ میرے آنے کی خبر سن کر ملاقات کی کوئی سبیل نکال لے گی ۔۔۔ لیکن اسے ماریہ کا پتہ معلوم نہ تھا۔

ارکادیوس انہی خیالات میں ڈوبا ہوا خیموں سے آگے نکل گیا۔ اچانک اسے ایک نوجوان نظر آیا۔ وہ ارکادیوس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا، اور اس کا گھوڑا ایک درخت سے بندھا تھا۔ ارکادیوس آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا ہوا اس کی طرف چل پڑا۔ نوجوان نے آگے بڑھ کر ارکادیوس کو سلام کیا اور کہا: "میں اپنے محسن کا تعارف چاہتا ہوں۔"

ارکادیوس اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے بولا: "آپ کی تعریف؟ اور محسن کا مطلب؟"

نوجوان نے تشکر آمیز لہجے میں جواب دیا: "میرا نام مرقس ہے۔ رات آپ نے ماریہ کو بچایا تھا۔ میں آپ کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے آپ کے پیچھے آگیا ہوں۔"

مرقس ذرا رُک کر پھر بولا: "لیکن میں آپ کو دیکھ کر حیران رہ گیا ہوں۔"

ارکادیوس نے پوچھا: "یہ کیوں؟"

مرقس جھجکتے ہوئے بولا: "آپ کی صورت ہمارے سالار ارکادیوس سے بہت زیادہ ملتی ہے۔"

ارکادیوس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا: "تو آپ مجھے ارکادیوس کا چھوٹا بھائی سمجھ لیں۔"

مرقس نے کہا: "میں آپ کے بھائی ارکادیوس کا بھی بے حد شکرگزار ہوں۔ آپ سے پہلے انہوں نے ماریہ کو نیل کی بھینٹ ہونے سے بچایا تھا۔"

ارکادیوس نے حیرت سے پوچھا: "وہ کیسے؟"

مرقس کچھ سوچ کر بولا: "اصل میں بچایا تو تھا شہزادی ارمانوسہ نے، لیکن اس میں ارکادیوس کی کوششوں کو بھی بڑا دخل تھا۔"

ارکادیوس نے استعجابیہ انداز میں کہا: "آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ ارکادیوس اور

ارمانوسہ کے درمیان اس قدر طویل فاصلہ ہے، وہ دونوں ماریہ کو کیسے بچا سکتے تھے؟"

مرقس، ارکادیوس کے سوال سے گھبرا گیا۔ جب وہ ارمانوسہ کا خط لے کر ماریہ کو بچانے کے لئے گیا تھا تو اسے یہ معلوم تھا کہ خط پر ارکادیوس کی مہر ثبت ہے لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ ارمانوسہ نے ارکادیوس کی مہر والی انگوٹھی کہاں سے لی ہے۔ وہ اس فکر میں پڑ گیا کہ اگر میری زبان سے کوئی غیر محتاط لفظ نکل گیا تو ارمانوسہ کی ذات پر حرف آئے گا۔ وہ اتنا جانتا تھا کہ ارمانوسہ کے پاس ارکادیوس کی مہر والی انگوٹھی رازدارانہ طریقے سے پہنچی ہے۔ اس سے زیادہ اسے کچھ معلوم نہ تھا۔

ارکادیوس اپنے ہونٹوں پر مصنوعی مسکراہٹ لاتے ہوئے بولا۔ "ابھی آپ میری انسانیت کا اعتراف کر رہے تھے اور ابھی آپ گھبرا گئے ہیں؟

غالباً آپ کا خیال ہے کہ میرے سامنے آپ کو سچ نہیں بولنا چاہئے۔ اس سے آپ کو نقصان پہنچے گا۔ شاید میں اسی کا مستحق تھا۔"

مرقس نے جواب دیا۔ "میرے محسن! یہ بات نہیں، میری پریشانی کی یہ وجہ ہے کہ میں آپ سے ناواقف ہوں۔ آپ مجھے اپنے متعلق واضح طور پر بتا دیں تو میں آپ کو اصل معاملے سے آگاہ کر سکتا ہوں۔"

ارکادیوس حقیقتِ حال معلوم کرنے کے لئے بیقرار تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ مرقس قابلِ اعتماد آدمی ہے اور اسے ارمانوسہ کے پاس بھیجا جا سکتا ہے۔ اُسے شبہ ہونے لگا، کہ اُس نے مرقس کو ارسطولیس کے ساتھ قلعہ میں دیکھا ہے، وہ مرقس کا ہاتھ پکڑ کر اسے زیتون کے ایک جھنڈ کی طرف لے گیا اور اس نے اپنے چہرے سے خود اُتار دیا۔

مرقس ارکادیوس کی صورت دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے ارکادیوس کے ہاتھ کو

بوسہ دیتے ہوئے کہا۔" سردار آپ یہاں کیسے ؟"

ارکادیوس نے مرقس کو ملتجی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا: "میں تم کو ایک خاص بات بتانا چاہتا ہوں، لیکن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

مرقس رازدارانہ انداز میں بولا: "صلیب احمر کی قسم، میں آپ کا مخلص نیاز مند ثابت ہوں گا۔ آپ مجھ پر اعتماد کریں۔ میں آپ کے اعتماد کو کبھی ٹھیس نہیں لگنے دوں گا۔ لیکن یہ شرط ہے کہ شہزادی ارمانوسہ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے، وہ میری محسنہ ہے۔"

ارکادیوس نے جواب دیا: "میں بھی صلیب احمر کی قسم کھاتا ہوں کہ شہزادی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچنے دوں گا بلکہ اگر کوئی نازک وقت آگیا تو اس کے ناموس کی خاطر اپنی جان دینے سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔"

ارکادیوس کا جواب سن کر مرقس کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا اور اس نے زلدیہ کو چھڑانے کے لئے ارمانوسہ کا خط لانے کا تفصیلی واقعہ بیان کیا۔ قسطنطین کی موت کی خبر لانے کے لئے اپنے ملکِ شام میں جانے کا ذکر کیا اور ارمانوسہ کو لوقنا سے نجات دلانے کے لئے عمرو بن العاص سے خط لانے کا قصّہ بیان کیا۔

ارکادیوس یہ واقعات سن کر چند ثانیئے سکتے کے عالم میں کھڑا مرقس کی طرف دیکھتا رہا۔۔۔ پھر سنبھل کر بولا: "مرقس، میں تمہاری باتیں سن کر بہت متأثر ہوا ہوں اب میرے دل کی بات سنو!"

اُس نے مرقس کو محرمانہ انداز میں کہا: "تمہیں ارمانوسہ سے میرے قلبی لگاؤ کا علم ہوگا؟"

مرقس نے ارکادیوس کی بات سن کر نظریں جھکا لیں، اور آہستہ سے کہا: "میرے

لئے یہی جان لینا کافی ہے کہ آپ شہزادی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچانا چاہتے۔"

ارکادیوس بولا "مرقس! جب ماریہ کو نیل میں ڈالا جا رہا تھا، تو تمہارے دل پر کیا گزر رہی تھی؟ تم محبت کی ٹیس سے واقف ہو۔ چوٹ کھائے ہوئے دل کی پکار کا مفہوم سمجھتے ہو، اس لئے میں تمہارے سامنے ارمانوسہ کی محبت کا اعتراف کرتا ہوں۔ قسطنطین مجھ سے ارمانوسہ کو چھیننا چاہتا ہے۔ وہ ہمارے اُس عہد کو توڑنے کی کوشش کر رہا ہے جو ہم نے صبحِ ازل کی جمیل خلوتوں میں چھُپ کر باندھا تھا —— ارمانوسہ نے خط کے ذریعہ فریاد کی ہے، اور میں تمام فرائض نظر انداز کر کے اس کی مدد کے لئے آگیا ہوں۔ کیا تم مجھے ارمانوسہ سے ملا سکتے ہو؟"

مرقس نے کچھ سوچ کر جواب دیا۔ "میں شہر سے باہر کسی محفوظ مقام کا بندوبست کر لیتا ہوں اور شہزادی کو وہاں لانے کی کوشش کروں گا۔"

ارکادیوس بولا "شہزادی کا کسی معمولی جگہ آنا ٹھیک نہیں۔"

مرقس بولا "تو پھر شہزادی کو ماریہ کے گھر لانے کی کوشش کرتا ہوں۔"

ارکادیوس نے کہا "میرا خیال ہے، ہم دونوں آپس میں لباس تبدیل کر لیں۔ میں قاصد بن کر محل میں پہنچ جاتا ہوں اور تم بستی سے ملحقہ باغ کی دیواروں کے قریب ٹھہرو۔ میرا گھوڑا اور تلوار بھی تم اپنے پاس رکھو!"

ملاقات

(۱)

صبح کے وقت ارمانوسہ مرقس کا انتظار کر رہی تھی۔ بربارہ اس کے کمرے میں گئی اور اس نے کہا: "مجھے جاسوس کے ذریعے اطلاع ملی ہے کہ مرقس، ماریہ کو چھڑانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔"

یہ خبر سُن کر ارمانوسہ کا چہرہ مسرت سے تمتما اُٹھا۔ اس نے استفہامیہ انداز میں سوال کیا: "ماریہ کو لے جانے والا خائن بھی پکڑا گیا ہے؟"

بربارہ نے جواب دیا: "اسے کسی اجنبی نے قتل کر دیا ہے۔"

اسی دَوران میں ایک ملازم نے کمرے میں داخل ہو کر کہا: "ایک شخص شہزادی سے ملنا چاہتا ہے۔"

بربارہ نے پُوچھا: "وہ کون ہے؟"

ملازم نے جواب دیا "وہ رومی لشکر کا سپاہی معلوم ہوتا ہے۔"

بربارہ ارمانوسہ کا اشارہ پاکر اُٹھی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس کا چہرہ مسرت سے چمک رہا تھا۔

ارمانوسہ نے اسے غیر معمولی طور پر خوش دیکھ کر سوال کیا "کیا بات ہے؟"

بربارہ نے مسکراتی ہوئی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا "بڑی اچھی!"

ارمانوسہ نے پوچھا "دروازے پر کون ہے؟"

بربارہ نے جواب دیا "وہ کہتا ہے، میں مرقس کا قاصد ہوں۔ مرقس نے مجھے ماریہ کی رہائی کی اطلاع دینے کے لئے بھیجا ہے۔"

ارمانوسہ نے کہا "ماریہ کی خبر تو میں پہلے سن چکی ہوں۔ اس وقت تم اتنا خوش کیوں ہو —؟"

بربارہ نے شرارت آمیز لہجے میں کہا "بتاؤں، وہ کون ہے؟"

ارمانوسہ نے بے چین ہو کر کہا "خدا کے لئے بتاؤ، میرے ساتھ مذاق نہ کرو!"

"یہ مذاق نہیں شہزادی! میں اُسے لاتی ہوں۔" یہ کہہ کر بربارہ مسکراتی ہوئی باہر چلی گئی۔

چند ثانیے بعد ارکادیس، ارمانوسہ کے سامنے کھڑا تھا۔ ارمانوسہ کی نگاہیں زمین میں گڑی ہوئی تھیں اور اُس کا چہرہ مسرت سے تمتما رہا تھا۔

"ارمانوسہ!" ارکادیس نے ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے کہا "میں آگیا ہوں۔"

ارمانوسہ نے دوبارہ اُس کی طرف دیکھا اور پھر گردن جھکا لی۔ ارکادیس اُس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ "ارمانوسہ!" اُس نے تھوڑی دیر توقف کے بعد کہا — "کوئی

بات کرو۔"

ارمانوسہ نے آہستہ سے گردن اُٹھائی۔ اُس کی خوبصورت آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔

ارکادیوس نے حیرت سے کہا۔ "تم رو رہی ہو؟"

ارمانوسہ نے جلدی سے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے جواب دیا۔ "مجھے اُمید نہ تھی کہ تم آؤ گے!"

ارکادیوس نے جواب دیا۔ "دُنیا کی کوئی طاقت مجھے تمہارے پاس پہنچنے سے نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری خاطر میں ہر طوفان سے ٹکرا سکتا ہوں۔"

"لیکن میں انجام سے ڈرتی ہوں۔ ہمارے راستے میں ایک ایسی دیوار بھی حائل ہے جسے توڑنا شاید تمہارے امکان میں نہ ہو!"

"اگر آپ کا اشارہ قسطنطین کی طرف ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ میرے راستے میں کبھی حائل نہیں ہو سکتا۔"

"لیکن آپ کے والد؟"

"مجھے یقین ہے کہ وہ میری زندگی برباد کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ میں آپ کو صرف یہ بتانے کے لئے آیا ہوں کہ آپ میری ہیں۔ موجودہ حالات بہت تشویشناک ہیں اور عربوں کا سیلاب تیزی سے بڑھ رہا ہے ـــــ ممکن ہے قسطنطین ان حالات سے فائدہ اُٹھا کر آپ کو اپنے پاس لے جانے کی کوشش کرے، اور آپ کے والد عربوں کے خوف سے آپ کو اُس کے حوالے کر دیں۔ لیکن آپ ثابت قدم رہنے کا وعدہ کریں تو میں عربوں کا جرأت مندی سے مقابلہ کروں گا۔ پھر اگر قسطنطین کے ساتھ

بھی طاقت آزمائی کا وقت آیا تو آپ مجھے بزدل نہیں پائیں گی۔"

ارمانوسہ بولی :" خدا کے لئے جنگ کی باتیں نہ کیجئے ۔ میرا دل بیٹھا جا رہا ہے میں آپ کو دشمنوں میں گھرا ہوا نہیں دیکھ سکتی ۔ خدا کی زمین اتنی وسیع ہے ۔ کیا ہمیں کہیں سکون کی جگہ نہیں مل سکتی ؟"

ارکادیوس نے ارمانوسہ کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا :" دشمنوں سے ڈر کر بھاگ جانا بھی دانائی ہے ؟ اور کیا آپ یہ گوارا کر لیں گی کہ ہمارے بھاگ جانے کے بعد لوگ مجھے بزدل کہیں ؟"

ارمانوسہ نے جواب دیا :" مجھے یہ پسند نہیں ۔ لیکن مجھ سے یہ بھی تو نہیں ہو سکتا، کہ میں آپ کو دشمنوں کے حوالے کر دوں ۔"

ارکادیوس ایک ثانیہ خاموش رہنے کے بعد بولا ۔" اب مجھے جانا چاہئیے ! اگر زندگی باقی ہوئی تو دوبارہ ملاقات ہو جائے گی ۔"

ارمانوسہ ارکادیوس کی طرف دیکھنے لگی ۔ اس کی حیران نگاہیں ارکادیوس کے چہرے پر مرکوز تھیں اور تحت الشعور میں کئی ہنگامے دم توڑ رہے تھے ۔ ارکادیوس نے کہا :" قلعے پر حملہ کا خطرہ ہے ، مجھے جلد پہنچنا چاہئیے ۔ مرقس بھی میرا انتظار کر رہا ہو گا ۔"

ارمانوسہ نے حیرت سے سوال کیا :" مرقس ؟"

ارکادیوس نے مسکراتے ہوئے ماریہ کو چھڑانے کا واقعہ بیان کیا اور ارمانوسہ کو بتایا کہ آج صبح راستے میں دوسری بار مرقس سے میری ملاقات ہوئی تھی ۔ اس نے مجھے یوقنا کا واقعہ سنا کر تمہارا پتہ بتایا تھا ۔ میں اسی کے ساتھ لباس تبدیل کر کے آیا ہوں ۔ میرا گھوڑا اور تلوار بھی اسی کے پاس ہے ۔ اس کا خلوص دیکھ کر میں نے اسے اپنا

ہمراز بنالیا ہے۔ وہ شہر سے تھوڑی دُور باہر میرا انتظار کر رہا ہے۔"

ارکادیوس اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ارمانوسہ نے مغموم لہجے میں کہا: "آپ پھر کب آئیں گے؟"

ارکادیوس نے جواب دیا: "میں آپ کے والد سے یوقنا ملعون کا ذکر کر کے اُنہیں مشورہ دوں گا کہ وہ آپ کو اپنے پاس بُلالیں۔"

ارمانوسہ نے کرسی سے اُٹھ کر ملتجی انداز میں کہا: "خدا کے لئے یہ کام ضرور کیجئے! بلبیس میرے لئے جہنم بنا ہوا ہے۔"

ارکادیوس دروازے کی طرف مُڑا تو ارمانوسہ نے کہا: "ٹھہریئے! آپ کی انگوٹھی کے بدلے میں آپ کو ایک نشانی دینا چاہتی ہوں۔"

ارکادیوس مُڑ کر ارمانوسہ کی طرف دیکھنے لگا۔ ارمانوسہ نے اپنے گلے کا ہار اُتار کر ارکادیوس کو پیش کیا۔ اس ہار میں ہیروں سے مزین صلیب لٹک رہی تھی۔ اور صلیب پر ارمانوسہ کا نام کندہ تھا۔ ارکادیوس نے ہار لے کر قمیص کے نیچے گلے میں ڈال لیا اور خدا حافظ کہہ کر محل سے باہر نکل گیا۔

(۲)

ارکادیوس، ارمانوسہ سے رخصت ہو کر بستی سے ملحقہ باغ کی طرف گیا تو اُسے مرقس کا کوئی پتہ نہ چلا۔ چنانچہ وہ مرقس کی تلاش میں بستی کی طرف چلا گیا۔ مرقس کو تلاش کرنے کے بعد وہ سوچنے لگا کہ شاید مرقس بستی کی طرف آنے کی بجائے زیتون کے اسی جھنڈ میں چھپ گیا ہو جہاں ہم دونوں کی ملاقات ہوئی تھی۔ وہ زیتون کے جھنڈ کی طرف چل پڑا۔ اچانک اُسے سواروں کے چند دستے دکھائی دیئے۔ ارکادیوس سمجھ گیا کہ یہ عربوں کا گشت ہے۔ وہ بھاگنے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ لیکن اُسے کوئی

جائے پناہ نظر نہ آئی۔ اسے اپنی اس غلطی کا شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ میں نے اپنی تلوار اور گھوڑا مرقس کے حوالے کیوں کر دیا؟ اچانک دو سوار لشکر سے جدا ہو کر آگے بڑھے اور انہوں نے ارکادیوس کو گھیرے میں لے لیا۔ اُن کے نیزے ارکادیوس کے جسم کو چھو رہے تھے ـــــ ایک سوار نے ٹوٹی پھوٹی قبطی زبان میں اسے اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہا اور وہ کسی مزاحمت کے بغیر ان کے آگے آگے ہو لیا۔ تھوڑی دُور چلنے کے بعد ارکادیوس کو مسلمانوں کی فوج کا پڑاؤ دکھائی دیا۔ پڑاؤ میں داخل ہو کر سوار ارکادیوس کو عمرو بن العاص کے خیمے میں لے گئے۔ انہوں نے ارکادیوس کو عمرو بن العاص کے سامنے پیش کیا اور عمرو بن العاص نے وردان سے کہا ”اس نوجوان سے ضروری باتیں معلوم کرو۔“

وردان نے رومی زبان میں سوال کیا ”تم رومی لشکر کے سپاہی ہو یا قبطی لشکر کے؟“

ارکادیوس نے جواب دیا ”میں رومی لشکر کا سپاہی ہوں۔“

وردان نے دوبارہ سوال کیا ”تم یہاں کیوں آئے تھے؟“

ارکادیوس نے جواب دیا ـــ ”میں ایک ضروری کام کے لئے شہر سے باہر نکلا تھا کہ آپ کے سپاہیوں نے مجھے پکڑ لیا۔ حالانکہ نہتوں پر حملہ کرنا عربوں کی قدیم روایات کے خلاف ہے۔“

وردان بولا ”یہ درست ہے کہ عرب کسی نہتے پر ہاتھ نہیں اُٹھاتے۔ لیکن موجودہ حالات میں تمہیں گرفتار کر لینا ضروری تھا۔ اگر تم صاف بیانی سے کام لو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہو گا۔“

ارکادیوس نے جواب دیا ”صاف بیانی سے اگر تمہارا یہ مطلب ہے کہ میں تمہیں

اپنے فوجی راز بتادوں تو یہ ناممکن ہے ـــــ مَیں کوئی ایسی بات نہیں بتا سکتا جو ہمارے فوجی مقاصد کے خلاف ہو ـــ اور اگر صاف بیانی سے تمہارا یہ مطلب نہیں تو یقین جانو مَیں بلاوجہ جھوٹ بول کر اپنا ضمیر ملوّث کرنے کی کوشش نہیں کروں گا۔"

وردان نے عمرو بن العاص کا اشارہ پاکر ارکادیوس کو بیٹھنے کے لئے کہا لیکن ارکادیوس نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ وردان نے پھر پوچھا "تم رومی فوج کے افسر ہو یا سپاہی ؟"

ارکادیوس بولا۔ "مَیں ایک معمولی سپاہی ہوں۔ فوجی افسر تمہیں محاذِ جنگ پر ملیں گے۔"

عمرو بن العاص نے وردان کے ذریعہ کہا "مَیں ایک شرط پر تمہیں چھوڑ سکتا ہوں؟"

ارکادیوس نے جواب دیا "لیکن وہ شرط ہمارے ملکی مفاد کے خلاف نہ ہو!"

عمرو بن العاص نے کچھ سوچنے کے بعد وردان سے کہا "اس نوجوان کو کسی مناسب جگہ بٹھادو! اسے کوئی تکلیف نہ ہو۔"

(۳۷)

ارمانوسہ، بربارہ کے ساتھ محل کے پائیں باغ میں سیر کر رہی تھی۔ اسے ایک ملازم نے آکر اطلاع دی کہ بلبیس کا حاکم باغ کے دروازے پر کھڑا اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ ارمانوسہ نے اسے اندر بُلا لیا۔ اس نے ہانپتے ہوئے کہا ـــ "عربوں کا لشکر بلبیس کے قریب پہنچ چکا ہے، اور اُن کے سالار نے مجھے پیغام بھیجا ہے کہ مَیں شہر اُن کے حوالے کردوں۔"

ارمانوسہ گھبرا کر بولی "آپ نے کیا جواب دیا ہے؟"

حاکم نے کہا ”میں آپ کے مشورے کے بغیر کیا جواب دے سکتا تھا!“

ارمانوسہ نے کہا ”عربوں کی آمد سے ابا جان کو فوراً آگاہ کرنا چاہیئے“

حاکم نے کہا ”میں آقا کو عربوں کے فرما آنے کی خبر بھیج چکا ہوں لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔“

ارمانوسہ اس صورتِ حال سے گھبرا گئی لیکن پھر اسے خیال آیا کہ میرے والد کا عربوں سے معاہدہ ہو چکا ہے۔ اس نے حاکم سے کہا ”ابا جان کو عربوں کے آنے کی خبر بھیج دو اور عربوں کے سالار کو لکھ دو کہ ہم تمہاری فتوحات سے مرعوب ہو کر ہتھیار نہیں ڈال سکتے۔ جنگ کا فیصلہ وقت کرے گا۔“

حاکم کچھ اور کہے بغیر باہر نکل گیا اور ارمانوسہ شکر کرنے لگی کہ ارکادیوس عربوں کے آنے سے پہلے چلا گیا ہے۔ پھر وہ سوچنے لگی کہ اگر اس وقت ارکادیوس میرے پاس ہوتا تو مجھے بڑی تسکین ملتی لیکن معاً اُسے خیال آیا کہ اس کا شہر چھوڑ جانا ہی بہتر تھا۔

بربارہ نے کہا ”میرا خیال ہے کہ جنگ چھڑنے سے پہلے ہمیں شہر چھوڑ دینا چاہیئے“

ارمانوسہ نے قدرے تامل کے بعد جواب دیا۔ ”شہر چھوڑنا بڑی بات ہے۔ معلوم نہیں شہر چھوڑنے کے بعد ہمارا کیا انجام ہو؟ مرقس کے ذریعے عربوں کے سالار کو میری اس جگہ موجودگی کی اطلاع بھیج دو۔ اسے میرے قیام کا علم ہو جانا چاہیئے!“

بربارہ بولی: ”لیکن مرقس ماریہ کے پاس ہے۔“

ارمانوسہ نے جواب دیا ”وہ تھوڑی دیر تک آجائے گا۔ ارکادیوس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ مرقس کو اپنی تلوار اور گھوڑا دے کر شہر سے باہر ٹھہرا آیا ہے۔ مرقس ارکادیوس کے جانے کے بعد ضرور آجائے گا۔ اور ہم اسے عربوں کے سالار کے پاس بھیج دیں گے۔“

(۴۲)

ارکادیوس کی قید کے دوسرے دن دربان، عمرو بن العاص کے خیمے میں داخل ہوا اور اس نے کہا "قیدی نے رات کھانا نہیں کھایا۔ اس کی تلاشی لینے پر یہ ہار ہوا ہے دیکھئے، یہ بہت قیمتی معلوم ہوتا ہے!"

زیاد، دربان سے ہار لے کر بغور دیکھنے لگا۔ صلیب پر ارمانوسہ کا نام دیکھ کر وہ چونک اُٹھا اور اُس نے عمرو بن العاص کی طرف متوجہ ہو کر کہا "اگر آپ اجازت دیں تو میں قیدی سے کچھ معلوم کرنے کی کوشش کروں؟"

عمرو بن العاص نے جواب دیا "ضرور!"

زیاد عمرو بن العاص کے خیمے سے نکل کر ارکادیوس کے پاس چلا گیا اور اُس کے قریب بیٹھ کر بولا "میں تم سے ایک ضروری بات پوچھنا چاہتا ہوں"

"وہ کیا؟" ارکادیوس نے زیاد کو استجابیہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

زیاد نے ارکادیوس کے سامنے ہار رکھتے ہوئے کہا "یہ تم نے کہاں سے لیا ہے؟"

"راستے میں سے" ارکادیوس نے پریشان ہو کر جواب دیا۔

زیاد نے ارکادیوس کو طنزیہ مسکراہٹ سے دیکھتے ہوئے سوال کیا "تمہارا نام؟"

"طیطوس" ارکادیوس نے جواب دیا۔

زیاد نے پوچھا "تم کس فوج کے سپاہی ہو؟"

ارکادیوس نے حیرت سے سوال کیا "آپ ہماری فوجوں سے واقف ہیں؟"

زیاد بولا "میں اسکندریہ، منف اور قسطنطنیہ کی فوجوں کے علاوہ تمہارے تمام فوجی دستوں سے بھی واقف ہوں۔ تمہارا تعلق کس فوج سے ہے؟"

"اسکندریہ کی فوج سے۔" ارکادیوس نے جواب دیا۔

زیاد نے سوال کیا۔ "تم ارکادیوس کے فوجی دستے کے سپاہی ہو؟"

اس سوال نے ارکادیوس کو چونکا دیا۔ وہ بولا۔ "معلوم ہوتا ہے آپ کچھ عرصہ ہمارے وطن میں بھی رہے ہیں؟"

زیاد نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "ارکادیوس کو جانتے ہو؟"

"اگر آپ مجھے ہار واپس کر دیں تو میں آپ کے ہر سوال کا جواب دے سکتا ہوں۔" ارکادیوس نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

زیاد بولا۔ "ہار تمہیں نہیں مل سکتا۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے مقوقس کی بیٹی ارمانوسہ کا ہار کہاں سے لیا ہے؟"

"مجھے یہ راستے میں پڑا ملا تھا۔" ارکادیوس نے جواب دیا۔

زیاد نے کہا۔ "تم ابھی کہہ رہے تھے کہ میں تمہیں ہار دے دوں، تو تم ہر بات بتا دو گے۔ اگر تمہیں یہ راستے سے ملا ہے تو اس کے ساتھ تمہاری دلچسپی کی کیا وجہ ہے؟"

ارکادیوس کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔ زیاد نے اسے خاموش دیکھ کر تند لہجے میں کہا۔ "یہ خاموشی ٹھیک نہیں۔ اس سے تمہیں نقصان پہنچے گا۔"

ارکادیوس نے زیاد سے نظریں ملاتے ہوئے کہا۔ "جواب دینے میں مجھے کوئی عذر نہیں لیکن آپ اپنے متعلق بھی تو کچھ بتائیں۔ میرا خیال ہے آپ عرب نہیں ہو سکتے، کیونکہ کوئی عرب اس قدر صاف رومی نہیں بول سکتا۔ اور یوں بھی میں آپ کی قید میں ہوں اگر آپ مجھے اپنے متعلق کچھ بتا دیں تو میں آپ کا کیا بگاڑ سکتا ہوں؟"

زیاد بولا۔ "تعارف حاصل کرنے سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ ہاں اگر تم

جھوٹ بولنے کی کوشش کروگے تو وہ تمہارے لئے سودمند ثابت نہ ہوگی۔ مَیں تمہیں پہچان چکا ہوں۔"

ارکادیوس نے حیرت سے پوچھا: "آپ نے مجھے کیا پہچان لیا ہے؟"

"تم ارکادیوس ہو، اعیرج کے بیٹے!" زیاد نے زوردار الفاظ میں کہا۔

ارکادیوس اپنی پریشانی کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔
"ارکادیوس یہاں کیسے آسکتا ہے؟"

"آ تو نہیں سکتا، لیکن آگیا ہے، اور بابل کے لوگ اسے ڈھونڈ رہے ہیں" زیاد نے جواب دیا۔

ارکادیوس نے کہا: "عرب وعدے کے پکے ہوتے ہیں، اگر آپ مجھ سے ایک وعدہ کریں تو مَیں بلاکم و کاست آپ کے ہر سوال کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔"

زیاد نے کہا: "مَیں سالارِ لشکر کے مشورے کے بغیر کوئی وعدہ نہیں کر سکتا۔"

ارکادیوس نے جواب دیا: "مَیں آپ سے کوئی ایسا وعدہ نہیں لینا چاہتا جو آپ کے مقاصد کے خلاف ہو۔"

زیاد بولا: "— لیکن یہ یاد رہے کہ مَیں آپ کو موت سے نہیں بچا سکتا۔"

ارکادیوس نے خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا: "آپ مطمئن رہیں مَیں آپ سے زندگی کی بھیک نہیں مانگوں گا۔ آپ کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے، کہ آپ رومی لشکر میں بے تکلفی سے جا سکتے ہیں۔ جب عرب مجھے قتل کردیں، تو آپ یہ ہار لے کر شہزادی ارمانوسہ کے پاس چلے جائیں، اور اُسے ہار دے کر میری موت سے آگاہ کردیں۔"

زیاد ارکادیوس کی بات سُن کر حیران رہ گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ رومیوں اور قبطیوں کے

درمیان شدید مخاصمت ہے اور ارکادیوس بن اعیرج اور مقوقس کی بیٹی ارمانوسہ کا آپس میں کیا تعلق ہو سکتا ہے ۔۔۔ ؟ اُس نے حقیقتِ حال معلوم کرنے کے لئے سوال کیا۔

" ارمانوسہ سے تمہارا کیا تعلق ہے ؟"

ارکادیوس نے جواب دیا ۔۔۔" مَیں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا ۔ اگر آپ میری بات ماننے کے لئے تیار ہیں تو بہتر۔ ورنہ مَیں آپ کو مجبور نہیں کروں گا۔"

زیاد نے کہا۔" بخدا مَیں ارمانوسہ کے پاس جانے کے لئے تیار ہوں ، لیکن میرے استفسار کا یہ مطلب ہے کہ شاید میں تمہارے متعلق کچھ جاننے کے بعد تمہیں موت سے بچانے میں کامیاب ہو سکوں ۔"

ارکادیوس بولا ۔" ابھی آپ نے کہا تھا کہ آپ مجھے موت سے نہیں بچا سکتے۔ اور ابھی آپ مجھے زندگی کا لالچ دے رہے ہیں ۔۔۔ ؟ یہ کیا بات ہے ؟"

زیاد نے کہا ۔" تم راز چھپانا چاہتے ہو یا زندہ رہنا چاہتے ہو ؟ بتاؤ کون سی بات پسند ہے ؟"

"مَیں راز چھپانا ضروری سمجھتا ہوں ۔" ارکادیوس نے جواب دیا۔

زیاد نے ارکادیوس کے چہرے پر نگاہیں گاڑتے ہوئے کہا ۔" صحیح بات بتا دو ، اور مجھے دشمن نہ سمجھو ! اس سے تمہیں فائدہ پہنچے گا ۔"

ارکادیوس نے قدرے خاموش رہنے کے بعد جواب دیا ۔" شاید آپ کا خیال ہے کہ مجھے ارمانوسہ کی ذات سے کوئی دلچسپی ہے ؟"

زیاد بولا ۔" اگر ہو بھی تو مجھ سے چھپانے کی ضرورت نہیں ۔ مَیں آپ کو بدنام کرنے کی کوشش نہیں کروں گا ۔ مَیں ایک عرب ہوں اور عربوں کا وعدہ جھوٹا نہیں ہوتا ۔"

ارکادیس نے کہا: "لیکن میں آپ کا پورا تعارف چاہتا ہوں۔"

زیاد بولا: "میں عرب لشکر کا آدمی نہیں — میرا خیال ہے کہ اس جواب کے بعد تمہیں مطمئن ہو جانا چاہئے۔"

ارکادیوس سوچنے لگا کہ یہ شخص مقوقس کا جاسوس نہ ہو۔ پھر وہ اُسے ارمانوسہ کا جاسوس سمجھنے لگا۔ اس نے تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد کہا: "اگر واقعی آپ کو مجھ سے ہمدردی ہے تو میں اعتراف کرتا ہوں کہ مجھے ارمانوسہ سے قلبی لگاؤ ہے۔ اور یہ ہار اُسی نے مجھے نشانی کے طور پر دیا تھا۔"

"اچھا اب تو اپنے متعلق کچھ بتا دیجئے۔" ارکادیوس نے ملتجی انداز میں کہا۔

زیاد نے جواب دیا: "میں عرب ہونے کے باوجود عربوں کا آدمی نہیں بلکہ شہزادی ارمانوسہ کا خادم ہوں۔ عمرو بن العاص سے مل کر میں تمہاری رہائی کی کوشش کروں گا۔"

زیاد، ارکادیوس کے قریب سے اُٹھ کر عمرو بن العاص کے خیمے میں چلا گیا۔ اس وقت عمرو بن العاص بلبیس پر حملہ کرنے کے لئے تیار کھڑا تھا۔ اور لشکر میں النفیر النفیر کا شور مچا ہوا تھا۔ ——

عرب بلبیس میں

(۱)

بلبیس کی فوج عربوں کا حملہ ناکام بنانے کے لئے شہر پناہ کے مورچے سنبھال چکی تھی اور بلبیس کا حاکم فوج کی کمان کر رہا تھا۔ جب رومیوں نے عربوں کے مقابلے کے لئے ہتھیار سنبھالے تو پادریوں نے صندل، عود اور لوبان جلا کر انجیل کی تلاوت شروع کر دی ——

عربوں کا لشکر صف بندی کر کے بلبیس کی طرف پیش قدمی کرنے لگا۔ لشکر کے آگے عمرو بن العاص کا گھوڑا تھا اور گھوڑے کے آگے حجازی پرچم لہرا رہا تھا —— عربی لشکر شہر پناہ کے قریب پہنچ کر رک گیا، اور ایک سوار نے آگے بڑھ کر مبارز طلب کیا لیکن اس کے مسلسل آوازیں دینے کے باوجود کوئی شخص مقابلے کے لئے نہ نکلا۔ اس نے تھوڑی

دیر انتظار کرنے کے بعد عمرو بن العاص کے پاس آکر کہا: "کوئی رومی جواب نہیں دیتا۔"

عمرو بن العاص نے کہا: "ممکن ہے یہ لوگ کمک پہنچنے کا انتظار کر رہے ہوں ہمیں فوراً حملہ کر دینا چاہیے۔"

عمرو بن العاص کا اشارہ پاتے ہی عربوں نے بلبیس پر حملہ شروع کر دیا۔

جب مسلمان شہر پناہ کے دروازے توڑ کر بلبیس میں داخل ہو رہے تھے تو ارمانوسہ اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی تھی۔ بربارہ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "عرب ہمارے آقا سے حسنِ سلوک کا وعدہ کر چکے ہیں، اسی لئے رومی فوج کے بھاگنے کے باوجود قبطی فوج مطمئن کھڑی ہے۔ قبطیوں کو عربوں پر کامل اعتماد ہے۔"

بربارہ کے تسلی دینے کے باوجود ارمانوسہ کی پریشانی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اس نے کنیزوں سے کہا: "محل کے دروازے بند کر دو۔"

اسی دوران میں ایک شخص محل کے دروازے پر آگیا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا لیکن اسے کسی نے آواز نہ دی۔ ارمانوسہ اور اس کی کنیزیں محل کے اندر سہمی بیٹھی تھیں۔۔۔ اس نے دوبارہ زور سے دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے بلند آواز میں کہا: "میں قاصد ہوں۔ عربوں کے امیر نے مجھے شہزادی کے پاس بھیجا ہے۔"

بربارہ نے کھڑکی کے قریب آکر جھانکا تو قاصد نے کہا: "میں شہزادی کے پاس ایک ضروری پیغام لایا ہوں۔"

قاصد عربی لباس میں ملبوس تھا اور قبطی میں باتیں کر رہا تھا۔ بربارہ اسے دیکھ کر سہم گئی لیکن قاصد نے اپنی جیب سے ہار نکال کر بربارہ کے سامنے پیش کر دیا۔ بربارہ ہار دیکھ کر کانپتی ہوئی ارمانوسہ کے پاس گئی۔ اس نے ہار کا ذکر کیا تو ارمانوسہ لرزتی ہوئی

آواز میں بولی ۔" اُسے اندر لے آؤ۔"

قاصد نے محل کے اندر پہنچ کر ارمانوسہ کو سلام کیا۔ ارمانوسہ قاصد کو دیکھتے ہی سمجھ گئی کہ یہ وہی شخص ہے جو مرقس کے ساتھ آیا تھا اور پھر مرقس کے ہمراہ ماریہ کو ڈھونڈنے کے لئے چلا گیا تھا۔

زیاد نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔" مجھے عربوں کے سالار نے بھیجا ہے۔ اُس نے کہا ہے کہ آپ کوئی فکر نہ کریں، آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہو گی ـــــ بلکہ آپ جس شخص کو پناہ دیں گی، عربوں پر اُس کی حفاظت فرض ہو گی۔"

ارمانوسہ کرسی سے اُٹھ کر زیاد کے قریب آگئی۔ اُس نے زیاد سے ہار لیتے ہوئے سوال کیا۔" یہ آپ نے کہاں سے لیا ہے؟"

زیاد نے جواب دیا۔" گھبرانے کی کوئی بات نہیں، ارکادیوس نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔ وہ خیریت سے ہے۔"

ارمانوسہ نے زیاد کو حیرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔" وہ اس وقت کہاں ہے؟"

زیاد آہستہ سے بولا۔" عربوں کی قید میں۔"

زیاد کے الفاظ ارمانوسہ پر بجلی بن کر گرے۔ اس کا دماغ چکرانے لگا اور کائنات اس کی نگاہوں میں تاریک ہو گئی۔ بربارہ نے آگے بڑھ کر کچھ معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن زیاد نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔" آپ مطمئن رہیں۔ میں اُسے چھڑا لوں گا۔"

زیاد نے اپنی جیب سے ایک کپڑا نکال کر کہا۔" یہ عربوں کا پرچم ہے، اسے محل پر لٹکا دو۔ پرچم دیکھ کر سپاہی سمجھ جائیں گے کہ یہ محل عربوں کی امان میں ہے۔"

بربارہ چند کنیزوں کے ساتھ محل کے اوپر عربی پرچم لٹکانے کے لئے چلی

گئی۔ اور زیاد نے ارمانوسہ کو ارکادیوس کی قید کا واقعہ سُنانا شروع کر دیا۔ ارمانوسہ نے پوچھا۔" وہ ابھی تک قید میں ہے؟"

زیاد نے اثبات میں جواب دیا تو ارمانوسہ لرزتی ہوئی آواز میں بولی۔" عرب اسے کوئی تکلیف نہ پہنچائیں؟"

زیاد نے کہا۔" نہیں ہرگز نہیں، عربوں کو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ ارکادیوس بن اعیرج ہے"۔

زیاد مضطربانہ اُٹھتے ہوئے بولا۔" اب مَیں اجازت چاہتا ہوں۔ انشاء اللہ ارکادیوس کی خیریت معلوم کرنے کے بعد جلد آؤں گا۔"

زیاد کے جانے کے بعد ارمانوسہ سخت مضطرب تھی اور بار بار اسے تسلی دینے کی کوشش کر رہی تھی۔

زیاد عربوں کے پڑاؤ میں پہنچا اور تیز تیز قدم اُٹھاتا ہوا اس خیمے کی طرف بڑھا جہاں عربوں نے ارکادیوس کو قید کر رکھا تھا۔ زیاد اس فرصت میں ارکادیوس سے مل کر بہت سی باتیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جب وہ اُس کے خیمے میں پہنچا تو اُسے ارکادیوس نہ ملا اور جگہ جگہ اسے خون کے نشانات نظر آئے —— زیاد کو یقین ہو گیا کہ عربوں نے بلبیس پر حملہ کرنے سے پہلے اُسے قتل کر دیا ہے۔ وہ ارکادیوس کی لاش تلاش کرنے لگا۔ لیکن اسے لاش نہ ملی۔ وہ پریشانی کے عالم میں سوچنے لگا:" میں ارمانوسہ کے پاس جا کر کیا جواب دوں گا؟ کیا وہ ارکادیوس کی موت کا صدمہ برداشت کر لے گی؟"

(۲)

رات کے وقت اعیرج اپنے بستر پر پڑا المقوقس کی سازش پر غور کر رہا تھا۔ وہ

مقوقس کو عبرتناک سزا دینا چاہتا تھا، لیکن ہنگامی مصلحتیں اس کی راہ میں حائل تھیں۔

اگلے دن اعیرج کو بلبیس کی طرف عربوں کی پیش قدمی کی خبر مل گئی، اور وہ سمجھ گیا کہ عربوں کو یہاں آنے میں دیر نہیں لگے گی۔ اس نے ارکادیوس کو مشورے کے لئے بُلا بھیجا، لیکن تھوڑی دیر بعد قاصد نے آکر اطلاع دی کہ ارکادیوس رات سے غائب ہے —— یہ سُن کر اعیرج کے اوسان خطا ہو گئے اور وہ سوچنے لگا کہ ارکادیوس مورچہ چھوڑ کر کہاں جا سکتا ہے؟"

اعیرج نے ایک فوجی افسر بھیج کر مقوقس کو اپنے کمرے میں بُلایا اور اسے بغور دیکھنے کے بعد سوال کیا "ارکادیوس رات سے گم ہے۔ آپ کو معلوم ہے وہ کہاں ہے؟"

"مجھے معلوم نہیں" —— مقوقس نے جواب دیا۔

مقوقس پھر بولا "سپاہیوں کو ارکادیوس کے گم ہونے کا پتہ نہیں چلنا چاہیئے، ورنہ فوج میں بددلی پھیل جائے گی۔"

مقوقس اور اعیرج، ارکادیوس کے گم ہونے سے بہت پریشان تھے۔ چنانچہ انہوں نے باہمی مشورے سے ارکادیوس کی تلاش کے لئے چاروں طرف آدمی بھیج دیئے۔ اعیرج کو یہ خیال پریشان کر رہا تھا کہ ارکادیوس کو کوئی حادثہ نہ پیش آ گیا ہو۔ سپاہی ارکادیوس کو تلاش کرنے کے بعد ناکام لوٹ آئے تو اعیرج بدحواس ہو گیا۔ جنگی انتظامات سے اسے کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی۔ اسے یقین ہو چکا تھا کہ مقوقس نے اس کے بیٹے کو قتل کرا دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ مقوقس کو حراست میں لینے سے پہلے ایک دفعہ پھر ارکادیوس کو تلاش کرا لینا ضروری سمجھتا تھا۔ چنانچہ اس نے چند اور فوجی دستے ارکادیوس کی تلاش کے لئے روانہ کر دیئے۔

(۳)

مرقس بلبیس سے تھوڑی دور بستی کے باغ کی دیواروں کے سائے میں کھڑا ارکادیوس کا انتظار کر رہا تھا۔ ارکادیوس کا لباس اس کے بدن پر تھا۔ ارکادیوس کی تلوار اور گھوڑا ابھی اسی کے پاس تھا — ارکادیوس کو تلاش کرنے والے سپاہی بلبیس کے قریب پہنچے تو اچانک انہیں مرقس نظر آیا۔ انہوں نے ارکادیوس کا گھوڑا، تلوار اور لباس دیکھ کر اسے گرفتار کر لیا اور اسے بابل کے قلعے میں اعیرج کے پاس لے آئے۔ مرقس کے بدن پر ارکادیوس کا لباس دیکھ کر اعیرج آگ بگولہ ہو گیا۔ اس نے درد میں ڈوبی ہوئی آواز سے سوال کیا "میرا بیٹا کہاں ہے؟"

"مجھے معلوم نہیں" مرقس نے جواب دیا۔

اعیرج نے غضب ناک ہو کر پوچھا "یہ چیزیں تُو نے کہاں سے لی ہیں؟"

"یہ مجھے بلبیس کے قریب جنگل سے ملی تھیں" مرقس نے آہستہ سے جواب دیا۔

اچانک اعیرج کو ارکادیوس کی تلوار پر خون کے دھبے نظر آئے اور اسے یقین ہو گیا کہ مرقس نے ارکادیوس کو قتل کر دیا ہے — یہ خون ماریہ کو لے جانے والے اُن غنڈوں کا تھا جنہیں ارکادیوس نے رات کے وقت قتل کر دیا تھا۔

اعیرج نے مرقس کے متعلق فوجی افسروں کی رائے دریافت کی چنانچہ انہوں نے بتایا کہ یہ شخص مقوقس کے بیٹے ارسطولیس کا خاص دوست ہے۔ اعیرج سمجھا کہ مقوقس نے اس سپاہی کے ذریعے میرے بیٹے کو قتل کرا دیا ہے۔ اس نے مقوقس کو اپنے کمرے میں بلایا اور تند لہجے میں کہا "میرے بیٹے کے قاتل تم ہو۔ جانتے

جو میرے بیٹے کا خون بہا گیا ہے ؟ ساری قبطی قوم کا خون ہے!"

مقوقس نے نرمی سے جواب دیا " سالارِ اعظم آپ مجھے اس سپاہی سے کچھ معلوم تو کرنے دیں ؟"

اعیرج غصے سے کانپتے ہوئے بولا " اب تم نہیں بھاگ سکتے ہیں تم سے اپنے بیٹے کے خون کا انتقام لوں گا۔"

پھر اعیرج فوجی افسروں کی طرف متوجہ ہو کر بولا " مقوقس اور اس کے بیٹے کو حراست میں لے لو! یہ بھاگ نہ جائیں!"

مقوقس نرم لہجے میں بولا " آپ بلاوجہ پریشان ہو رہے ہیں۔ ارکادیوس خدا کے فضل سے بخیریت ہو گا اور اگر ہمارا جرم ثابت ہو گیا تو آپ ہمیں عبرت ناک سزا دے سکتے ہیں۔ لیکن آپ مجھے اس سپاہی سے کچھ معلوم تو کرنے دیں ؟"

مقوقس، اعیرج کے جواب کا انتظار کیے بغیر مرقس اور اپنے بیٹے کو لے کر اعیرج کے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر اس نے دروازہ بند کر لیا اور مرقس سے ارکادیوس کے متعلق استفسار کیا، لیکن مرقس نے کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا ــــ بالآخر مقوقس غضب ناک ہو کر بولا ــــ " یاد رکھو! میں تمہیں بہت بری سزا دوں گا۔ تمہیں ارکادیوس کے متعلق بتانا ہو گا۔"

مرقس پر مقوقس کے غصے کا کوئی اثر نہ ہوا۔ چنانچہ ارسطولیس نے مرقس کا شانہ جھنجھوڑتے ہوئے کہا " بولتا کیوں نہیں، کیا زبان گنگ ہو گئی ہے ؟"

مرقس پورے عزم سے ارکادیوس کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا ــــ پھر مقوقس دردناک لہجے میں بولا " مرقس، تمہاری خاموشی پوری قبطی قوم کو لے ڈوبے گی۔ اگر

تم خاموش رہے تو اعیرج قبطیوں کو قتل کر دے گا اور پھر تم بھی نہ بچ سکو گے۔ ارکاویس کو اگر تم نے قتل کیا ہے تو مجھے بتا دو۔ اس طرح قبطی قوم قتل ہونے سے بچ جائے گی اور میں تمہیں بھی بچانے کی کوشش کروں گا۔"

مرقس نے ایک ثانیہ خاموش رہنے کے بعد کہا: "ارکاویس کے متعلق مجھے کچھ معلوم نہیں۔ لیکن میں اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ زندہ ہے۔"

مقوقس بولا: "تم اس کے زندہ ہونے کی شہادت کیسے دے سکتے ہو؟ حالانکہ اس کا گھوڑا، تلوار اور کپڑے تم سے برآمد ہوئے ہیں۔"

مرقس نے جواب دیا: "میں ان چیزوں کے متعلق کچھ نہیں بتا سکتا۔ لیکن یہ ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ وہ زندہ ہے!"

مقوقس نے مرقس کے چہرے کو بغور دیکھنے کے بعد پھر پوچھا: "تمہیں یقین ہے کہ وہ زندہ ہے؟"

مرقس نے جواب دیا: "میں اس کی زندگی کی ضمانت دیتا ہوں۔ لیکن اس کی چیزوں کے متعلق آپ مجھ سے کوئی استفسار نہ کریں۔ اس سلسلے میں میں کچھ نہیں کہہ سکوں گا!"

مقوقس نے پریشان ہو کر کہا: "ایک طرف تم اس کی زندگی کا یقین دلا رہے ہو اور دوسری طرف اس کی چیزوں سے لاعلمی کا اظہار کر رہے ہو، یہ کیا مذاق ہے؟"

مرقس نے جواب دیا: "میں اپنے آقا سے کہہ چکا ہوں کہ آپ ان چیزوں کے متعلق کوئی استفسار نہ کریں۔ ان کے متعلق میری زبان سے ایک لفظ تک نہیں نکلے گا!"

مقوقس نے دربان کو آواز دے کر کہا: "سپاہیوں سے کہو اسے گرفتار کر لیں!"

تھوڑی دیر بعد چند سپاہی آئے اور مرقس کو گرفتار کر کے لے گئے ۔۔۔ پھر مقوقس ارسطولیس کی طرف متوجہ ہو کر بولا ۔" مرقس کی باتوں سے تم کیا سمجھے ہو ؟"

ارسطولیس نے جواب دیا ۔" یہ کوئی ایسی بات معلوم ہوتی ہے جسے مرقس چھپانے کی کوشش کر رہا ہے ۔ معاملے کی تہ تک پہنچنے کے لئے اسے قتل نہیں کرنا چاہئے ۔ ہو سکتا ہے کہ آگے چل کر ہمیں اس کی ضرورت محسوس ہو ۔ اعیرج سے کہہ دینا چاہئے کہ ہم ارکادیوس کی زندگی کے ذمہ دار ہیں ؟"

اسی دوران میں ایک سپاہی نے کمرے میں داخل ہو کر کہا ۔" آپ کو سالارِ اعظم بُلا رہے ہیں ۔"

مقوقس ، ارسطولیس کو ساتھ لے کر اعیرج کے کمرے میں آ گیا ۔ اعیرج نے مقوقس کو دیکھ کر ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔" تم بڑے مطمئن پھر رہے ہو ؟ تمہیں معلوم نہیں کہ تم میرے بیٹے کے قاتل ہو ؟"

پھر اس نے انتہائی غضب کی حالت میں میز پر مُکّہ مارتے ہوئے کہا ۔" میں تم سے انتقام لوں گا ۔"

" سالارِ اعظم ! میں ارکادیوس کی زندگی کا ذمہ دار ہوں ۔ مرقس سے باتیں کرنے کے بعد میں بالکل مطمئن ہو چکا ہوں کہ ارکادیوس بخیریت ہے لیکن اس کی تلاش کے لئے کچھ وقت چاہئے ۔" مقوقس ملتجی آواز میں بولا ۔

اعیرج نے بگڑ کر کہا ۔" تم قلعے سے باہر نہیں جا سکتے ہیں ۔ تمہیں بھاگنے نہیں دوں گا ۔"

اعیرج فوجی افسروں کو مقوقس اور اس کے بیٹے کی کڑی نگرانی کی ہدایت کر کے کمرے سے باہر نکل گیا ۔ اور مقوقس پریشانی کے عالم میں کچھ سوچنے لگا ۔۔۔

مرقس قید میں بہت پریشان تھا۔ مقوقس، ارسطولیس، ارمانوسہ اور پوری قبطی قوم کے انجام کے تصور نے اس کی زندگی حرام کر دی تھی۔ وہ ان پریشانیوں میں گھر کر سوچنے لگا کہ مجھے ارکادوس اور ارمانوسہ کے باہمی تعلقات سے مقوقس کو آگاہ کر دینا چاہیے۔ پھر اسے خیال آیا کہ ارمانوسہ اور ارکادوس کی آبرو قبطی قوم کے خون سے زیادہ قیمتی ہے۔ اگر میں نے ان دونوں کا راز فاش کر دیا تو وہ غیرت سے خودکشی کر لیں گے۔ ان کے بعد میری اور ماریہ کی زندگی میں کیا رہ جائے گا ــــــ ؟

پھر وہ سوچنے لگا کہ اگر میں نے ارکادوس اور ارمانوسہ کو بچانے کی کوشش کی، تو اعیرج پوری قبطی قوم کو نیست و نابود کر دے گا۔ قبطیوں کی موت کے ساتھ ارمانوسہ کی ہلاکت بھی لازمی ہے۔ کیا اس کی ہلاکت کے بعد ارکادوس زندہ رہ سکے گا ــــــ ؟

اسی دوران میں ارسطولیس قیدخانہ میں آ گیا اور مُنہ بسورتے ہوئے بولا "مرقس! ہم کس مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں؟ تم ہمیں کس جرم کی سزا دے رہے ہو؟ ہم نے تم سے کوئی برائی تو نہیں کی تھی!"

اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ اس کے آنسوؤں میں دل ہلا دینے والی فریاد تھی۔ اس نے آنسو ضبط کرنے کی کوشش کرتے ہوئے درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔ "تم کچھ نہیں بتاتے اور اعیرج کا غصہ بڑھتا جا رہا ہے۔ وہ پوری قبطی قوم کو قتل کر دینے پر تُل گیا ہے۔ قبطیوں کا صفایا کرا کے تم خوش ہو جاؤ گے؟"

مرقس قدرے تذبذب کے بعد بولا "اگر وہ رات کو قلعہ سے نکل گیا ہے تو اس میں آپ کا کیا قصور ہے؟"

"لیکن ہمارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ اپنی مرضی سے گیا ہے؟"

"اگر مَیں اس کے ہاتھ کی تحریر لا دوں تو . . . . ؟"

"یہ تحریر مفید ہو سکتی ہے۔ لیکن تم یہ تحریر لاؤ گے کہاں سے؟"

"اس سوال کی ضرورت نہیں۔ مَیں یہ تحریر لا سکتا ہوں۔ بشرطیکہ آپ میری رہائی کا بندوبست کریں۔"

ارسطولیس نے کچھ سوچ کر کہا "میں اباجان سے مشورہ کرتا ہوں۔"

مقوقس اپنے کمرے میں بیٹھا انتہائی کرب کے عالم میں اپنے انجام کی ہولناکیوں پر غور کر رہا تھا۔۔۔ ارسطولیس اس کے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے مضطربانہ اُٹھ کر پُوچھا "کچھ معلوم ہوا ہے؟"

ارسطولیس نے جواب دیا "وہ کہتا ہے۔ اگر آپ مجھے قید سے نکال دیں، تو میں ارکادیوس کے ہاتھ کی تحریر لا سکتا ہوں۔"

مقوقس نے پریشان ہو کر کہا "یہ شخص ہمارے لیے نئی نئی الجھنیں پیدا کر رہا ہے۔ اگر یہ بھاگ گیا تو ہم کیا کریں گے؟"

ارسطولیس بولا "یہ ایسا نہیں۔ مَیں اسے مدّت سے جانتا ہوں، اس کی باتوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسے ہماری پریشانی کا شدید احساس ہے۔ یوں بھی اگر ہم نے اسے قید میں رکھا تو ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ اعیرج بہرحال ہمیں قتل کر دے گا۔"

مقوقس چند ثانیے کچھ سوچنے کے بعد کرسی سے اُٹھ کر کھڑا ہوا اور ارسطولیس کو ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے بولا "آؤ، اعیرج سے مشورہ کریں۔"

مقوقس نے اعیرج کے کمرے میں داخل ہو کر اسے صورتِ حال سے آگاہ کیا اور کہا "اس شخص کو ارکادیوس کی تحریر لانے کے لئے موقع دینا چاہیئے۔"

اعیرج نے بگڑ کر کہا: "میں اپنے بیٹے کے قاتل کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟"

مقوقس شاہ اعظم کے تخت و تاج کی قسم کھا کر بولا: "یہ شخص قاتل نہیں بلکہ ارکادیوس کا مخلص خادم ہے۔ اس کو چھوڑنا یقیناً ہمارے لئے بہتر ثابت ہوگا۔"

اعیرج نے مقوقس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے سوال کیا۔ "اگر یہ بھاگ گیا تو ......؟"

ارسطولیس نے زوردار انداز میں جواب دیا "سالارِ اعظم! اس کے ہم ذمہ دار ہونگے۔"

(۴)

زیاد، ارکادیوس کو تلاش کرنے کے بعد مایوس ہو چکا تھا۔ وہ عربوں کے پڑاؤ سے نکل کر حاکم بلبیس کے محل کی طرف روانہ ہو گیا اور ارمانوسہ کے کمرے میں پہنچ کر مغموم لہجہ میں بولا: "عربوں نے ارکادیوس کو قتل کر دیا ہے۔"

زیاد کے الفاظ سن کر ارمانوسہ سکتے میں آ گئی۔ وہ اپنی پھٹی پھٹی نگاہوں سے زیاد کی طرف دیکھ رہی تھی، لیکن اس میں بات کرنے کی سکت نہ تھی۔ اسے اپنی تمام عمر پر دھوکا ہو رہا تھا۔ اسی دوران میں کسی کے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی۔ بربارہ دروازے پر پہنچی تو اسے ارکادیوس انتہائی بری حالت میں کھڑا نظر آیا۔ اس کے کپڑے خون آلودہ تھے۔

ارکادیوس نے بربارہ سے سوال کیا: "ارمانوسہ کہاں ہے؟"

بربارہ نے ارکادیوس کو کرب انگیز انداز سے دیکھتے ہوئے جواب دیا: "اندر!"

ارکادیوس تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ارمانوسہ کے کمرے میں داخل ہو گیا۔ ارمانوسہ اسے دیکھ کر حیران رہ گئی۔ وہ چند ثانیے حیرت کے عالم میں اس کی طرف دیکھتی رہی

اور پھر آہستہ سے اُٹھی اور ارکادیوس کے شانے پر اپنا لرزتا ہوا ہاتھ رکھ کر بولی:
"ارکادیوس!"

ارکادیوس نے کہا "یہاں سے جانے کے بعد مجھے عربوں نے گرفتار کر لیا تھا۔ ڈوبلیس پر حملہ کرنے کے لئے آئے تو مجھے اس احساس نے پریشان کر دیا کہ میں آپ کے قریب ہونے کے باوجود آپ کی مدد نہیں کر سکتا۔ عربوں نے مجھے اون کی رسیوں سے باندھ رکھا تھا۔ سخت جدوجہد کرنے کے بعد میں نے اپنے ہاتھ آزاد کر لئے اور اس کے بعد پاؤں کی رسیاں کھول کر بھاگ نکلا۔ رسیاں توڑنے کی کوشش میں میری کلائیاں بُری طرح زخمی ہو گئی ہیں۔"

ارمانوسہ، ارکادیوس کی کلائیوں کے زخم دیکھ کر تڑپ گئی۔ اس نے اپنے دوپٹے کے پلّو سے زخم صاف کرنے شروع کر دیئے۔ بربارہ گرم پانی لے آئی، اور ارمانوسہ نے ارکادیوس کے زخم دھو کر اسے نیا لباس پہنا دیا۔ پھر دونوں محل کی چھت پر کھڑے ہو کر عربوں کو دیکھنے لگے۔

عرب بلبیس میں امن و امان قائم کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ ارکادیوس انہیں دیکھ کر مضطربانہ انداز میں بولا "میں ان بدوؤں کو اپنے وطن میں نہیں دیکھ سکتا۔ مجھے جانے دو۔ میں ابھی انہیں فتح کا مزہ چکھا دوں گا۔"

ارمانوسہ ارکادیوس کو ہاتھ سے روکتے ہوئے بولی "خدا کے لئے ایسی باتیں نہ کیجئے۔ اس وقت آپ تنہا کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ بابل کے قلعہ پر حملہ کرنے والے ہیں۔ وہاں انہیں آپ کی قوت کا اندازہ ہو جائے گا۔"

ارمانوسہ کے مشورے سے ارکادیوس کے جذبات میں کسی قدر اعتدال پیدا ہو گیا

اور وہ کچھ سوچ کر پھر بولا "مرقس کا کچھ پتہ ہے ؟"

ارمانوسہ پریشانی سے بولی "خدا خیر کرے۔ اس کا کوئی پتہ نہیں چلا۔"

ارمانوسہ نے پوچھا "آپ قلعے میں پہنچنے کے لئے بہت بیتاب تھے۔ عربوں نے آپ کو کیسے گرفتار کر لیا ؟"

"میں مرقس کو اپنا گھوڑا اور تلوار دے کر ایک جگہ ٹھہرا آیا تھا۔ اگر میری تلوار یا گھوڑا میرے پاس ہوتا تو عرب مجھے گرفتار نہیں کر سکتے تھے۔ میں اس جگہ پہنچ کر مرقس کو ڈھونڈ رہا تھا کہ عربوں نے مجھے گرفتار کر لیا۔ اب مجھے یہ فکر ہے کہ اگر ہمارے سپاہیوں نے مرقس کو میرے لباس میں دیکھ لیا، تو وہ اسے پکڑ کر بابل لے جائیں گے اور میری چیزیں دیکھ کر میرے والد اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

ارمانوسہ نے اندوہناک لہجے میں کہا "اگر مرقس قتل ہو گیا تو یہ بڑا دل خراش حادثہ ہوگا۔ اس غریب نے ہماری بڑی خدمت کی ہے۔ ماریہ کہے گی کہ اس کا منگیتر ہماری محبت کی بھینٹ چڑھ گیا ہے۔"

ارکادیوس بولا "اگر میں جلد قلعے میں پہنچ جاؤں تو وہ بچ سکتا ہے۔ عربوں کے آنے سے جو صورتِ حال پیدا ہو گئی ہے اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مجھے جلد بابل پہنچ جانا چاہیے۔"

ارمانوسہ نے کہا "آج نہ جائیے، میں آپ کو کل ضرور بھیج دوں گی۔"

ارمانوسہ کے اصرار پر ارکادیوس نے سفر کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اس نے دن کا باقی حصہ اور رات ارمانوسہ کے پاس گزاری۔ اگلی صبح وہ بابل جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ اسی دوران میں چند عرب ایک نوجوان کو پکڑ لائے۔ انہوں نے بربارہ سے کہا "ہم نے اسے

مشکوک حالت میں گرفتار کیا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ مَیں شہزادی ارمانوسہ کا خادم ہوں۔"

بربارہ نے آگے بڑھ کر مرقس کو دیکھنے کے بعد کہا "ہاں، یہ ہمارا آدمی ہے!"

بربارہ، مرقس کو محل کے اس کمرے میں لے گئی جہاں ارمانوسہ اور ارکادیوس بیٹھے تھے۔ مرقس تعظیم بجالانے کے بعد ارمانوسہ کی طرف متوجّہ ہو کر بولا۔ "سالارِ اعظم نے آپ کے بھائی اور والد کو گرفتار کر لیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ارکادیوس کو انہوں نے قتل کرایا ہے۔"

ارمانوسہ کے لئے یہ خبر بڑی پریشان کُن تھی۔ ارکادیوس نے اس کی پریشانی کا اندازہ لگاتے ہوئے کہا "گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ مَیں ابھی بابل پہنچ کر انہیں چھڑا لیتا ہوں۔"

مرقس نے ارکادیوس سے کہا "مَیں سالارِ اعظم سے یہ کہہ کر آیا ہوں کہ مَیں آپ کو ارکادیوس کے ہاتھ کی تحریر لا دیتا ہوں۔ آپ سالارِ اعظم کو ایک خط لکھ دیں اور شہزادی سے اپنی انگوٹھی لے کر مُہر لگا دیں۔ خط لے کر مَیں چلا جاتا ہوں، اور آپ اطمینان سے آجائیں۔ وَیسے بھی اس وقت آپ کا باہر نکلنا مناسب نہیں۔"

ارکادیوس نے قدرے تأمّل کے بعد اِس مضمون کا خط لکھ کر مرقس کے حوالے کر دیا۔

"ابّا جان! معذرت خواہ ہوں کہ میری وجہ سے آپ کو تکلیف ہوئی۔ اپنے غائب ہونے کی وجہ مَیں زبانی عرض کروں گا۔ عربوں نے مجھے گرفتار کر لیا تھا لیکن مَیں ان کی قَید سے رہائی حاصل کر چکا ہوں —— قید کے زمانے میں مجھے عربوں کا بہت قریب سے مطالعہ کرنے کا اتفاق ہُوا ہے۔ اور مَیں سمجھتا ہوں کہ مقابلے کے وقت یہ مطالعہ ہمارے لئے بہت مفید ثابت ہوگا —— جب مَیں عربوں کی قَید سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا تو میری کلائیاں زخمی ہو گئی تھیں۔ کافی خون

ٹکلنے کے باعث کچھ کمزوری ہوگئی ہے۔ ذرا طبیعت سنبھلنے پر
جلد پہنچنے کی کوشش کروں گا۔

آپ کا بیٹا ارکادیوس"

مرقس نے رخصت ہونے سے پہلے ارمانوسہ سے کہا: "مجھے امید ہے شہزادی
اپنی خادمہ ماریہ کا خیال رکھے گی۔"

ارمانوسہ نے مرقس کو حیرت سے دیکھتے ہوئے سوال کیا: "تم ماریہ سے مل کر نہیں آئے؟"
مرقس بولا: "میں اس کی خیریت معلوم کرنے کے لئے بستی کے قریب پہنچ چکا تھا،
لیکن عربوں نے مجھے پکڑ لیا۔"

ارمانوسہ، مرقس کو پریشان دیکھ کر تسلی آمیز لہجے میں بولی: "فکر نہ کرو! ماریہ کا خیال
رکھنا میرا اخلاقی فرض ہے۔"

مرقس نے کہا: "لیکن میں جانے سے پہلے ماریہ سے ملنا چاہتا ہوں۔"
ارمانوسہ نے مرقس کی بات سُن کر بربارہ کی طرف دیکھا۔ بربارہ بولی: "میرا خیال
ہے کہ عربوں کے سالار سے اجازت لے کر ماریہ اور اس کے ماں باپ کو یہاں بُلا لیا جائے
اور ہنگامی حالات تک وہ ہمارے پاس رہیں۔"

ارمانوسہ نے بربارہ کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے پوچھا: "سالارِ اسلام
کے پاس کسے بھیجا جائے؟"

بربارہ نے کہا: "زیاد کو۔"

ارمانوسہ بولی: "اچھا تو تم زیاد کو بُلا لاؤ۔"

بربارہ ارمانوسہ کے کمرے سے نکل کر زیاد کو بُلانے چلی گئی۔ اس نے زیاد کے

پاس پہنچ کر صورتِ حال کی اطلاع دی، تو وہ مرقس کے آنے کی خبر سُن کر بہت خوش ہوا۔ اور بربارہ کے ساتھ ارمانوسہ کے کمرے میں آ گیا۔ مرقس اسے دیکھ کر استقبال کے لئے آگے بڑھا۔ اس نے زیاد سے مصافحہ کیا اور زیاد نے مسکراتے ہوئے کہا "مرقس! فکر نہ کرو۔ مَیں ابھی عمرو بن العاص کے پاس جا کر ماریہ کو لانے کا بندوبست کر لیتا ہوں۔"

زیاد کے جانے کے بعد محل میں ماریہ کا انتظار ہو رہا تھا۔ اسی دَوران میں ایک خادم نے آ کر اطلاع دی کہ مسلمانوں کے امیرِ لشکر تشریف لائے ہیں۔ مَیں انہیں ملاقات کے کمرے میں ٹھہرا آیا ہوں۔ وہ شہزادی سے ملنا چاہتے ہیں۔"

ارمانوسہ نے یہ سُن کر ارکادیوس کو ایک کمرے میں چھُپا دیا، اور بربارہ کو ساتھ لے کر محل کے بڑے کمرے میں پہنچی۔ عمرو بن العاص کو سلام کرنے کے بعد وہ اس کے قریب بیٹھ گئی۔ خوف اور حیا کی وجہ سے اس کی نگاہیں جھُکی ہوئی تھیں ــــ

عمرو بن العاص گردن جھکائے خاموش بیٹھا تھا اور وردان اس کے قریب کھڑا تھا۔ وردان ایک ترجمان کی حیثیت سے عمرو بن العاص کے ساتھ آیا تھا۔ عمرو بن العاص عربی زبان میں بولا۔ "مَیں اپنی بیٹی ارمانوسہ کی خیریت معلوم کرنے کے لئے آیا ہوں۔"

ارمانوسہ نے آہستہ سے جواب دیا "مَیں آپ کی بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے ایسے نازک موقع پر میری حفاظت کا خیال رکھا ہے اور میری خاطر اپنے سپاہیوں کو محل کی طرف آنے کی اجازت نہیں دی۔"

عمرو بن العاص نے کہا "بیٹی! یہ میرا اخلاقی فرض تھا، اگر مَیں اپنی بیٹیوں کی حفاظت نہ کرتا تو قیامت کے دن مجھے رحمتِ کامل (صلے اللہ علیہ وسلّم) سے شرمسار ہونا پڑتا ــــ مَیں تمہارے والد سے وعدہ کر چکا ہوں کہ مسلمانوں کے عہدِ حکومت میں

قبطی قوم کے کسی فرد کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی اور ان کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھا جائے گا ــــ یوقنا کی سازش کے متعلق سُن کر مجھے بہت افسوس ہُوا تھا ــ اگر وہ ظالم میرے ہاتھ آجاتا تو مَیں اُسے عبرتناک سزا دیتا ۔ تم اگر یہاں رہنا چاہتی ہو تو مَیں تمام ضروری انتظامات کرا دیتا ہوں اور اگر اپنے والد کے پاس جانا چاہتی ہو، تو مَیں تمہارے سفر کا بندوبست کرا دیتا ہوں۔"

ارمانوسہ نے قدرے تامّل کے بعد کہا۔ "مَیں اَبّا جان کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ مجھے ان سے بچھڑے ہوئے کافی عرصہ گزر چکا ہے۔"

پھر عمرو بن العاص، دردان کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ "تم ان کے سفر کا انتظام کر دو۔ سفر میں انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔"

دردان بولا۔ "اب ہم اجازت چاہتے ہیں۔ آپ سفر کے لئے تیار رہیں مَیں کل صبح آجاؤں گا اور ہمارے سپاہی آپ کو بحفاظت منف پہنچا آئیں گے۔"

اس کے بعد عمرو بن العاص اور دردان محل سے باہر چلے گئے۔ ارمانوسہ نے ارکادیوس کو بند کمرے سے نکالا اور اسے مسلمانوں کے امیر کے خیالات سے آگاہ کیا۔ ارکادیوس بولا۔ "مَیں بابل کے قلعہ تک آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ بابل سے آپ منف چلی جائیں۔"

دوپہر کے وقت زیاد، ماریہ اور اس کے ماں باپ کو لے آیا۔ وہ مرقس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور مرقس نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ ہنگامی حالات میں شہزادی کے ساتھ رہیں، پھر وہ ارکادیوس کا خط لے کر جانے لگا تو ماریہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ مرقس نے ماریہ کی طرف دیکھا اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہُوا محل سے باہر نکل گیا

بابل کی طرف روانہ ہو گیا۔

(۴)

اگلے دن مرقس بابل پہنچ گیا ۔۔۔ اُس نے اعیرج کو ارکادیوس کا خط دیا، تو اسے اطمینان ہُوا ۔ اعیرج کو خط دینے کے بعد مرقس المقوقس کے پاس چلا گیا، اور اسے صورتِ حال سے آگاہ کیا ۔ مرقس پھر بولا کہ عمرو بن العاص نے ارمانوسہ سے بڑا اچھا سلوک کیا ہے اور ارمانوسہ اُس کی مدد سے کل آپ کے پاس پہنچ رہی ہے ۔

دوسرے دن مقوقس ارمانوسہ کا انتظار کرنے لگا، اعیرج، ارکادیوس کے انتظار میں تھا ۔ ارکادیوس اپنے باپ کے کمرے میں پہنچا تو اُس نے مضطربانہ اُٹھ کر ارکادیوس کو سینے سے لگا لیا اور اس کی گردن پر بوسہ دیتے ہوئے کہا ۔ "بیٹا! تم نے کیا کیا؟ کم از کم اطلاع دے کر تو جاتے ؛"

ارکادیوس نے جواب دیا، "عربوں کے متعلق متضاد خبریں مِل رہی تھیں ۔ مَیں نے سوچا کہ عربوں کے قریب پہنچ کر ان کی قوت کا اندازہ لگانا چاہیئے ۔ مجھے یقین تھا کہ اگر آپ کو معلوم ہو گیا کہ مَیں عربوں کے لشکر میں جانا چاہتا ہوں تو آپ مجھے جانے کی اجازت نہیں دیں گے ۔ خیال تھا کہ مَیں ایک رات میں لوٹ آؤں گا لیکن اتفاق کی بات ہے کہ عربوں نے مجھے گرفتار کر لیا ۔ جب وہ بلبیس پر حملہ کرنے کے لئے گئے تو مَیں ان کی قید سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ۔ بلبیس کے قریب مَیں اپنا گھوڑا، تلوار اور لباس ایک سپاہی کے حوالے کر گیا تھا ۔ میرا خیال تھا کہ اگر کسی نے مجھے فوجی لباس میں دیکھ لیا، تو اسے شک گزرے گا ۔ گرفتاری کے وقت اگر میرے پاس گھوڑا یا تلوار ہوتی تو عرب مجھے گرفتار نہیں کر سکتے تھے ؛"

"عربوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟" اعیرج نے سوال کیا۔

ارکادیوس نے جواب دیا "میں ان کی قید سے نکلنے کے بعد سیدھا یہاں آسکتا تھا لیکن میں اس خیال سے بلبیس چلا گیا کہ ان کے طرزِ جنگ کا مشاہدہ کرسکوں۔ بلبیس کی طرف کوچ کرتے وقت وہ بہت خوش نظر آرہے تھے۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں یہ معلوم ہوچکا تھا کہ بلبیس کوئی مضبوط مقام نہیں ـــ بہرحال ہماری فوج بہت کم ہے ـــ وہ بابل کا رُخ کریں گے تو انہیں ہماری قوت کا اندازہ ہوجائے گا۔"

اعیرج بولا۔ "میرا خیال ہے کہ اگر تم فوج کے سامنے ایسے خیالات کا اظہار کرو تو فوجیوں کے حوصلے بلند ہوسکتے ہیں۔ بلبیس کی شکست کی خبر سُن کر فوجی بہت افسردہ ہوچکے ہیں۔"

ارکادیوس نے جواب دیا" فوجیوں کے حوصلے بلند کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں دفاعی انتظامات بھی مکمل کرلینے چاہئیں۔ عرب بابل پر حملہ کرنے میں تاخیر سے کام نہیں لیں گے۔"

ارکادیوس اعیرج سے اجازت لے کر قلعہ میں چلا گیا۔ اس نے فوجیوں کو شہر پناہ کے مورچے سنبھال لینے کا حکم دیا ـــ اور چند دستوں کو خندق میں تیز سلاخیں گاڑنے کے لئے بھیج دیا۔

(۵)

ارمانوسہ کی کشتی بابل کے ساحل پر پہنچ چکی تھی۔ مقوقس اور ارسطولیس نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا، وہ کچھ دیر ارمانوسہ سے باتیں کرتے رہے اور پھر اسے منف کی طرف روانہ کیا ـــ ارمانوسہ کی کشتی دریائے نیل کی مچلتی ہوئی موجوں پر ہچکولے کھاتی

ہوئی منف کی طرف جا رہی تھی۔ ماریہ کی کشتی ارمانوسہ کی کشتی کے پیچھے تھی ۔ بابل سے دور ہونے کے ساتھ ساتھ ارمانوسہ کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں اور اسے محسوس ہو رہا تھا ۔ کہ وہ ارکادیوس سے ہمیشہ کے لئے دور ہوتی جا رہی ہے۔

بربارہ نے ارمانوسہ کی اضطراری حالت دیکھتے ہوئے کہا: "خدا نے تم دونوں کو موت کے منہ سے بچایا ہے، اس لئے نہیں کہ تم ناکام رہو بلکہ تمہاری کامیابیوں کے لئے"

منف میں ارمانوسہ کے آنے کی خبر پہلے سے پہنچ چکی تھی۔ اس کی کشتی ساحل پر آئی تو کنیزوں اور لونڈیوں نے رنگا رنگ کے پھولوں سے اس کا استقبال کیا، اور وہ ارمانوسہ کو اپنے جھرمٹ میں لے کر گیت گاتی ہوئی محل میں داخل ہو گئیں۔ بربارہ ارمانوسہ کو اس کے کمرے میں پہنچا کر ماریہ اور اس کے ماں باپ کی رہائش کا بندوبست کرنے کے لئے چلی گئی۔

اس کے بعد بربارہ، ارمانوسہ کے کمرے میں آئی تو ارمانوسہ پلنگ پر پڑی چھت کی طرف دیکھ رہی تھی۔ محویت کے عالم میں اسے بربارہ کے آنے کا احساس نہ ہوا۔ بربارہ تھوڑی دیر تک ارمانوسہ کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی، پھر وہ پلنگ کے قریب بیٹھ گئی اور اس نے پوچھا: "آپ کی طبیعت کیسی ہے؟"

ارمانوسہ نے بیزاری سے جواب دیا "بربارہ! کیا بتاؤں؛ یہ دنیا عجیب طلسم خانہ ہے"

بربارہ نے حیرت سے کہا: "کیا مطلب؟"

ارمانوسہ نے تلخی سے جواب دیا: "ہماری زندگی کیسی کیسی خواہشات کو جنم دیتی ہے؛ یہ خواہشات پامال ہونے لگتی ہیں تو ہم تڑپ اٹھتے ہیں ۔ زندگی کیا ہے؛ انہی چند ادھوری خواہشات کا مجموعہ، چند ناتمام آرزوؤں کی المناک داستان"

بربارہ نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد کہا: "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی؟"

ارمانوسہ اندوہگیں لہجے میں بولی: "انسان جب مایوسیوں میں گھر جاتا ہے تو اُس کی باتیں عجیب معلوم ہونے لگتی ہیں۔ دُنیا اُس کی باتیں نہیں سمجھتی۔ یہاں صرف مُسکراتے ہوئے ہونٹوں سے نکلی ہوئی بات قابلِ توجہ سمجھی جاتی ہے۔"

بربارہ نے تسلی آمیز لہجے میں کہا: "آپ عجیب باتیں کر رہی ہیں۔ آپ کی سب سے بڑی آرزو یہ تھی، کہ آپ کو ارکادیوس کے دل کا حال معلوم ہو جائے ۔۔۔ اور یہ آرزو پُوری ہوگئی۔ ارکادیوس کی ملاقات کے بعد یہ کہنا تو زیب نہیں دیتا کہ آپ کی آرزوئیں پامال ہوگئی ہیں۔ آپ کی آرزوؤں کے پروان چڑھنے کا وقت تو اب آیا ہے۔"

ارمانوسہ نے کہا: "لیکن اس کی ملاقات ماضی کا ایک دھندلا سا نقش بن کر رہ گئی ہے۔"

بربارہ نے کمرے کی کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: "لیکن مجھے تو یہ نقش آپ کی ساری کائنات کو رنگین بناتا ہوا نظر آ رہا ہے۔"

(۶)

ارمانوسہ کی کشتی بابل کے ساحل سے روانہ ہوئی تو ارکادیوس قلعہ کی دیوار کے ساتھ کھڑا کشتی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کی نگاہیں کشتی کا تعاقب کر رہی تھیں اور اس کا دل کشتی کے ساتھ کھنچا جا رہا تھا۔

کشتی غائب ہو چکی تھی لیکن ارکادیوس کی مضطرب نگاہیں ارمانوسہ کی کشتی کو نیل کی شفاف موجوں میں تلاش کر رہی تھیں۔ اسے ہر مچلنے والی موج ارمانوسہ کی کشتی معلوم ہو رہی تھی ۔۔۔ اچانک ایک سپاہی نے آواز دے کر اُس کے خیالات کا سلسلہ توڑ دیا

سپاہی نے کہا: "سالارِ اعظم بلا رہے ہیں!"

ارکادیوس سپاہی کے ساتھ اپنے والد کے کمرے کی طرف روانہ ہو گیا۔ اعیرج فوجی افسروں سے عربوں کے مقابلے کے لئے تبادلۂ خیال کر رہا تھا۔ ارکادیوس باپ کو سلام کر کے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ فوجی افسر اعیرج سے ضروری ہدایات لینے کے بعد باہر نکل گئے۔ تو اعیرج نے ارکادیوس سے پوچھا: "عربوں نے فرما اور بلبیس اس قدر جلد کیسے فتح کر لئے؟ ان دونوں شہروں کے قلعے تو بہت مضبوط تھے؟"

ارکادیوس سوچنے لگا کہ اگر میں نے اپنے والد کو یہ بتا دیا کہ قبطی فوج نے عربوں کا مقابلہ نہیں کیا تو میرے والد کے مقوقس سے تعلقات اور بھی خراب ہو جائیں گے۔ معاً اسے عمرو بن العاص کا ارمانوسہ کے ساتھ فیاضانہ سلوک یاد آ گیا۔ مگر وہ اس خیال سے خاموش ہو گیا کہ اگر میں نے ان دونوں کی ملاقات کا ذکر کر دیا تو میرے لئے ارمانوسہ کا حاصل کرنا اور بھی مشکل ہو جائے گا۔

اعیرج نے ارکادیوس کو خاموش دیکھ کر سوال کیا: "بیٹا! اگر عرب واقعی بہت زیادہ طاقتور ہیں تو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں ان کے مقابلے کے لئے تیاری کرنی چاہئے۔"

ارکادیوس نے چونک کر جواب دیا: "میری خاموشی کا یہ مطلب نہیں کہ میں عربوں کی طاقت سے مرعوب ہوں، بلکہ میں عربوں کی فتوحات کے حقیقی اسباب پر غور کر رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ فرما اور بلبیس میں ہماری فوج کچھ زیادہ نہ تھی۔"

اعیرج بولا: "ہمیں اب تیاری کرنی چاہئے۔ عرب اس طرف آنے میں زیادہ دیر نہیں لگائیں گے۔ مقوقس کی چالوں سے باخبر رہنا، وہ رومیوں کا بدترین دشمن ہے۔"

ارکادیوس اعیرج کے کمرے سے نکل کر قلعے میں پہنچ گیا اور اس نے بلبیس کی طرف کچھ جاسوس بھیج دیئے۔ سپاہیوں کو ضروری ہدایات دینے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آگیا فوجی لباس اُتار کر بستر پر لیٹا تو اس کی نگاہوں کے سامنے ارمانوسہ کی صورت گھومنے لگی۔ رات بھر وہ خیالات کے حسین قصر تعمیر کرتا رہا۔

اگلے دن اسے خبر ملی کہ عربوں نے بلبیس سے بابل کی طرف پیش قدمی شروع کر دی ہے۔ وہ شام کے وقت قلعے پر کھڑا ہو کر عربوں کی آمد کا انتظار کرنے لگا، لیکن اس رات عرب نہ آئے۔ علی الصبح قلعے کی شمالی جانب سے عربوں کا لشکر نمودار ہوا۔ عربوں نے قلعے کے سامنے پہنچ کر باغ میں خیمے نصب کرنے شروع کر دیئے۔

مقوقس بظاہر دفاعی انتظامات میں دلچسپی لے رہا تھا۔ لیکن اعیرج جانتا تھا کہ مقوقس کی ساری ہمدردیاں عربوں کے ساتھ ہیں۔ اس کے باوجود وہ مقوقس پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ مقوقس کو اپنا ہمدرد سمجھتا ہے۔ مقوقس نے اعیرج کے پاس آکر کہا۔ "میرا خیال ہے کہ ہمیں قلعہ میں بند رہنے کی بجائے میدان میں نکل کر لڑنا چاہئے۔ اس طرح ہم عربوں کو جلد شکست دے سکیں گے۔"

اعیرج نے جواب دیا۔ "قلعہ سے باہر نکلنا ٹھیک نہیں، اگر عربوں نے خندق عبور کرنے کی کوشش کی تو وہ سلاخوں میں اٹک کر رہ جائیں گے، اور اگر کچھ عرب خندق عبور کرنے میں کامیاب بھی ہو گئے تو ہمارے تیر انداز انہیں وہیں ڈھیر کر دیں گے۔"

رومیوں کے لئے عربوں کے جنگی طور طریقے بالکل نئے تھے، وہ مورچوں میں کھڑے عربوں کی طرف دیکھ رہے تھے اور ارکادیوس اعیرج کے پاس کھڑا عمرو بن العاص کے خیمے کی طرف اشارہ کر کے کچھ بتا رہا تھا ـــ اسی دوران میں ارکادیوس کو ایک عرب سفید

عَلَم پکڑے ہوئے قلعہ کی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس کے دائیں بائیں دو عرب تھے۔ ارکادیوس نے اعیرج کو بتایا کہ یہ عربوں کے قاصد ہیں۔ اعیرج نے ترجمان کو ان کی طرف متوجہ کیا۔ عربوں کے قاصد فصیل کے قریب پہنچ کر کھڑے ہو گئے: اور ایک عرب نے قبطی زبان میں کہا: "ہم عربوں کے امیرِ لشکر کا خط لائے ہیں"۔

مرقس قلعہ کی دیوار کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس نے وردان اور زیاد کو پہچان لیا اور رومی سپاہیوں نے قلعے کا دروازہ کھولا تو تینوں عرب قلعہ کے اندر داخل ہو گئے ان کے ہونٹوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

عربوں نے مقوقس کے کمرے میں پہنچ کر اسے عمرو بن العاص کا خط دیا۔ کمرے میں اعیرج کے علاوہ ارسطولیس اور ارکادیوس بھی موجود تھے، اور کچھ فوجی افسر بھی تھے۔ مقوقس نے یہ خط ترجمان کو دیا اور اس نے بلند آواز سے ترجمہ کرنا شروع کر دیا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم،

یہ خط مسلمانوں کے سپہ سالار عمرو بن العاص کی طرف سے مصر کے حاکم مقوقس کی طرف ہے۔

ہم جب سے اسلام کا پرچم لے کر اٹھے ہیں، فتح و نصرت ہمارے قدم چوم رہی ہے۔ ہم فرما اور بلبیس فتح کرنے کے بعد بابل آئے ہیں ہمیں یقین ہے کہ ہمیں فتح ہو گی۔ خواہ یہ فتح صلح سے حاصل ہو یا جنگ سے۔ ہم موت سے نہیں ڈرتے۔ ہم میں سے ہر شخص شہید ہونے کے لئے بے تاب رہتا ہے۔ اگر تم نے ہمارا دین قبول کر لیا، تو تمہاری حیثیت ہمارے اسلامی بھائیوں کی ہو گی۔ اگر جزیہ دو گے

توہم تمہارے محافظ ہوں گے، اور اگر لڑنا چاہو گے تو ہمیں تیار پاؤ گے۔

کتبہ عمرو بن العاص"

عمرو بن العاص کا خط سُن کر اعیرج کا خون کھولنے لگا۔ اس نے ایک فوجی افسر سے کہا: "ان عربوں کو دوسرے کمرے میں لے جاؤ!"

فوجی افسر عربوں کو دوسرے کمرے میں لے گیا، تو اعیرج نے مقوقس کی طرف متوجہ ہو کر کہا: "عربوں کی شرائط کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟"

مقوقس نے جواب دیا: "یہ شرطیں بہت کڑی ہیں۔ ہم انہیں تسلیم نہیں کر سکتے!"

اعیرج کے قریب کئی فوجی افسر بیٹھے تھے۔ انہوں نے مقوقس کی پُرزور تائید کی اور مقوقس نے عمرو بن العاص کو لکھ دیا کہ یہ شرطیں ہمارے نزدیک قابلِ قبول نہیں۔ اب تلوار ہی فیصلہ کرے گی۔ مقوقس نے مراسلہ پر اپنی مُہر لگا کر عمرو بن العاص کے پاس بھیج دیا۔ اور پھر وہ اعیرج اور فوجی افسروں سے باتیں کرنے میں مصروف ہو گیا۔

شام کے وقت وہ اپنے کمرے میں پہنچا، تو اس نے ارسطولیس سے کہا: "میں نے حالات سے مجبور ہو کر عمرو بن العاص کو بہت سخت خط لکھ دیا ہے۔ کہیں وہ اِس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے کہ میں معاہدہ توڑ کر رومیوں سے مل گیا ہوں ۔۔؟"

ارسطولیس نے کہا: "یہ غلط فہمی دُور ہونی چاہئے۔ عمرو بن العاص قبطی قوم کا محسن ہے۔ اگر اُسے ہمارے متعلق ذرا سا شک بھی ہو گیا تو اس کے نتائج اچھے نہ ہوں گے۔ اُسے صُورتِ حال سے آگاہ کر دینا ضروری ہے۔"

مقوقس نے سوال کیا: "اسے کس کے ذریعہ خط بھیجا جائے؟"

"مرقس کے ذریعہ"۔ ارسطولیس نے جواب دیا۔

مقوقس نے چند ثانیے خاموش رہنے کے بعد سوال کیا "خط کس زبان میں لکھنا چاہیئے"

"قبطی زبان میں، اس کے پاس ترجمان موجود ہیں" ارسطولیس نے جواب دیا۔

ارسطولیس نے عمرو بن العاص کو خط لکھ دیا۔ اور اس کے بعد مرقس کو بلا کر کہا۔

"یہ خط عمرو بن العاص کے پاس لے جاؤ۔ یہ بہت ضروری ہے"

مرقس نے جواب دیا "رات کے وقت رومی سپاہی بہت چوکنے رہتے ہیں۔ اگر میں اس وقت قلعہ سے باہر نکلا تو وہ مجھے پکڑ لیں گے۔ میرا خیال ہے کہ میں دن کے وقت کوئی بہانہ کر کے منف چلا جاؤں۔ وہاں سے عربوں کے لشکر میں پہنچنا آسان ہوگا"

مقوقس نے مرقس کی رائے سے اتفاق کیا اور مرقس اجازت لے کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ وہ بستر پر پڑا سوچنے لگا کہ عربوں کے حملے کے وقت ارکادیوس کیسے بچ سکتا ہے؟ وہ رومی سپاہیوں کی صفِ اوّل میں ہوگا اور عربوں کی تلوار اس کا خاتمہ کر دے گی۔ ارمانوسہ کے لئے یہ صدمہ ناقابلِ برداشت ہوگا، اور ماریہ ارمانوسہ کو پریشان نہیں دیکھ سکے گی۔

پھر اسے خیال آیا کہ میں ارکادیوس سے کہوں کہ وہ حملے سے پہلے ارمانوسہ کے ساتھ کسی محفوظ جگہ چلا جائے۔ لیکن ارکادیوس کی غیرت کے تصور نے اس کا یہ خیال باطل کر دیا۔ پھر وہ سوچنے لگا کہ اگر ارمانوسہ حملے سے پہلے اسے خط لکھ کر منف بلا لے، تو وہ بچ سکتا ہے ——!

اگلے دن اعیرج، مقوقس اور چند فوجی افسروں کے ساتھ اپنے کمرے میں بیٹھا باتیں کر رہا تھا۔ مرقس، اعیرج کے کمرے کے باہر مقوقس کا انتظار کرنے لگا۔ مقوقس کمرے سے باہر نکلا تو مقوقس نے مرقس کو دیکھ کر اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ مقوقس

سنے اسے کمرے میں لے جاکر کہا "چند ملازموں کو ساتھ لے جاؤ۔ عمرو بن العاص کے پاس جانے سے پہلے انہیں ارمانوسہ کے پاس چھوڑ جانا!"

مرقس نے سوال کیا "ہمیں رومیوں سے کب نجات ملے گی؟"

مرقس، ارکاذیوس کو بچانے کے لئے حملے کے وقت کا تعین کرنا چاہتا تھا مقوقس نے جواب دیا "چند مہینوں تک"

اس کے بعد مرقس چند ملازموں کے ساتھ منف روانہ ہو گیا۔ ارمانوسہ کے محل میں پہنچ کر وہ سیدھا اپنی خالہ کے پاس چلا گیا۔ مرقس کی خالہ اور خالو اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ لیکن ماریہ کی جھکی ہوئی نگاہیں اس کے تلخ احساسات کا اظہار کر رہی تھیں۔ مرقس تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد بربارہ کے پاس پہنچا، اور وہ اُسے ارمانوسہ کے کمرے میں لے گئی۔ مرقس کمرے میں داخل ہوا اور ارمانوسہ کے ہاتھ کو بوسہ دینے کے بعد اُس نے بتایا کہ عربوں نے قلعہ کے سامنے پہنچ کر پڑاؤ ڈال لیا ہے اور رومیوں کے سامنے اپنے مطالبات پیش کر دیئے ہیں۔ پھر مرقس ارمانوسہ کے سامنے خط پیش کرتے ہوئے بولا "سردار ارسطولیس نے عربوں کے سالار کو یہ خط لکھا ہے۔"

ارمانوسہ نے خط پڑھنے کے بعد مغموم لہجے میں کہا "ارکاذیوس اس جنگ سے کیسے باز رہ سکتا ہے؟"

"اگر آپ اُسے روک دیں تو وہ جنگ میں شریک نہیں ہو سکتا" مرقس نے جواب دیا۔

ارمانوسہ نے مرقس کا جواب سن کر شرم سے آنکھیں جھکا لیں اور مرقس بات کا پہلو بدلنے کے لئے بولا "عمرو بن العاص کے پاس میں شام کے وقت جاؤں گا۔"

بابل کی فتح

(۱)

بابل کے قلعہ کے محاصرہ کے دوران میں عمرؓ فاروق نے چار ہزار مجاہدین کا ایک اور لشکر بھیج دیا۔ اس لشکر میں اسلام کے وہ نامور بہادر موجود تھے جو بدر و حنین کے معرکے سر کر چکے تھے۔ اُحد اور خندق کے میدانوں میں اُن کی تلواریں دشمن سے خراجِ تحسین وصول کر چکی تھیں۔ ان کے آنے سے رومیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور عربوں میں نئی زندگی پیدا ہو گئی۔

ارکادیوس کو جنگی مصروفیتوں سے فرصت ملتی تو اس کی ذہنی سطح پر ارمانوسہ ابھرنے لگتی۔ وہ تصور میں اس کی مسکراہٹیں دیکھنے لگتا۔ اس کے کانوں میں اس کی آوازیں گونجنے لگتیں ـــــ ارمانوسہ سے سات مہینے جُدا رہنے کے بعد وہ محسوس کر رہا تھا کہ اسے ارمانوسہ سے بچھڑے ہوئے صدیاں ہو گئی ہیں، اور زمانہ اس کے

دل سے ارمانوسہ کی وہ یاد بھی چھین لینا چاہتا ہے جو اس کی زندگی کا محبوب ترین مطمع ہے۔

وہ ایک رات بستر پر پڑا تصور کی وادیوں میں بھٹک رہا تھا۔ اسی دوران میں ایک ملازم نے اندر آکر اطلاع دی کہ مرقس دروازے پر کھڑا اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ مرقس کا نام سن کر اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوگئیں۔ اس کی رگوں میں خون تیزی سے گردش کرنے لگا۔ چنانچہ اس نے سنبھلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا: "اسے اندر بھیج دو۔"

مرقس نے کمرے میں داخل ہو کر ارکادیوس کو سلام کیا اور جیب سے ایک خط نکال کر دے دیا۔ ارکادیوس بے تابی سے خط پڑھنے لگا۔

"میرے ارکادیوس!

جلد پہنچو! میں زندگی کے آخری لمحات میں آپ کو دیکھنا چاہتی ہوں۔

بدنصیب ارمانوسہ"

ارمانوسہ کا خط پڑھ کر ارکادیوس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ اس نے حیرت سے مرقس کی طرف دیکھا اور لرزتی ہوئی آواز میں پوچھا: "یہ خط ارمانوسہ نے تمہیں خود دیا تھا یا بربارہ کے ذریعہ بھیجا تھا؟"

"خط بربارہ لائی تھی۔" مرقس نے جواب دیا۔

ارکادیوس چند ثانیے خاموش رہنے کے بعد بولا: "کیا بات ہے؟ ارمانوسہ نے مجھے بے حد پریشان کن خط لکھا ہے اور جلد بلایا ہے۔"

"معلوم نہیں۔" مرقس نے جواب دیا۔

وہ پھر بولا: "تو آپ چلیں گے؟"

ارکادیوس نے درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں جواب دیا: "چلوں گا لیکن عربوں نے قلعے کا محاصرہ کر رکھا ہے؟"

مرقس نے نرم لہجے میں کہا: "آپ خاموشی سے چلے چلیں اور شہزادی سے مل کر لوٹ آئیں۔ کسی کو کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ باہر گئے ہوئے ہیں؟"

ارکادیوس بولا: "رات کو چلیں گے۔ اگر کسی پہریدار نے دیکھ لیا تو اسے کہہ دیں گے کہ ہم جاسوس ہیں، اور ارکادیوس نے ہمیں ایک خاص کام کے لئے بھیجا ہے جاسوسوں کی ایک خاص اصطلاح ہے، اگر پہریدار کچھ پوچھیں تو انہیں "ہرقل" کہہ دینا۔ "ہرقل" سننے کے بعد پہریدار کوئی اور سوال نہیں کریں گے۔"

رات کے وقت ارکادیوس، مرقس کے ساتھ اپنے کمرے سے نکل کر چور دروازے کی طرف روانہ ہوا۔ چور دروازے سے تھوڑے فاصلے پر انہیں پہریدار نے آواز دی لیکن مرقس کے "ہرقل" کہہ دینے سے پہریدار خاموش ہو گیا۔۔۔ تھوڑی دیر میں ارکادیوس ساحل پر پہنچ کر کشتی میں سوار ہو گیا۔ مرقس نے ملاحوں کو کشتی تیز چلانے کی تاکید کی۔ نیل کی موجوں کے اُبھرنے کے ساتھ ساتھ ارکادیوس کے دل میں نئی نئی امنگیں پیدا ہو رہی تھیں، اور وہ اپنے دل کی دھڑکنوں میں ارمانوسہ کے دل کی پکار سُن رہا تھا۔

بربارہ، ارکادیوس کے استقبال کے لئے ساحل پر کھڑی تھی، اور ارمانوسہ باغ میں انتظار کر رہی تھی۔ کشتی ساحل پر پہنچی اور بربارہ ارکادیوس کو اپنے ساتھ لے کر ارمانوسہ کے قریب سے گزر گئی اور اسے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے محل میں داخل ہو گئی۔ مرقس ماریہ کے پاس چلا گیا۔ ارمانوسہ نے جھجکتے ہوئے کمرے میں قدم رکھا تو ارکادیوس کی مضطرب نگاہوں نے اس کا استقبال کیا۔

ارکادیوس کرسی سے اُٹھ کر آگے بڑھا اور چند ثانیئے خاموش رہنے کے بعد بولا۔
"تشریف رکھیئے!"

بربارہ ارکادیوس کے لئے کھانا لینے چلی گئی۔ ارمانوسہ اور ارکادیوس ایک دوسرے کے قریب بیٹھ گئے اور ارمانوسہ نے آہستہ سے کہا۔ "مہمان بڑی مُدت کے بعد آیا ہے۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ عرب قلعے کا محاصرہ کرنے کے ساتھ ساتھ میری محبت کا محاصرہ بھی کرلیں گے۔"

ارکادیوس بولا۔ "ایسی باتیں نہ کیجئے، یہ بتایئے کہ آپ نے مجھے ایسا پریشان کُن خط کیوں لکھا تھا؟"

ارمانوسہ نے جواب دیا۔ "جنگ کی خبریں سُن کر میرا دِل بہت کمزور ہوگیا ہے مجھے اختلاج قلب کے شدید دورے پڑنے لگے ہیں، اور اب میں آپ کو دشمنوں میں گھرا ہوا نہیں دیکھ سکتی۔"

شدتِ تاثر سے اس کی آواز بھرا گئی اور اُس نے اپنا سر میز پر رکھ کر بازوؤں میں چھپالیا۔ ارکادیوس، ارمانوسہ کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ "میں آپ کے دشمنوں سے لڑ رہا ہوں۔ اگر اس وقت عربوں کا سیلاب نہ روکا گیا تو یہ سارے مُلک پر چھا جائیں گے۔"

ارمانوسہ نے شانہ ہلاتے ہوئے کہا۔ "نہیں، میں آپ کو دشمنوں کے پاس نہیں جانے دوں گی۔ اب میرا دل بہت گھبراتا ہے۔"

ارکادیوس نے افسوسناک انداز میں کہا۔ "آپ یہ برداشت کرسکتی ہیں کہ وادیٔ نیل پر عربوں کا قبضہ ہوجائے اور ہم اُن کے غلام بن کر رہیں؟ کیا ہم عربوں کے زیرِ سایہ

زندگی گزار سکتے ہیں ۔۔ ، اگر میں قلعے میں نہ پہنچا تو لوگ کہیں گے کہ میں عربوں سے ڈر کر بھاگ گیا ہوں ۔"

ارمانوسہ بولی ۔" میں نے آپ کی شجاعت کے کارنامے سن کر ہمیشہ فخر کیا ہے لیکن نہ جانے اس جنگ کی خبریں سن کر میرا دل کیوں بیٹھا جا رہا ہے ، کل رات میں نے ایک ڈراؤنا خواب دیکھا تھا ۔ اسی لئے آپ کو بلا لیا ہے ۔ اگر آپ نے جانے کا ارادہ کیا تو میں . . . ۔۔ ؟" وہ رونے لگی ۔

ارکادیوس نے ملتجی آواز میں کہا ۔" آپ مجھے چند دن کی مہلت دے دیں میں عربوں کو شکست دے کر جلد آجاؤں گا ۔ عربوں کے سات مہینے تک محاصرہ قائم رکھنے کی یہ وجہ ہے کہ ابا جان نے مجھے قلعہ سے باہر نکل کر لڑنے کی اجازت نہیں دی ۔ لیکن اب میں ان کی بات نہیں مانوں گا ۔ اگر ہم نے عربوں پر حملہ کرنے میں پہل نہ کی تو وہ خود پہل کر دیں گے ، انہیں بہت زیادہ کمک پہنچ چکی ہے ۔"

" آپ اس معرکے کے بعد کسی اور محاذ پر چلے جائیں گے ؟" ارمانوسہ نے مغموم لہجے میں کہا ۔

ارکادیوس بولا ۔" نہیں ، ہرگز نہیں ۔ میں معرکہ سر کرنے کے بعد سیدھا آپ کے پاس آؤں گا ، آپ یقین کریں ۔"

ارمانوسہ اور ارکادیوس کو باتیں کرتے ہوئے کافی وقت گزر چکا تھا ۔ ارکادیوس نے کہا ۔" اب مجھے جانا چاہئے ۔ میں چوری آیا ہوں ۔"

ارمانوسہ نے ارکادیوس کو ہاتھ سے روکتے ہوئے کہا ۔" ذرا ٹھہریئے !"

ارکادیوس ، ارمانوسہ سے رخصت ہونے کے لئے اصرار کر رہا تھا ۔ اسی دوران میں

ایک ملازم ہانپتا کانپتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ اور اس نے کہا: کچھ سپاہی بڑی ابتر حالت میں محل کے دروازے پر پہنچے ہیں۔ وہ شہزادی سے جلد ملنا چاہتے ہیں۔"

بربارہ تیزی سے محل کے دروازے پر پہنچی اور سپاہیوں کو مہمان خانے میں بٹھا کر ایک سپاہی کو ارمانوسہ کے کمرے میں لے آئی۔ سپاہی نے ارمانوسہ کو سلام کیا اور کہا: "عرب قلعے میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور ہمارے آقا قلعے سے فرار ہو کر جزیرے میں پناہ لے چکے ہیں۔ انہوں نے آپ کو بلایا ہے۔"

ارکادیوس عربوں کے قلعہ پر قبضہ کر لینے کی خبر سن کر بدحواس ہو گیا۔ وہ ارمانوسہ کے کمرے سے نکل کر ساتھ والے کمرے کی دیوار کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ بربارہ سپاہی سے عربوں کے قلعے میں داخل ہونے کی تفصیل معلوم کر رہی تھی۔ ارمانوسہ اپنے باپ کے جزیرے میں پہنچنے کی خبر سن کر ساتھ والے کمرے میں گئی۔ اور ارکادیوس کے قریب کھڑی ہو گئی —— ارکادیوس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ارمانوسہ نے اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا: "آپ رو رہے ہیں؟"

ارکادیوس نے کوئی جواب نہ دیا۔ چنانچہ وہ پھر بولی: "خدا کے لئے صبر کیجئے میرا دل ڈوبا جا رہا ہے۔"

"اب مجھے زندگی بھر رونا ہو گا۔ میں نے محاذِ جنگ سے بھاگ کر اپنا سب کچھ لٹا دیا ہے۔ اپنا ملک، اپنا قومی وقار اور اپنے بوڑھے باپ کی مسکراہٹ۔" ارکادیوس نے درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

پھر یکایک اسے احساس ہوا کہ میری آواز دوسرے کمرے میں نہ پہنچ جائے۔ اگر سپاہی نے میری آواز سن لی تو وہ مجھے پہچان لے گا۔۔ وہ رومال سے آنسو پونچھتے ہوئے

بولا "سپاہی سے میرے باپ کی خیریت معلوم کرو۔"

ارمانوسہ اپنے کمرے میں آگئی۔ سپاہی بربارہ سے باتیں کر رہا تھا۔ ارمانوسہ نے اُسے اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے سوال کیا "سردار اعیرج کہاں ہیں؟"

"وہ اسکندریہ چلے گئے ہیں" سپاہی بولا

"اُن کے خاندان کے لوگ کہاں ہیں؟"

"وہ بھی ان کے ساتھ تھے، لیکن ارکادیوس کا کوئی پتہ نہیں، غالباً وہ قتل ہو گیا ہے"

"عرب قلعہ میں کیسے داخل ہو گئے؟"

"صبح کے وقت انہوں نے اچانک دھاوا بول دیا تھا"

"فوج نے انہیں روکنے کی کوشش نہیں کی؟"

"وہ فوج کے بیدار ہونے سے پہلے قلعہ پر قبضہ کر چکے تھے"

ارمانوسہ چند ثانیے خاموش رہنے کے بعد بربارہ کی طرف متوجہ ہو کر بولی "سفر کی تیاری سے پہلے اباجان کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کی کوشش کرو!"

بربارہ بولی "ان کے پاس کسے بھیجا جائے؟"

ارمانوسہ نے پوچھا "مرقس کہاں ہے؟"

"وہ ماریہ کے پاس ہے" بربارہ نے جواب دیا۔

ارمانوسہ نے کہا "اسے کہو کہ وہ ماریہ اور اس کے ماں باپ کو اپنے ساتھ لے آئے"

تھوڑی دیر بعد مرقس، ارمانوسہ کے کمرے میں داخل ہوا۔ ارمانوسہ نے اسے عربوں کے قلعے پر قبضہ کر لینے کی خبر سنائی اور اُسے اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہا۔ مرقس کے لئے عربوں کی فتح غیر متوقع نہ تھی۔ اس نے اطمینان سے پوچھا "ارکادیوس کہاں ہے؟"

ارمانوسہ بولی: دوسرے کمرے میں۔

مرقس، ارمانوسہ کے کمرے سے نکل کر ارکادیوس کے پاس گیا۔ ارکادیوس کرب کی حالت میں کھڑا تھا۔ مرقس نے اُسے تسلی آمیز لہجے میں کہا: مشیتِ ربانی کے سامنے کوئی چارۂ کار نہیں۔ اگر خدا کو ہماری شکست منظور نہ ہوتی تو میں آپ کو قلعہ سے نہ لاتا۔

ارکادیوس نے غضب ناک ہو کر جواب دیا: انسان نے ہمیشہ اپنی کوتاہیوں کو قدرت کے سر منڈھنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اگر ہم اپنی شکست کو قدرت کا کرشمہ سمجھ کر خاموش ہو جائیں تو کیا آنے والی نسلیں بھی میرے فرار کو قدرت کا کرشمہ سمجھیں گی؛ اور اُن غداروں کو معاف کر دیں گی جو ہمارے مُلک میں عربوں کو لانے کے لئے سازشوں کا جال بچھا رہے ہیں۔

مرقس، ارکادیوس کی زبان سے غداروں کے الفاظ سُن کر سمجھ گیا کہ ارکادیوس کو مقوقس کی سازش کا علم ہے۔ مرقس کچھ بولنا چاہتا تھا، لیکن ارکادیوس نے کہا: تم جزیرے سے واپس آ کر مجھے ابا جان کی خیریت کے متعلق بتاؤ! یہ بھی معلوم کرنے کی کوشش کرنا کہ عربوں کی تعداد کتنی ہے؛ میں ان سے آخری دم تک لڑوں گا۔

صلح نامہ

(۱)

بابل کی شکست کے بعد ارکادیوس وادیٔ نیل کے مستقبل سے مایوس ہو چکا تھا، لیکن اس کے باوجود وہ رُومی اقتدار کی گرتی ہوئی دیوار کو سہارا دینا چاہتا تھا۔ بھٹکے ہوئے مسافر کی طرح اسے اپنی منزلِ مقصود کا راستہ متعین کرنے کی فکر تھی ــــ ارمانُوسہ ارکادیوس کو پریشان نہیں دیکھ سکتی تھی۔ لیکن یہ خیال اُسے تسکین بخش رہا تھا، کہ وُہ ارکادیوس کو جنگ کی ہولناکیوں سے بچانے میں کامیاب ہو گئی ہے۔

شام کے وقت ارمانوسہ کے ملازموں نے کھانے کے لئے دستر خوان بچھا دیا۔ بربارہ اور ارمانوسہ، ارکادیوس کے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بیٹھیں تو ارکادیوس نے لقمہ توڑتے ہوئے کہا: "مجھے یقین نہیں آتا کہ عربوں نے قلعہ فتح کر لیا ہے۔ اور اگر یہ خبر درست ہے تو ماننا پڑے گا کہ ہم پر خدا کا عذاب نازل ہوا ہے یا کسی غدارِ وطن نے

ہمیں دھوکا دیا ہے۔ عرب اس قدر جلد قلعہ فتح نہیں کر سکتے تھے۔ ہماری فوج ان کے سامنے آہنی دیوار بن کر کھڑی تھی ــــ میرا خیال ہے کہ اگر اب بھی قلعہ کا محاصرہ کر لیا جائے تو عربوں کو بحری اور بری راستوں سے مدد نہیں پہنچ سکتی ــــ وہ ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو جائیں گے۔"

ارمانوسہ نے جواب دیا "مرقس کے آنے پر معلوم ہوگا کہ اب کون سا طریقہ مناسب ہو سکتا ہے۔"

کھانا کھانے کے بعد ارمانوسہ، ارکادیوس اور بربارہ اپنے اپنے کمروں میں جا کر سو گئے۔ علی الصباح وہ اُٹھے تو منف کے لوگ افراتفری کے عالم میں اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔ ارکادیوس کے لئے یہ صورتِ حال بے حد پریشان کن تھی لیکن ارمانوسہ عربوں کی طرف سے بالکل مطمئن تھی۔ اسے صرف مرقس کے آنے کا انتظار تھا۔

تیسرے دن مرقس آگیا ــــ اس نے ارمانوسہ کے کمرے میں داخل ہو کر اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا "میں پرسوں شام کے وقت جزیرے میں پہنچ گیا تھا۔ ہمارا آقا اور شہزادہ ارسطولیس تھوڑی سی فوج کے ساتھ جزیرے میں پہنچ چکے ہیں، اور سردار اعیرج کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ کچھ لشکر لے کر اسکندریہ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ لیکن ارکادیوس کے متعلق لوگ بڑی تشویشناک باتیں کر رہے ہیں، کافی رات تک میں عربوں کے طوفانی حملے کی تفصیل معلوم کرتا رہا۔ صبح اُٹھ کر معلوم ہوا کہ ہمارے آقا نے عربوں کے سامنے صلح کی پیشکش کر دی ہے۔ میری موجودگی میں عربوں کا ایک وفد کشتی کے ذریعہ آگیا، وفد کا امیر مسلمانوں کا مشہور خطیب عبادہ بن صامت تھا۔ اس نے ہمارے آقا کے سامنے صلح کی شرائط پیش کیں۔ اور پھر ایک

پُرجوش تقریر کی۔ ہمارے آقا نے جواب دیا کہ میں آپ کے خیالات سے اچھی طرح آگاہ ہو چکا ہوں۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ آپ نے قلعہ فتح کرنے میں بڑی جرأت سے کام لیا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ آپ کو قلعہ فتح کرنے میں بڑی صبر آزما مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اگر آپ نے ہمارے دوسرے قلعوں کا رُخ کیا تو اسی طرح آپ کو بھاری صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں گی۔ اس لئے میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ ہم سے کچھ مال و زر لے کر لوٹ جائیں۔

عبادہ بن صامت نے کہا:

"تم نے ہمیں سمجھنے میں بہت بھاری غلطی کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے ہمیں دُنیا کی جنگجُو قوموں پر قیاس کر لیا ہے۔ حالانکہ ہمارا نقطۂ نگاہ دُنیا کی اُن تمام قوموں کے نقطۂ نگاہ سے مختلف ہے جو کمزور انسانوں کو اپنا غلام بنا کر ان کا خون چُوستی ہیں۔ جہاد کے ذریعے ہم اپنے عیش پسندانہ جذبات کی تسکین کا سامان فراہم نہیں کرتے، اور نہ ہی ہمارا یہ مقصد ہوتا ہے کہ ہم کمزور انسانوں کو وقت کے فراعنہ کی بندگی سے چھڑا کر اپنی بندگی میں لگالیں۔ ہم انسان کو انسان کی غلامی سے نجات دِلا کر خالقِ کائنات کی بارگاہ میں جھکانا چاہتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں ہمیں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ہم انہیں خوشی سے برداشت کرتے ہیں۔ ہماری زندگی کے جو لمحے جہادِ فی سبیل اللہ میں گزرتے ہیں، انہیں ہم اپنی زندگی کا حاصل سمجھتے ہیں۔ جو دن بھوک پیاس میں کٹتا ہے وہ ہمیں اس قدر توانائی بخش جاتا ہے جو

مادی غذا نہیں بخش سکتی۔ ہمیں بھوکا رہنے میں مزا آتا ہے۔ تیر کھانے سے پیاس بجھتی ہے اور زخمی ہونے سے دل کی تمنا بر آتی ہے۔ ہم زندہ رہ کر مالِ غنیمت حاصل کرتے ہیں اور شہید ہو کر عقبیٰ کی لازوال نعمتوں سے سرفراز ہوتے ہیں۔ فوج کی کثرت اور قلت ہمارے نزدیک کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ بدر و حنین کے معرکے سر کرنے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایمان کی قوت سے آگاہ کر دیا ہے۔ اور الحمدللہ ہم اس نعمت سے مالا مال ہیں۔"

عبادہ بن صامت کی تقریر سننے کے بعد لوگوں نے سراسیمگی کے عالم میں ایک دوسرے کو دیکھنا شروع کر دیا۔ ہماری آنکھیں کھلی تھیں۔ لیکن اُس کے جلال اور رعب نے ہمارے ہونٹ سی دیئے تھے۔ بعض جملے ادا کرتے وقت اُس نے پوری قوت سے ہاتھ بلند کیا اور ہمیں محسوس ہوا کہ یہ شخص آگے بڑھ کر ہماری گردنیں مروڑ دے گا۔ ہمارے آقا نے کہا کہ آپ ہمارے سامنے ایسی شرطیں پیش کریں جو ہمارے قومی وقار کے منافی نہ ہوں۔ لیکن عبادہ بن صامت نے کہا کہ میں ان شرطوں میں کوئی ترمیم نہیں کر سکتا۔ یہ شرطیں ہمارے سپہ سالار نے خلیفۃ المسلمین عمرؓ فاروق کے حکم سے پیش کی ہیں۔ انہیں ان شرطوں کا خدا کے برگزیدہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا۔ عبادہ بن صامت کا جواب سُن کر ہمارے آقا نے حاضرینِ مجلس سے مشورہ طلب کیا تو اُنہوں نے یہ تینوں شرطیں ماننے سے انکار کر دیا۔ ہمارے آقا نے قبطی زبان میں حاضرینِ مجلس سے کہا کہ اگر ہم نے عربوں کی شرائط تسلیم نہ کیں تو ہمیں ان سے جنگ لڑنا پڑے گی، اور عرب یہ ثابت کر چکے ہیں کہ ان کی تلوار سے بچنے کے

لئے صرف صلح جوئی کا راستہ ہی مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ چنانچہ کافی بحث و تمحیص کے بعد عربوں کو جزیہ دینے کی شرط منظور کر لی گئی اور فریقین نے معاہدے پر دستخط کر دیئے۔۔۔ عربوں کے جانے کے بعد ہمارے آقا نے معاہدے کی ایک نقل اسکندریہ کے حاکم اطربون کے پاس بھیج دی۔"

مرقس کی گفتگو سننے کے بعد ارکادیوس کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا۔ وہ جذبات سے مغلوب ہو کر بولا۔ "ہماری شکست میں یقیناً کسی غدارِ وطن کا ہاتھ ہے۔ اگر ہم سے غداری نہ کی جاتی تو عرب ہمیں شکست نہیں دے سکتے تھے۔ مقوقس نے قلعہ عربوں کے سپرد کرنے کے بعد ایسی شرط مان لی ہے جو کسی طرح قابلِ قبول نہیں ہو سکتی۔ یہ شرط مان لینے کے بعد ہم عربوں سے جنگ نہیں کر سکتے۔ اب میرے لئے صرف ایک ہی راستہ رہ گیا ہے اور وہ یہ کہ میں کسی ایسے ملک میں چلا جاؤں جہاں مجھے کوئی نہ جانتا ہو۔ میرے لئے عربوں کی دائمی غلامی قبول کر لینا بہت مشکل ہے۔"

ارمانوسہ نے درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔ "آپ مجھے چھوڑ جائیں گے؟"

"کیا آپ ایک غریب الوطن کا ساتھ دے سکیں گی؟" ارکادیوس نے جواب دیا۔

ارمانوسہ نے اضطراری حالت میں ارکادیوس کی طرف دیکھ کر نظریں جھکا لیں۔ مرقس نے باربرہ کو معنی خیز نگاہوں سے دیکھ کر اٹھا اور باربرہ اس کے ساتھ باہر چلی گئی۔ تھوڑی دیر دونوں آہستہ آہستہ باتیں کرتے رہے اور پھر مرقس تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلیسا کی طرف چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد مرقس کلیسا سے پادری کو لے آیا، اور پادری نے ارکادیوس اور ارمانوسہ کو ایک دوسرے کا شریکِ زندگی بنا دیا۔۔۔ مرقس بولا۔ "میں شہزادی کی

خدمت میں زندگی گزارنے کا عہد کر چکا ہوں۔"

بربارہ نے پادری کی طرف متوجہ ہو کر کہا "مرقس اور ماریہ کی رسم بھی ادا ہو جانی چاہئے"۔

پادری نے مرقس اور ماریہ کو بھی ایک دوسرے کے رشتۂ ازدواج میں منسلک کر دیا۔

(۲)

ارکادیوس کی رفیقۂ حیات بننے کے بعد بظاہر ارمانوسہ کی بیتابیاں ختم ہو چکی تھیں۔ لیکن جب اُس نے اپنے ماضی، حال اور مستقبل پر نگاہ ڈالی تو اُس کا دماغ چکرانے لگا۔ وہ سوچنے لگی کہ میں نے اپنے باپ کی عدم موجودگی میں شادی کر کے اس کی عزت خاک میں ملا دی ہے۔ ماں کی موت کے بعد اس نے مجھے یتیمی کا احساس تک نہیں ہونے دیا۔ اس نے ہمیشہ میرے احساسات کا خیال رکھا ہے۔ جنگ کی صعوبتوں سے نجات پانے کے لئے وہ گھر آیا، تو اس پر کیا گزرے گی؛

ارکادیوس کی حالت ارمانوسہ سے مختلف نہ تھی۔ وہ بھی ایسے ہی خیالات میں غرق تھا۔ وہ تصور میں اپنے بوڑھے باپ کے آنسو دیکھ رہا تھا اور اُسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے بوڑھے باپ کی نگاہیں اس کی تلاش میں بھٹک رہی ہیں۔ عربوں سے شکست کھانے کے بعد وہ اپنے بیٹے کے دامنِ محبت میں پناہ ڈھونڈنے کے لئے بیتاب ہے۔

ارکادیوس کچھ دیر مضطرب رہنے کے بعد ذرا سنبھلا تو اچانک اُس کا ہاتھ سینے پر پہنچ کر رُک گیا۔ اس کے ماتھے کی سلوٹیں اس کی گہری تشویش کا اظہار کر رہی تھیں۔

ارمانوسہ نے پریشان ہو کر پوچھا "کیا بات ہے؟"

"ہار گم ہو گیا ہے!"

"کہاں؟"

وہ ایک ثانیہ خاموش رہنے کے بعد بولا۔" جب مرقس آپ کا خط لے کر میرے پاس گیا تھا تو مَیں بستر پر لیٹا ہُوا تھا۔ خط پڑھتے ہی مَیں پریشانی کی حالت میں آتے وقت تکیے کے نیچے سے ہار نکالنا بھول گیا۔ اب مَیں قلعہ سے ہار لینے کے لئے جا رہا ہوں۔"

ارمانوسہ نے حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔" عجیب بات ہے۔ آپ ایک معمولی سی بات کے لئے خطرہ مول لے رہے ہیں ۔۔ ؟"

ارکادیوس بولا۔" یہ معمولی بات نہیں ۔ مَیں نے آپ سے ہار لینے کے بعد سیدہ مریم کی عصمت کی قسم کھائی تھی کہ مَیں زندگی بھر اسے گلے سے جُدا نہ ہونے دوں گا۔ مَیں قسم نہیں توڑ سکتا۔"

ارمانوسہ نے کہا۔" لیکن عربوں کی موجودگی میں آپ قلعہ میں کیسے جا سکتے ہیں ؟"

ارکادیوس نے جواب دیا۔" مَیں قبطی سپاہیوں کا لباس پہن لیتا ہوں اور مرقس کو اپنے ساتھ لے جاتا ہوں۔ عرب مرقس کو جانتے ہیں۔ اِس لئے وہ مجھے کوئی غیر نہیں سمجھیں گے۔ یوں بھی یہاں سے آپ کا میرے ساتھ سفر کرنا ٹھیک نہیں مَیں ہار تلاش کرنے کے بعد مرقس کو واپس بھیج دوں گا اور آپ مرقس کے ساتھ عین شمس کے ساحل پر میرے پاس آجائیں۔ وہاں سے ہم کہیں چلے جائیں گے۔"

ارکادیوس اور مرقس کے چلے جانے کے بعد ارمانوسہ اکیلے کمرے میں بیٹھی اپنی زندگی کے نشیب و فراز پر غور کر رہی تھی۔ بربارہ سفر کی تیاریوں میں مشغول تھی۔ اچانک ارمانوسہ کو اس احساس نے تڑپا دیا کہ وہ اپنے باپ سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہو رہی ہے۔ وہ سوچنے لگی، کیا میرے باپ نے مجھے اسی لئے پالا تھا کہ مَیں جوان ہو کر اس کے سینے پر زخم لگا دوں، اور وہ ہمیشہ میری یاد میں تڑپتا رہے ۔۔ بربارہ سفر کے سلسلے میں

ارمانوسہ سے مشورہ لینے کے لئے آئی تو وہ اس کی حالت دیکھ کر حیران رہ گئی۔ ساس نے پریشان ہو کر کہا: "شہزادی! امراد پا لینے کے بعد رونے کا کیا مطلب؟"

ارمانوسہ نے جواب دیا: "مَیں نے اچھی مُراد پائی ہے کہ اپنے باپ کی نگاہوں سے ہمیشہ کے لئے روپوش ہو رہی ہوں۔ آخر ابا جان نے کیا قصور کیا ہے؟" وہ سسکیاں بھرنے لگی۔

بربارہ نے مغموم لہجے میں کہا: "کیا کیا جائے؟ بابل کی شکست کے بعد ان کا دِل ہمارے آقا کے پاس ٹھہرنا پسند نہیں کرتا؟"

ارمانوسہ نے روتے ہوئے جواب دیا: "لیکن اس میں ابا جان کا تو کوئی قصور نہیں۔ مَیں انہیں کس جرم کی سزا دے رہی ہوں؟"

بربارہ آہستہ سے بولی۔ "تو پھر؟"

بربارہ نے مضطربانہ اُٹھ کر ارمانوسہ کو اپنے آغوش میں لے لیا، اور اس کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا: "خدا نے ہر مصیبت میں تیری مدد کی ہے، وہ اس مصیبت میں بھی تیرا ناصر ہوگا۔ ذرا صبر سے کام لے! کل سوچیں گے۔"

رونے کے بعد ارمانوسہ کے دل کا بوجھ قدرے ہلکا ہوا۔ تو بربارہ سامان باندھنے میں مشغول ہو گئی۔ لیکن ارمانوسہ کے مستقبل کے متعلق اُس کے دِل میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہو رہے تھے۔

(۳۱)

اضطراب کے عالم میں ارمانوسہ کو رات بھر نیند نہ آئی۔ وہ صبح اُٹھ کر اپنے مالکِ حقیقی کے سامنے گڑگڑا کر دعا مانگ رہی تھی۔ اسی دَوران میں اسے برآمدے میں

غیر معمولی چہل پہل محسوس ہوئی ـــــ بربارہ نے اندر آکر بتایا کہ ہمارے آقا تشریف لے آئے ہیں ۔ اپنے باپ کے آنے کی خبر سُن کر ارمانوسہ کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ وہ مُنہ کے بل پلنگ پر گر گئی۔ مقوقس تیز تیز قدم اُٹھاتا ہُوا ارمانوسہ کے کمرے میں داخل ہُوا۔ اور ارمانوسہ اضطراری حالت میں اُٹھ کر باپ سے چمٹ کر رونے لگی۔ مقوقس محبت سے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

بربارہ نے مقوقس کو بتایا کہ شہزادی آپ کی عدم موجودگی میں بہت پریشان رہی ہے۔ مقوقس نے ارمانوسہ کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے کہا "میری بیٹی کو پریشان ہونے کی کیا ضرورت تھی؛ اسے معلوم نہ تھا کہ عربوں سے میرا معاہدہ ہو چکا ہے، اور وہ کسی قبطی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔"

بربارہ نے جواب دیا "جنگ کی ہولناکیوں سے ہمیں بڑی وحشت رہی ہے۔ شہزادی نے تو آپ کی جُدائی کو بڑی شدت سے محسوس کیا ہے!"

مقوقس مسکراتا ہُوا بولا "بیٹی! تُو مجھے بھی بہت یاد آتی رہی ہے، اسی لئے مَیں اسکندریہ جانے سے پہلے یہاں آگیا ہوں۔"

بربارہ نے حیرت سے پوچھا "آپ اسکندریہ جا رہے ہیں؟"

مقوقس نے جواب دیا "خدا کا شکر ہے کہ رومیوں کے اقتدار کا خاتمہ ہو گیا ہے، اور ہمیں رومیوں کے دائمی عذاب سے نجات مِل گئی ہے۔ اب مَیں عربوں کے ساتھ اسکندریہ جا رہا ہوں۔ اسکندریہ رومیوں کا آخری حصار ہے۔ اگر اسکندریہ فتح ہو گیا تو رومیوں کی کمر ٹوٹ جائے گی اور پھر وہ کبھی نہ اُٹھ سکیں گے ـــــ بیٹی! اگر تم میرے ساتھ چلنا چاہو تو تیار ہو جاؤ!"

ارمانوسہ باپ کی بات سن کر سمجھ گئی کہ اس کے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعا قبول ہو گئی ہے۔ اس نے باپ کے ساتھ جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو بربارہ بولی: "محاذِ جنگ پر شہزادی کو تکلیف ہو گی۔"

مقوقس نے جواب دیا "گھبرانے کی کوئی بات نہیں، ہم محاذِ جنگ سے کافی دور ہوں گے۔"

مقوقس، ارمانوسہ کو تیاری کا حکم دے کر کمرے سے باہر چلا گیا، اور ارمانوسہ، بربارہ سے ارکادیوس کے متعلق مشورہ کرنے لگی۔ بربارہ نے اسے تسلی آمیز لہجے میں جواب دیا "ماریہ کو یہاں چھوڑ جاتے ہیں، وہ مرقس کے ذریعہ ارکادیوس کو صورتِ حال سے آگاہ کر دے گی۔"

اس کے بعد بربارہ، ماریہ کے پاس چلی گئی اور اس نے ماریہ کو حالات سے آگاہ کیا مقوقس کے حکم کے مطابق سفر کے انتظامات مکمل ہو چکے تھے۔ چنانچہ مقوقس ارمانوسہ اور بربارہ کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر بابل کے قلعہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ کشتی قلعہ کے قریب پہنچی، تو بربارہ اور ارمانوسہ کی نگاہیں مرقس اور ارکادیوس کو ڈھونڈنے لگیں۔ لیکن وہ دکھائی نہ دیئے۔

قلعہ سے ذرا آگے عربوں کے لشکر کا پڑاؤ تھا۔ کشتی کے ساحل پر پہنچتے ہی قبطی سپاہیوں نے مقوقس کو ایک خیمے میں لے جا کر ٹھہرا دیا۔ عربوں کا لشکر اس وقت اسکندریہ جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ اور عمرو بن العاص اپنی نگرانی میں اونٹوں پر سامان لدوا رہا تھا اس نے مقوقس کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا: "آپ عین میری توقع کے مطابق آ گئے ہیں۔"

تھوڑی دیر بعد عربوں کے لشکر نے وہاں سے کوچ کیا۔ عمرو بن العاص اور مقوقس

کے گھوڑے عربی لشکر کے آگے تھے۔ اور ارمانوسہ اور بربارہ ایک بگھی میں بیٹھی تھیں۔

(۴)

ان واقعات سے قبل ارکادیوس، مرقس کے ہمراہ قبطی لباس میں قلعے میں داخل ہوا۔ قلعے کے اندر خاصی چہل پہل تھی اور لوگ بے تکلفی سے قلعے کے اندر آجا رہے تھے۔ وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا، تو اُسے ہار اپنے تکیئے کے نیچے پڑا مِل گیا۔ وہ سوچنے لگا، کہ عربوں نے ہار کیوں نہیں اُٹھایا؟ اگر انہیں موتیوں کی قیمت کا علم نہ تھا تو وہ سونے کی صلیب کو تو پہچانتے تھے۔ وہ عربوں کے نفسیات پر غور کرتا ہُوا کلیسا کے سامنے آکر رُک گیا۔ اس کی نگاہیں کلیسا کے سُنہری در و دیوار پر مرکوز ہو گئیں اور وہ سوچنے لگا کہ عربوں نے کلیسا کی کسی چیز کو نقصان کیوں نہیں پہنچایا؟ اچانک مرقس کی نگاہ اس راہبہ پر پڑی جس نے بربارہ کو بنیامین کا خط مقوقس کے پاس پہنچانے کے لئے دیا تھا۔ مرقس نے راہبہ کو سلام کیا تو وہ مسکراتی ہوئی مرقس کے پاس آکر کھڑی ہو گئی۔ وہ رومیوں کی تباہی پر خوشی کا اظہار کرتی ہوئی بولی "بنیامین آنے والا ہے"۔

مرقس، ارکادیوس کی موجودگی میں بنیامین کا نام سُن کر گھبرا گیا۔ چنانچہ اس نے بات ٹالنے کے لئے کہا "عربوں نے تم سے کیسا سلوک کیا ہے؟"

مرقس کے سوال سے راہبہ کو وہ زمانہ آگیا جب رومی فوج قلعے میں مورچے بنانے کے لئے آئی تھی اور رومی سپاہیوں نے رات کے وقت راہبات کو کلیسا سے نکال دیا تھا، اس کے چہرے کا رنگ سُرخ ہو گیا اور اس نے لال لال آنکھیں نکالتے ہوئے کہا "رومی بھیڑیوں نے ہمارے ساتھ جو وحشیانہ سلوک کیا تھا، اُسے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا ـــــ اس کے مقابلے میں ان رحمت کے فرشتوں کا سلوک دیکھو! جنہیں دُنیا

کے تحقیر آمیز نام سے یاد کرتی کرتی ہے۔ یہ لوگ جب یہاں پہنچے تو اُن کا سپہ سالار عمرو بن العاص ہمارے پاس آیا ــــ وہ کلیسا میں جوتا اُتار کر داخل ہُوا۔ اور اس نے ہمیں "میری بیٹیو!" کے الفاظ سے مخاطب کیا۔ میں تو اسے واقعی اپنا باپ سمجھتی ہوں، وہ میرا ہی باپ نہیں بلکہ ہر اُس مظلوم کا باپ ہے جسے اس نے رومیوں کے مظالم سے نجات دلائی ہے۔"

راہبہ ذرا رُک کر پھر بولی "ہم نے عربوں کے سپہ سالار سے درخواست کی تھی کہ وہ پادری بنیامین کا سراغ لگائے۔ چنانچہ اس نے ہم سے یہ وعدہ کر لیا ہے۔ خدا تعالےٰ اس نیک دِل انسان کو روئے زمین کا بادشاہ بنائے!"

ارکادیوس، مرقس کے ساتھ کھڑا راہبہ کی باتیں سُن رہا تھا اور راہبہ ارکادیوس سے ناواقف تھی۔ مرقس راہبہ سے باتیں کرنے کے بعد اسی کمرے میں آ گیا جہاں ارکادیوس نے راہبات کو کلیسا سے نکال کر ٹھہرنے کے لئے جگہ دی تھی۔ ارکادیوس اور مرقس نے کمرے میں رات بسر کی۔ صبح وہ بیدار ہوئے تو ارکادیوس نے مرقس سے کہا "تم منف پہنچ کر ارمانوسہ اور ماریہ کو لے آؤ۔ مَیں عین شمس کے ساحل پر تمہارا انتظار کروں گا۔"

مرقس، ارکادیوس سے رخصت ہو کر منف کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ منف پہنچا، تو ماریہ نے اسے بتایا کہ آپ کے جانے کے بعد ہمارے آقا مقوقس آ گئے تھے۔ وہ شہزادی کو لے کر اسکندریہ روانہ ہو گئے ہیں ــــ

مرقس یہ خبر سنتے ہی عین شمس کے ساحل کی طرف روانہ ہو گیا۔ عین شمس کے ساحل پر پہنچ کر اس نے ارکادیوس کو ارمانوسہ کے اسکندریہ جانے کی خبر سنائی، تو ارکادیوس کی آنکھیں کھُلی کی کھُلی رہ گئیں ــــ مرقس نے اسے تسلّی دیتے ہوئے کہا "اس میں شہزادی کا کوئی قصور نہیں۔ وہ باپ کے سامنے بے بس تھی۔ میرا خیال ہے کہ آپ بھی اسکندریہ پہنچ

جائیں۔ آپ اپنے باپ کے پاس قیام کریں اور میں آپ کو ارمانوسہ کے حالات سے آگاہ کرتا رہوں گا۔"

ارکادیوس نے قدرے توقف کے بعد کہا۔ "میرا باپ تو میری زندگی سے مایوس ہو چکا ہوگا۔ ممکن ہے وہ اسکندریہ سے قسطنطنیہ چلا گیا ہو اور مجھے قسطنطنیہ جانا پڑے۔ اگر یہ صورت پیش آئی تو میں جلد اسکندریہ آجاؤں گا ۔۔۔ تم میرے پاس پہنچنے کی کوشش کرنا۔"

مرقس نے جواب دیا۔ "آپ میری طرف سے بالکل مطمئن رہیں۔ میں شہزادی سے مل کر آپ کے پاس آجاؤں گا۔ اسکندریہ کی جنگ کا انجام خواہ کچھ بھی ہو میں اپنا فرض ادا کروں گا۔"

ارکادیوس نے سراپا التجا بن کر کہا۔ "مرقس! میں اپنا سب کچھ لٹا چکا ہوں۔ اپنے باپ کے متعلق بھی مجھے کچھ معلوم نہیں۔ خدا جانے وہ زندہ بھی ہے یا نہیں۔ مجھے زندگی کے اس مرحلے پر تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔"

مرقس نے ارکادیوس کو اپنی جاں نثاری کا یقین دلاتے ہوئے کہا۔ "انقلاب نے قبطیوں اور رومیوں کو ایک دوسرے کا جانی دشمن بنا دیا ہے۔ میں سوچ رہا ہوں کہ رومی لشکر میں آپ کے پاس کیسے پہنچوں گا؟ آپ اپنے سپاہیوں سے کہہ دیں کہ یہ میرا جاسوس ہے۔ میں نے اسے مقوقس کے حالات معلوم کرنے کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ اسی نے مجھے مقوقس کی غداری کی اطلاع دی تھی اور میں مقوقس کے حالات معلوم کرنے کے لئے گیا تو عربوں نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔"

ارکادیوس نے مرقس کی رائے سے اتفاق کیا۔

عربوں کے خیمے

(۱)

ارکادیوس عام راستے سے ہٹ کر گھنے درختوں سے گزرتا ہوا اسکندریہ کی طرف جا رہا تھا۔ حالات نے اس کی امیدوں کے تمام چراغ گُل کر دیئے تھے۔ مستقبل کے چہرے پر مایوسیوں کی نقاب ڈال دی تھی، اور اب اس کی آخری تمنا یہ تھی کہ وہ ہوتو کے ساتھ دُنیا کے کسی محفوظ ترین گوشے میں پہنچ جائے۔ یہی تمنا اسے اسکندریہ کی طرف لئے جا رہی تھی۔

مرقس، ارکادیوس سے رخصت ہونے کے بعد اسکندریہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔ وہ عربوں کے پڑاؤ سے گزرا تو اس کی توجہ عربوں کے سامان کی طرف مبذول ہو گئی۔ پڑاؤ میں عربوں کا سامان بکھرا پڑا تھا۔ خیمے اُکھڑے ہوئے تھے لیکن ایک خیمہ اپنی جگہ بدستور قائم تھا ــــ مرقس عربوں کے سامان کا گہری نظر سے جائزہ

لیتا ہوا خیمے میں داخل ہوا، اور خیمے سے دو کبوتر پھڑپھڑاتے ہوئے اُڑ گئے۔ اسی دوران میں مرقس کو ایک آواز سنائی دی۔ "خیمے سے باہر نکل آؤ! تم میرے تیروں کی زد میں ہو — !"

مرقس گھبرا کر خیمے سے باہر نکلا تو ایک عرب سپاہی اس کے سامنے کھڑا ہو گیا سپاہی نے غضب ناک انداز میں کہا۔ "تم خیمے میں کیوں داخل ہوئے تھے ؟"

مرقس حیران ہو کر سپاہی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ چنانچہ سپاہی نے کسی توقف کے بغیر کہا۔ "ہمارے سالارِ لشکر نے اسکندریہ جاتے ہوئے مجھے اس خیمے کی حفاظت پر مقرر کیا تھا۔ خیمے میں کبوتروں کا گھونسلا ہے اور اس میں انڈے ہیں۔ سالار نے مجھے تاکید کی تھی کہ جب تک کبوتروں کے انڈوں سے بچے نکل کر نہ اُڑ جائیں، کسی شخص کو خیمے کے قریب نہ آنے دینا! ہمارا سالار مخلوقِ خدا کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا!"

مرقس کے لئے یہ واقعہ بہت زیادہ حیرت انگیز تھا۔ رومی حکام کی بربریت کے مظاہر دیکھنے والی آنکھیں فرزندانِ اسلام کی خدا ترسی کا منظر دیکھ کر نمناک ہو رہی تھیں اور مرقس کے دل میں عرب کے اُن صحرا نشینوں کے لئے عقیدت و محبت کے جذبات کا سمندر اُمڈ رہا تھا جنہیں وہ صرف ایک جنگجو اور تیغ آزما قوم کے افراد کی حیثیت سے جانتا تھا۔ اس نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ اس واقعہ کو قبطیوں میں پھیلا کر انہیں عربوں کی مدد کے لئے تیار کرے گا۔ چنانچہ اس نے سپاہی کو حیرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے سوال کیا: "ہمارے آقا مقوقس کے متعلق آپ کو کچھ معلوم ہے — ؟"

سپاہی نے جواب دیا: "وہ ہمارے لشکر کے ساتھ اسکندریہ کی طرف روانہ ہو چکا ہے۔"

میرا خیال ہے کہ اگر تم سرپٹ گھوڑا دوڑا دو تو شام کے وقت اس سے مل سکتے ہو۔ شام کے وقت ہمارا لشکر ربط کے مقام پر قیام کرے گا۔"

سپاہی سے گفتگو کے بعد مرقس ربط کی طرف چل پڑا۔ ربط پہنچ کر اس نے مقوقس کے متعلق استفسار کیا تو عربوں نے بتایا کہ وہ لشکر کے خورد و نوش کا انتظام کرنے کے لئے قبطیوں کی بستیوں کی طرف چلا گیا ہے۔ خورد و نوش کا انتظام کرنے کے ساتھ ساتھ وہ قبطیوں کو عربوں کی مدد کے لئے بھی تیار کرے گا۔

مرقس نے ارمانوسہ کے متعلق دریافت کیا تو ایک عرب بولا۔" وہ کشتی کے ذریعے مریوط کے ساحل کی طرف روانہ ہو چکی ہے۔ اسکندریہ فتح ہونے تک وہ مریوط ٹھہرے گی۔"

مرقس کافی دیر تک مقوقس کا انتظار کرتا رہا۔ پھر وہ لشکر سے روانہ ہو کر ربط سے تھوڑی دور اپنے ایک دوست کے پاس رات گزارنے کے لئے چلا گیا، اور صبح اٹھ کر اس نے اپنے تیز رفتار گھوڑے کی باگ مریوط کے ساحل کی طرف موڑ دی۔

(۲)

رئیسِ مریوط کی بیٹی اپنی سہیلیوں کے ساتھ ساحل پر کھڑی ارمانوسہ کا انتظار کر رہی تھی۔ ارمانوسہ کی کشتی ساحل پر پہنچی تو لڑکیوں نے لطیف مسکراہٹوں سے اس کا استقبال کیا۔ ارمانوسہ مسکراتی ہوئی نگاہوں سے دیکھ کر ان کے سلام کا جواب دے رہی تھی اور رئیس کے ملازم کشتی سے سامان اتار رہے تھے۔

مرقس تھوڑی دور کھڑا ارمانوسہ کے استقبال کا منظر دیکھتا رہا۔ لڑکیوں نے ارمانوسہ کو پالکی میں بٹھا کر مریوط کا قصد کیا تو مرقس جلوس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بربارہ کے پاس پہنچ گیا۔ بربارہ کے لئے مرقس کی آمد بالکل غیر متوقع تھی۔ وہ مسکراتی ہوئی اسے ارمانوسہ کے پاس لے گئی، اور مرقس نے ارمانوسہ کے ہاتھ کو بوسہ دینے کے بعد لرکادیوس کے حالات بیان کئے۔ مرقس کی باتیں سن کر ارمانوسہ حیرت سے بولی:

"وہ اسکندریہ پہنچ گیا ہے؟"

مرقس نے اثبات میں جواب دیا تو ارمانوسہ نے بربارہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: "اسکندریہ پہنچ کر وہ جنگ میں حصّہ نہیں لے گا؟"

ارمانوسہ کی آواز میں ایک دردناک کراہ تھی۔ دل کا اضطراب نگاہوں سے ظاہر ہو رہا تھا ـــ مرقس سمجھ گیا کہ شہزادی کی حالت غیر ہوتی جا رہی ہے، اور اس وقت میرا شہزادی کے پاس ٹھہرنا مناسب نہیں۔ چنانچہ وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ اور بربارہ نے ارمانوسہ کو تسلی آمیز لہجے میں کہا:

"وہ جنگ میں حصّہ نہیں لے سکتا۔ وہ جانتا ہے میرے دل کی ملکہ مجھے تلواروں میں گھرا ہُوا نہیں دیکھ سکتی۔"

دل کی ملکہ کے الفاظ سن کر ارمانوسہ کے دل پر گہری چوٹ لگی۔ چنانچہ وہ درد کی شدت سے تڑپ کر بولی:

"دل کی ملکہ نے اس کے ساتھ کون سا شریفانہ سلوک کیا ہے جو اسے دل کی ملکہ یاد آئے گی؟ اس نے میرے لئے اپنا سب کچھ لٹا دیا اور مَیں اسے حیرت کے دریا میں چھوڑ کر آ گئی ہوں ـــ آہ! وہ کیا خیال کرتا ہو گا ـــ؟"

ارمانوسہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ بربارہ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ "وہ

تمہاری مجبوریوں سے واقف ہے۔ اس لئے وہ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہو سکتا!

وہ رُک کر پھر بولی "میں مرقس کو صورتِ حال معلوم کرنے کے لئے اس کے پاس بھیج دیتی ہوں"

بربارہ، ارمانوسہ کے جواب کا انتظار کئے بغیر مرقس کے پاس آگئی۔ مرقس محل کے برآمدے میں بیٹھا باغ کی روشوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ چنانچہ بربارہ نے کہا "تم اسکندریہ پہنچ کر ارکادیوس کو شہزادی کی حالت سے آگاہ کرو۔ وہ شہزادی کی طرف سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے"

مرقس کرسی سے اُٹھ کر اسکندریہ جانے کے لئے تیار ہوا تو بربارہ نے کچھ سوچ کر کہا "عربوں کو جنگ شروع کرنے میں کافی دیر لگے گی۔ اس لئے آج رات آرام کر لو! صبح چلے جانا"

اگلی صبح مرقس ایک سُرخ پرچم لے کر اسکندریہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے رومی سپاہیوں کا لباس پہن رکھا تھا۔ اسکندریہ کے قریب پہنچ کر وہ ایک بلند ٹیلے پر کھڑا ہو کر شہر کی طرف دیکھنے لگا۔ رومی فوج شہر پناہ پر کھڑی عربوں کا انتظار کر رہی تھی۔ اور شہر کے صدر دروازے پر رومیوں کا پرچم لہرا رہا تھا—— مرقس کچھ دیر ٹیلے پر کھڑا شہر کی حسین عمارتوں کی طرف دیکھتا رہا، اور پھر ایک چھوٹی سی بستی کے صدر دروازے کے قریب پہنچ کر رُک گیا۔ دروازے کے قریب ٹھہرے ہوئے اسے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک سپاہی نے اس کے قریب آ کر کہا:

"تمہیں ارکادیوس بن اٹیرج بُلا رہے ہیں!"

مرقس نے سپاہی کے ساتھ روانہ ہوتے ہوئے سوال کیا۔ "تمہیں یہ کیسے

معلوم ہوگیا کہ میں ارکادیوس سے ملنے آیا ہوں ؟"

سپاہی بولا " انہوں نے مجھے کہا تھا کہ جو نوجوان بستی کے صدر دروازے کے قریب سُرخ پرچم لئے کھڑا ہو اُسے میرے پاس لے آنا "

مرقس سپاہی سے کچھ اور پوچھنا چاہتا تھا، لیکن سپاہی نے اسے خاموش رہنے کی تاکید کرتے ہوئے کہا " راستے میں ہمیں کوئی بات نہیں کرنی چاہیئے ۔ شہر کے حالات بہت زیادہ خراب ہو چکے ہیں ! "

عربوں کے حملے کی خبر سے اسکندریہ کے بازاروں میں افراتفری پیدا ہو چکی تھی اور ہر شخص اپنی جان بچانے کی کوشش کر رہا تھا ۔ سپاہی اسکندریہ کی گلیوں اور بازاروں سے گزرتا ہوا ایک پُرشکوہ حویلی کے صدر دروازے پر پہنچ گیا ۔ اس نے حویلی کی ڈیوڑھی میں داخل ہوتے ہوئے مرقس سے سرگوشی کے انداز میں کہا :

" یہ یحییٰ نحوی کی قیام گاہ ہے "

مرقس، زیاد کی زبانی یحییٰ نحوی کی تعریف سُن چکا تھا ۔ اسے معلوم تھا کہ یحییٰ نحوی مقوقس کا ہم خیال ہے، اور وہ قبطیوں کو رومیوں کے استبداد سے نجات دلانے کے لئے کوشش کر رہا ہے ۔ سپاہی نے مکان میں داخل ہو کر یحییٰ نحوی کے متعلق استفسار کیا، تو ایک ملازم نے بتایا کہ وہ کسی کلیسا میں دُعا مانگنے کے لئے گیا ہوا ہے ۔ سپاہی یحییٰ نحوی کے مکان سے باہر نکل آیا، اور مرقس کے ہمراہ سمندر کے کنارے قلعے میں داخل ہوا ۔

ارکادیوس، چند فوجی افسروں کے ساتھ ایک کمرے میں کرسی پر بیٹھا تھا ۔ مرقس نے آگے بڑھ کر ارکادیوس کو سلام کیا اور اُس کے ہاتھ کو بوسہ دیا ۔ ارکادیوس

مرقس کے ساتھ کمرے سے باہر نکل آیا اور اس نے ایک ہی سانس میں ارمانوسہ کے متعلق کئی سوالات کر ڈالے۔

مرقس نے ارکادیوس کو ارمانوسہ کی پریشانی سے آگاہ کیا تو ارکادیوس نے کہا "تم مریوط پہنچ کر ارمانوسہ سے کہو کہ میرے متعلق پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، مَیں ہر طرح خیریت سے ہوں!"

مرقس، ارکادیوس سے رخصت ہونے لگا تو ارکادیوس پھر بولا "جلد لوٹنا! مَیں بیتابی سے تمہارا انتظار کروں گا"

ارکادیوس نے اسکندریہ کے بطریق اور فوجی افسروں کو بتا رکھا تھا کہ مرقس، مقوقس کا خاص آدمی ہے، اور یہ مجھے عربوں کے حالات سے آگاہ کرتا رہتا ہے — مرقس کے جانے کے بعد بطریق نے مسکراتے ہوئے ارکادیوس سے سوال کیا "تمہارے جاسوس نے کیا اطلاع دی ہے؟"

ارکادیوس نے جواب دیا "اس نے بتایا ہے کہ عربوں نے اسکندریہ کی طرف پیش قدمی شروع کر دی ہے"

بطریق نے کہا "عربوں کی موت گھیر کر اُنہیں ہمارے تیروں کی زد میں لا رہی ہے۔ اب وہ نہیں بچ سکتے!"

ارکادیوس جانتا تھا کہ بطریق اس کے باپ کو قلعے سے بھاگنے پر بہت زیادہ مطعون کر چکا ہے، اور اب اس نے اعیرج کو اپنے بھاگنے کی وجہ بیان کرنے کے لئے ہرقل کے پاس بھیج دیا ہے —

(۳)

کچھ دنوں کے بعد عربوں نے اسکندریہ پہنچ کر شہر کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ ارکادیوس کے لئے یہ خیال پریشانی کا موجب بنا ہُوا تھا کہ مقوقس کی موت کے بعد ارمانوسہ کی زندگی میں کیا رہ جائے گا — ؛ اگر اسکندریہ کی جنگ میں رومیوں کو فتح ہو گئی تو وہ مقوقس کو غداری کی عبرتناک سزا دیں گے۔ اور اگر عربوں کو فتح ہو گئی تو رومی اقتدار کا خاتمہ ہو جائے گا — اسی دوران میں ارمانوسہ کو اطلاع ملی کہ عربوں نے اسکندریہ کے گرد گھیرا ڈال لیا ہے۔ اس نے مرقس کو بُلا کر پوچھا "تم نے عربوں کے محاصرے کی خبر سُنی ہے؟"

مرقس نے اثبات میں جواب دیا تو ارمانوسہ کانپتی ہوئی آواز میں بولی "ارکادیوس اسکندریہ میں ہے۔"

مرقس نے کہا "آپ خدا پر بھروسہ کریں۔ میں اسکندریہ پہنچ کر اُسے بچانے کی کوشش کرتا ہوں"

مرقس، ارمانوسہ سے رخصت ہو کر اسکندریہ روانہ ہو گیا۔ راستے میں اسے معلوم ہُوا کہ عرب کل صبح اسکندریہ کی غربی جانب سے حملہ کا ارادہ کر چکے ہیں — مرقس نے ارکادیوس کے پاس پہنچ کر کہا :-

"عربوں نے بابل کے قلعہ کا محاصرہ کیا تھا تو شہزادی نے سیدہ مریم کے نام کی نذر مانی تھی۔ کہ اگر خدا نے آپ کو سلامت رکھا، تو وہ آپ کے ہاتھ سے کلیسا میں مشعلیں روشن کرائے گی، لیکن حالات نے اُس کی یہ آرزو پوری نہ ہونے دی۔ اب شہزادی نے سیدہ مریم کو خواب میں پریشان دیکھا ہے اور اس نے اپنی محبت

کا واسطہ دے کر آپ سے درخواست کی ہے کہ آپ کل صبح مریم کے کلیسا میں پہنچ کر نذر ادا کریں!"

ارکادیوس بولا۔" ہم کلیسا میں کیسے پہنچ سکتے ہیں؟ عربوں کے محاصرے نے نازک صورت اختیار کر لی ہے"

مرقس نے جواب دیا" کلیسا شہر سے زیادہ دور نہیں، بیت العلوم کی چھت فصیل سے ملی ہوئی ہے، جہاں سے گزر کر ہم کلیسا میں پہنچ سکتے ہیں اور صرف چند ساعتوں کی غیر حاضری میں کوئی اہم واقعہ رونما نہیں ہو سکتا۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم صبح نکلیں تو دوپہر تک واپس آسکتے ہیں"

صبح کو مرقس اور ارکادیوس مریم کے کلیسا میں پہنچ گئے۔ مرقس نے دروازے پر دستک دی، تو پادری اجنبی آواز سُن کر پریشان ہو گیا۔ مرقس نے اسے دوبارہ آواز دیتے ہوئے کہا، کہ ہم نذر ادا کرنے کے لئے آئے ہیں، اور پادری نے ایک کھڑکی سے جھانکنے کے بعد دروازہ کھول دیا—— مرقس نے کلیسا میں داخل ہو کر پادری سے دُعا مانگنے کے لئے کہا۔ پادری مریم عذرا کے مجسمے کے سامنے دُعا مانگنے کے لئے چلا گیا، اور ارکادیوس شمعیں روشن کرنے میں مصروف ہو گیا۔

مرقس کلیسا کی دیوار پر کھڑا ہو کر عربوں کے لشکر کی طرف دیکھنے لگا۔ اس وقت عربوں کا لشکر شہر پناہ کی دیواروں سے پیچھے ہٹ رہا تھا۔ مرقس نے لشکر کو غور سے دیکھا اور پھر دیوار سے اُتر کر کلیسا میں آگیا۔ ارکادیوس شمعیں روشن کر کے فارغ ہو چکا تھا۔ چنانچہ مرقس نے اسے عربوں کے لشکر کی غیر معمولی نقل و حرکت کی اطلاع دی اور ارکادیوس مرقس کے ساتھ شہر کی طرف چل پڑا——

اسکندریہ کے لوگ بڑی تیزی سے ادھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔ مرقس نے ایک شخص سے صورتِ حال کے متعلق استفسار کیا، تو اس نے بتایا کہ تین عرب شہر میں داخل ہو گئے تھے۔ وہ اپنے لشکر کے لئے راستہ بنانا چاہتے تھے لیکن انہیں گرفتار کر کے بطریق کے پاس پہنچا دیا گیا ہے۔ تینوں عربوں کی گرفتاری کے بعد ان کا لشکر شہر پناہ سے پیچھے ہٹ گیا ہے ـــــ

ارکادیوس نے مرقس کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا "عجیب بات ہے کہ ہماری تھوڑی سی غیر حاضری میں یہ واقعہ پیش آ گیا۔"

مرقس بولا "آیئے! بطریق کے کمرے میں چلیں! ہم کسی نہ کسی عرب کو ضرور پہچان لیں گے۔"

ارکادیوس نے جواب دیا "بطریق پہلے ہی مجھ سے ناراض ہے۔ وہ مجھے دیکھ کر کہے گا کہ تم مورچہ چھوڑ کر کیوں آئے ہو؟"

مرقس نے کہا "عربوں کا لشکر شہر پناہ سے کافی پیچھے ہٹ چکا ہے۔ اسی لئے فوجی افسر عربوں کو دیکھنے کے لئے بطریق کے کمرے میں جا رہے ہیں۔ وہ صرف آپ کو دیکھ کر نہیں بگڑ سکتا۔ عربوں کی گرفتاری مریم عذرا کی کرامت ہے۔ اگر آپ کلیسا میں پہنچ کر نذرانہ کرتے تو یہ کرامت ظاہر نہیں ہو سکتی تھی۔"

ارکادیوس کچھ سوچنے کے بعد بطریق کے کمرے کی طرف چل پڑا۔ بطریق کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔ ارکادیوس نے دروازے پر دستک دی اور دروازہ کھلتے ہی مرقس اور ارکادیوس بطریق سے کسی قدر دور کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ تینوں عرب بطریق کے سامنے کھڑے تھے ـــــ مرقس نے عربوں کو دیکھتے ہی عمرو بن العاص کو پہچان لیا

عمرو بن العاص کے قریب وردان اور مسلمہ بن مخلد کھڑے تھے۔ مرقس تینوں عربوں کو بغور دیکھنے لگا۔ اُس نے ارکادیوس کا ہاتھ دباتے ہوئے آہستہ سے کہا۔" یہ عربوں کا سپہ سالار ہے!"

ارکادیوس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ عمرو بن العاص کو دیکھ کر اپنی زندگی کی اُن ساعتوں کو یاد کرنے لگا جب بلبیس کے قریب وہ عمرو بن العاص کے سامنے ایک قیدی کی حیثیت سے پیش کیا گیا تھا، اور اس نے عربوں کی قید سے بھاگ کر ارماتوسہ کے پاس پناہ لی تھی۔

بطریق کے سپاہی ننگی تلواریں اُٹھائے عربوں کے آس پاس کھڑے تھے۔ لیکن اس کے باوجود عربوں کے چہروں پر خوف وہراس کا کوئی اثر نہ تھا۔ وہ بطریق کے سامنے کھڑے حاضرینِ مجلس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ بطریق نے ایک سپاہی سے کہا۔" زیاد عربی کو بلاؤ!"

زیاد عربی بابل کا قلعہ فتح ہونے کے بعد اسکندریہ آگیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ یحییٰ نحوی کے پاس رہ کر عربوں کی مدد کر سکے گا۔ لیکن اسکندریہ پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ یحییٰ نحوی رومیوں کے مظالم سے تنگ آچکا ہے اور اس کے لئے جان بچانا مشکل ہو گئی ہے۔ ان حالات میں اُس نے یحییٰ نحوی کے گھر قیام کرنا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ وہ بطریق کے ترجمانوں کی جماعت میں شامل ہو گیا۔ بطریق مدت سے ایک ایسے ترجمان کی ضرورت محسوس کر رہا تھا جو بے تکلف عربی بول سکتا ہو اور زیاد بطریق کی یہ ضرورت پوری کر سکتا تھا۔

زیاد نے بطریق کے کمرے میں داخل ہوتے ہی مرقس اور ارکادیوس کو پہچان لیا۔

وہ بلبیس کے پڑاؤ میں مرقس اور ارکادیوس سے کافی باتیں کرچکا تھا۔ بطریق نے زیاد کے ذریعے عربوں سے سوال کیا:۔

"تم نے ہم پر حملہ کیوں کیا؟ کیا تم نے ہمیں کمزور سمجھ لیا تھا؟"

عمرو بن العاص نے جواب دیا۔" اسلام کمزور پر ہاتھ اُٹھانے کی اجازت نہیں دیتا۔ ہم اُن کمزور انسانوں کی مدد کے لئے آئے ہیں جنہیں رومیوں نے اپنا غلام بنا رکھا ہے۔"

عمرو بن العاص کا جواب بطریق اور اُس کے ساتھیوں کی توقعات کے بالکل خلاف تھا۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ عرب اپنی غلطی کا اعتراف کر کے ہم سے درخواست کریں گے کہ ہم انہیں چھوڑ دیں تاکہ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اپنے وطن کو لوٹ جائیں۔ لیکن عمرو بن العاص کے جواب نے انہیں حیرت میں ڈال دیا۔ بطریق نے حاضرین مجلس کی طرف متوجہ ہو کر یونانی زبان میں کہا۔" یہ شخص عربوں کا کوئی بڑا افسر معلوم ہوتا ہے۔ اسے قتل کر دینا چاہیئے۔"

بطریق رومی افسروں کے ساتھ عمرو بن العاص کے قتل کے لئے مشورہ کرنے لگا۔ مرقس اس خیال سے پریشان ہو گیا کہ اگر بطریق نے عمرو بن العاص کو قتل کر دیا اور عرب بددل ہو کر اپنے وطن کو لوٹ گئے تو مقوقس اور ارمانوسہ کو رومیوں کے ظلم کا تختۂ مشق بننا پڑے گا۔ رومی مقوقس سے بُری طرح انتقام لیں گے۔ اس نے ارکادیوس کے کان میں کہا۔" سردار! عمرو بن العاص نے ارمانوسہ کو یوقنا لعین سے نجات دلائی تھی۔ اگر یہ ارمانوسہ کے معاملے میں دلچسپی نہ لیتا تو نہ جانے آج ارمانوسہ کہاں ہوتی؟"

وردان! یونانی زبان سے واقف تھا۔ اس نے بطریق کی باتیں سُن کر عمرو بن العاص

سے کہا ۔ "بطریق ہمارے قتل کا مشورہ کر رہا ہے۔"

عمرو بن العاص بطریق کی طرف متوجہ ہو کر بولا ۔ "مغرور انسان! تم ہمیں اپنی قید میں سمجھ رہے ہو؟ سنو! تم ہماری قید میں ہو۔ اسلام کے غازیوں کا لشکر تمہارے سر پر دستک دے رہا ہے۔ وہ ہمارے قتل کی خبر سن کر خاموش نہیں بیٹھیں گے۔ وہ اسکندریہ پر عقابوں کی طرح جھپٹیں گے اور پھر تم اور تمہارے مشیر ان کی تلواروں کی تاب نہ لا سکو گے۔ تمہاری لاشیں اسکندریہ کے بازاروں میں بھوکے کتوں کی غذا بنیں گی۔ میں جا رہا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ تم میرا راستہ روکنے کی حماقت نہیں کرو گے!"

عمرو بن العاص کچھ اور کہے بغیر کمرے سے باہر نکل آیا۔ پہریداروں نے اس کا تعاقب کرنا چاہا لیکن بطریق نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے کہا۔ "انہیں جانے دو۔ میں ان تین آدمیوں کے عوض ہزاروں رومیوں کی جانیں خطرے میں ڈالنے کے لئے تیار نہیں۔"

عربوں کے چلے جانے کے بعد ارکادیوس اور مرقس بطریق کے کمرے سے باہر نکل آئے۔ ارکادیوس بولا۔ "افسوس عربوں کا سپہ سالار بچ گیا ہے۔ مجھے اسے قتل کر دینا چاہئے تھا۔"

مرقس نے ارکادیوس کو جواب طلب نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "سردار! جب تم اس کی قید میں تھے تو اس نے تمہیں قتل نہیں کیا تھا۔"

ارکادیوس بولا۔ "یہ درست ہے۔ لیکن اس نے مجھے آزاد بھی تو نہیں کیا تھا۔"

مرقس نے جواب دیا۔ "اس نے ارمانوسہ کو یوقنا سے نہیں بچایا؟ اگر وہ مجھے خط لکھ کر نہ دیتا تو شہزادی یوقنا لعین سے نہ بچ سکتی تھی؟ پھر شہزادی کو قسطنطین سے کون بچا سکتا

تھا؛ یہاں تو شادی کی تیاریاں بھی مکمل ہو چکی تھیں۔ یہ صرف اسی کے حملے کا نتیجہ ہے، کہ شہزادی اس وقت تک محفوظ ہے۔"

ارکادیوس، مرقس کی باتیں سُن کر خاموش ہو گیا۔۔۔

عمرو بن العاص نے اسکندریہ کی فصیل سے باہر نکلنے کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہا "تم نے اس قبطی نوجوان کو دیکھا ہے جو مقوقس کا خاص آدمی ہے؟"

دردان نے جواب دیا "اس کا نام مرقس ہے۔ جب ہم نے فرما پر حملہ کرنے کے لئے صحرا میں قیام کیا تھا تو یہ نوجوان زیاد کے ہمراہ آپ کے پاس آیا تھا!"

دردان کچھ سوچ کر پھر بولا۔ "لیکن اُس نوجوان کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہو سکا جسے ہمارے سپاہیوں نے بلبیس کے قریب پکڑا تھا اور وہ ہماری قید سے بھاگ گیا تھا۔"

عمرو بن العاص نے جواب دیا۔ "اس کے انداز و اطوار سے معلوم ہوتا تھا، کہ وُہ رومی فوج کا کوئی بڑا افسر ہے!"

دردان نے کہا۔ "وہ غور سے آپ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ شاید اُس نے آپ کو پہچان لیا ہو!"

عمرو بن العاص اپنے ساتھیوں سے باتیں کرتا ہُوا لشکر میں پہنچ گیا۔ عرب اپنے سپہ سالار اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر تکبیر کے نعرے بلند کرنے لگے۔ پھر عمرو بن العاص نے انہیں اپنی گرفتاری اور رہائی کا واقعہ سنانا شروع کیا۔۔۔

(۴۰)

اسکندریہ کے لوگ بظاہر عربوں سے جنگ کرنے کی تیاریوں میں مشغول تھے لیکن اُن کی ساری توجہ اسکندریہ سے بھاگ کر کسی محفوظ جگہ پہنچنے پر مرکوز تھی۔ ہر صبح کئی گھر

سنسان نظر آتے۔ محلّے والوں کو جب معلوم ہوتا کہ اُن کے پڑوسی رات کی تاریکی میں کشتیوں کے ذریعے فرار ہو گئے ہیں۔ تو وہ اسکندریہ میں اپنے قیام کو شومیٔ قسمت کا نتیجہ سمجھنے لگتے اور اپنے باپ دادا کا سارا اندوختہ ملّاحوں کی نذر کر کے ان کی منتیں کرنے لگتے :" خدا کے لئے آج رات ہمیں لے چلو!"

ارکادیوس اس صورتِ حال سے واقف تھا۔ محاصرے کے انجام کے متعلق بھی اسے کسی قسم کی غلط فہمی نہ تھی۔ لیکن اس کے باوجود اسے بزدلوں کی طرح بھاگنا پسند نہ تھا۔ وادیٔ نیل اس کی تمناؤں کا مرکز تھی۔ یہاں اُس کی محبت نے جنم لیا تھا، یہاں کی تاریک راتوں میں اس کے آنسوؤں کے ستارے جھلملاتے تھے۔ یہاں کے در و دیوار نے اس کے دل کی دھڑکنیں سُنی تھیں، اور یہاں کا ذرہ ذرہ اس کی محبت کا امین تھا۔ وہ ہر قیمت پر وادیٔ نیل کو بچانا چاہتا تھا، لیکن امید و بیم اسے ایسے دوراہے پر لے آئی تھی جہاں پہنچ کر انسان اپنے تمام امور مشیتِ ربانی کے سپرد کر دیتا ہے۔

ایک رات دیر تک فصیل پر ٹہلنے کے بعد ارکادیوس اپنے کمرے کی طرف آرہا تھا کہ دروازے پر اسے ایک پہریدار نے سلام کرتے ہوئے کہا :" سردار! مدت سے ایک شخص آپ کا انتظار کر رہا ہے۔"

ارکادیوس نے پہریدار سے سوال کیا :" وہ کہاں ہے ؟"

پہریدار نے جواب دیا :" میرے کمرے میں ۔"

ارکادیوس نے پہریدار سے کہا :" اسے بلا لاؤ!"

ارکادیوس نے اپنے کمرے میں داخل ہو کر شمع روشن کی، وہ اپنی خود اُتار کر قبا اُتارنے میں مشغول تھا کہ پہرے دار اجنبی کو لے آیا ۔۔۔ اجنبی ایک ضعیف العمر اور طویل القامت

بزرگ تھا، جس کے تمام بال سفید تھے۔ بھنووں کا گوشت لٹک کر آنکھوں پر آچکا تھا
اُس نے ارکادیوس کے چہرے کو بغور دیکھنے کے بعد نحیف آواز میں سوال کیا "ارکادیوس
بن اعیبرج تمہارا نام ہے؟"

ارکادیوس نے اثبات میں جواب دیا اور پوچھا "آپ کی تعریف؟"

اجنبی نے جواب دیا "بیٹا! میں تم سے چند ضروری باتیں کرنے کے لئے آیا ہوں
اگر تم سُننے کے لئے تیار ہو تو میں کچھ کہوں؟ ورنہ مجھے اپنا اور تمہارا وقت ضائع کرنے
کی ضرورت نہیں۔"

ارکادیوس بولا "پہلے آپ کا اسمِ گرامی معلوم ہو جانا چاہئے۔"

بوڑھے نے جواب دیا "مجھے نام بتانے میں کوئی عذر نہیں لیکن میں چاہتا ہوں
کہ ایسی غیر ضروری باتیں گفتگو کے اختتام پر کی جائیں۔ اگر ضروری باتوں سے پہلے تمہیں
میرا نام معلوم ہو گیا تو تمہاری توجہ میری باتوں کی بجائے اُن امور پر مرکوز ہو جائے گی۔ بہر حال
میں تمہیں نام بتا دوں گا۔ اس میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔"

ارکادیوس نے کچھ سوچنے کے بعد آہستہ سے کہا۔ "اچھا، فرمایئے!"

بوڑھے نے پوچھا "تمہارا باپ کہاں ہے؟"

ارکادیوس نے جواب دیا "قسطنطنیہ میں۔"

بوڑھے نے پھر پوچھا "وہ قسطنطنیہ کیوں گیا ہے؟"

ارکادیوس نے جواب دیا "بابل کے قلعے پر عربوں کا قبضہ ہو چکا ہے اور سالارِ
لشکر ہونے کی حیثیت سے اُسے شاہِ اعظم ہرقل کے سامنے اپنی شکست کی وجوہات
بیان کرنی پڑیں گی۔"

بوڑھا بولا "تمہارا خیال ہے کہ اسکندریہ پر عربوں کا قبضہ نہیں ہوگا؟"

بوڑھے کے اس سوال سے ارکادیوس کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ سوچنے لگا کہ یہ شخص کوئی جاسوس نہ ہو۔ اس نے اپنی فکری قوتوں کو جمع کرنے کے بعد جواب دیا "اگر رومی ہمت سے کام لیں تو عرب اسکندریہ فتح نہیں کر سکتے۔"

بوڑھے نے کہا "میں رومیوں کی ہمت کے متعلق نہیں پوچھتا۔ میں تم سے یہ پوچھتا ہوں کہ تمہارے خیال میں رومی اسکندریہ کو بچا سکتے ہیں؟"

ارکادیوس نے جواب دیا "خیال تو یہی ہے!"

بوڑھا بولا "جو قوم موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہونے کے باوجود مختلف جماعتوں اور گروہوں میں تقسیم ہو جائے اور اُس کی ساری توجہ اقتدار کی مسندوں تک پہنچنے پر صرف ہونے لگے وہ بہادر دشمن کو شکست دے سکتی ہے؟"

ارکادیوس نے انجان بن کر کہا "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔"

بوڑھے نے جواب دیا "بیٹا! عرب ہمیں ہر محاذ پر شکست دے چکے ہیں۔ اسکندریہ ہم رومیوں کا آخری حصار تھا جو عربوں کے طوفان کی زد میں آ چکا ہے۔ لیکن ہمارے رہنماؤں کا یہ حال ہے کہ وہ محاذِ جنگ پر بھی سیاسی دھڑے بندیوں میں مصروف ہیں۔ ہر افسر مورچہ مضبوط بنانے کی بجائے اپنی پارٹی مضبوط بنانا ضروری سمجھتا ہے۔ اُن کی نظر عربوں کے لشکر کی بجائے ہرقل کی بیماری پر لگی ہوئی ہے۔ اندر وہ شہنشاہ کی موت کا انتظار کر رہے ہیں، تاکہ اس کے مرتے ہی وہ تخت و تاج کے مالک بن جائیں۔ تمہیں شاید معلوم نہیں، یہ ظالم شہزادہ قسطنطین کو زہر دے کر ہلاک کر چکے ہیں۔ اگر وہ آج زندہ ہوتا تو ہمیں اس قدر پریشانیوں کا سامنا نہ کرنا پڑتا!

قسطنطین کا نام سُن کر ارکادیوس چونکا۔ لیکن بوڑھا جذبات کی رَو میں بہا جا رہا تھا۔ وہ ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے بولا۔ "مَیں جب یہ سُنتا ہوں کہ آج رات اتنے خاندان عربوں سے ڈر کر سمندر کے راستے بھاگ گئے ہیں، اور ان کی کشتیاں غرق ہو گئی ہیں، تو اپنے ناخداؤں کی سنگدلی دیکھ کر میرا کلیجہ مُنہ کو آنے لگتا ہے۔ اگر ان ظالموں کو محاذِ جنگ پر بھی سیاسی جوڑ توڑ کا موقع مل سکتا ہے، تو یہ قوم کے بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو کسی محفوظ مقام پر پہنچانے کا بندوبست نہیں کر سکتے؟"

قدرے توقف کے بعد بوڑھے نے ارکادیوس کے کندھے پر اپنا کانپتا ہُوا ہاتھ رکھ کر کہا۔ "بیٹا! اگر محاذِ جنگ پر بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا رکھنا ہی بہادری ہے تو ان بہادروں نے عربوں کا نام سنتے ہی اپنے بیوی بچوں کو اسکندریہ سے کیوں نکال لیا تھا اور انہیں محفوظ مقامات پر کیوں پہنچا دیا تھا؟"

ارکادیوس خاموشی سے بوڑھے کی باتیں سُن رہا تھا اور اُسے اس قوم کی تباہی کا کامل یقین ہو چکا تھا، جس نے صدیوں مصر اور شام کی فضاؤں میں اپنے جلال و جبروت کے پرچم لہرائے تھے۔ بوڑھے نے اس کی پریشانی کا اندازہ لگاتے ہوئے کہا:

"بیٹا! میں کوئی غیر نہیں، مَیں رومی ماں باپ کے گھر پیدا ہُوا ہوں۔ میری رگوں میں رومی خون ہے، مَیں جو کچھ کہہ رہا ہوں، یہ میرے اُس تلخ احساس کا نتیجہ ہے جو مجھے غلط قیادت نے بخشا ہے۔ مَیں اپنی آنکھوں سے اپنی قوم کے وقار کا جنازہ اُٹھتا ہوا دیکھ رہا ہوں اور مجھے روم کا تاج و تخت عرب کے بدوؤں کے قدموں میں نظر آ رہا

ہے۔ اگر آج نہیں تو کل یہ لوگ روم کے تاج و تخت کے مالک بن جائیں گے ـــــ عربوں میں جس قدر اتحاد ہے۔ اُن میں اپنے مقصد کے لئے قربانی دینے کا جو جذبہ پایا جاتا ہے، کیا ہماری قوم میں اس کا عشرِ عشیر بھی ہے؟ اگر نہیں، تو ایک ایسی قوم جس کے دل آپس میں پھٹے ہوئے ہوں، جو اجتماعی مسائل پر توجہ دینے کی بجائے سیاسی جوڑ توڑ میں لگی ہوئی ہو، وُہ اُس قوم کا مقابلہ کر سکتی ہے جو طوفان بن کر اُٹھی ہو؟"

ارکادیوس نے کہا "اگر مقوقس غداری نہ کرتا تو ہمیں شکست نہیں ہو سکتی تھی۔"

بوڑھا بولا:۔

"لیکن مقوقس کو غداری پر کس نے آمادہ کیا؟ وہ کم محبِ وطن تھا؟ اس نے وادیٔ نیل کے لئے کیا کچھ نہیں کیا۔؟ بیٹا! جب کسی مُلک کی قیادت غلط ہاتھوں میں آجاتی ہے تو خود غرض رہنما سب سے پہلے اُن لوگوں کو ذلیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن سے انہیں یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ کسی وقت ان کا اقتدار چھین لیں گے۔ وہ محبوب شخصیتوں کو ذلیل کر کے اپنی قیادت کی بنیادیں مضبوط کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ انہیں اس زیادتی کی کیا قیمت ادا کرنی پڑے گی؟ رومی افسروں نے مقوقس اور اس کی قوم کو جس قدر بے بس بنا دیا تھا آج وہ اسی کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ اُنہوں نے قبطیوں کی رگوں سے خونِ حیات کا آخری قطرہ تک نچوڑ کر اپنے رنگ محلوں کی زینت بنایا۔ اپنے عشرت کدے

سجانے کے لئے اُن پر بھاری مالیہ لگایا۔ اُن کی ماؤں بہنوں کی عصمت لُٹ رہی تھی، بیواؤں کے آنسو خشک ہو چکے تھے۔ یتیموں کی فریاد سننے والا کوئی نہ تھا۔ بوڑھوں کی آنکھوں کا نُور رخصت ہو چکا تھا۔ نوجوانوں کے ہونٹوں سے مسکراہٹیں چھین لی گئی تھیں اور پچکے ہوئے گال اور بھنچے ہوئے ہونٹ ظالم حکمرانوں کی سنگدلی کا افسانہ سنا رہے تھے۔ حق کی خاطر کھلنے والی زبانوں کو کاٹ کر یہ مطمئن تھے۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ جلے ہوئے سینوں سے لاوا پھوٹ رہا ہے اور حالات تیزی سے بدل رہے ہیں۔ آج یہ جس آگ میں جل رہے ہیں یہ انہوں نے خود بھڑکائی تھی۔ اس کے لئے ایندھن فراہم کیا تھا اور اسے اپنے دامن سے ہوا دی تھی ـــــ بیٹا! یہ سوچو کہ اگر مقوقس اور اُس کی قوم کی جگہ ہم ہوتے اور یہ ظالم ہمارے ساتھ یہی سلوک کرتے تو آج ہمارا طرزِ عمل کیا ہوتا ـــــ؟ خیر اب یہ سوچنے کا وقت نہیں، کہ مقوقس نے عربوں سے مل کر غداری کی ہے یا اسے ظالم حکمرانوں نے عربوں کا ساتھ دینے پر مجبور کیا ہے۔ اب سوال صرف یہ ہے کہ کیا مقوقس اور قبطی قوم کے عربوں سے مل جانے کے بعد ہم عربوں کو شکست دے سکتے ہیں؟"

بوڑھا سوال کرنے کے بعد خاموش ہو گیا اور ارکادیوس نے کچھ سوچنے کے بعد کہا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم عزم و ہمت سے کام لیں تو عربوں کو شکست دے سکتے ہیں۔"

بوڑھا غصے سے کانپتا ہُوا بولا۔ "تم جھوٹ بولتے ہو۔ رومی افسر خود فریب نفس میں مبتلا ہیں، اور اُنہوں نے تمہیں بھی فریب میں مبتلا کر رکھا ہے ـــــ عرب اس وقت تک شام عراق اور فلسطین فتح کر چکے ہیں معلوم نہیں ان کی طوفانی رفتار دیکھنے کے باوجود تم غلط فہمی میں کیوں مبتلا

مبتلا ہو؛ مجھے تو یقین ہے کہ انہوں نے جس جرأت مندی سے شام اور عراق سے رومیوں اور ایرانیوں کا اقتدار ختم کیا ہے، اسی جرأت سے وادی نیل پر قبضہ کر لیں گے۔ اگر نصرتِ خداوندی اُن کا ساتھ نہ دیتی تو وہ بے سروسامان ہونے کے باوجود ایسی طاقتور سلطنتوں کو شکست نہیں دے سکتے تھے۔ قدرت نے اُنہیں غریبوں کے آنسو پونچھنے کے لئے بھیجا ہے اور تم اُن کا مقابلہ کرنے کے خواب دیکھ رہے ہو؛ جب تم بابل کے قلعے میں مورچے بنانے کے لئے گئے تھے تو تم نے کلیسا کی راہبات سے کیا سلوک کیا تھا؛ اِن حالات میں تم مقوقس کو غداری کا طعنہ دے سکتے ہو؟"

ارکادیوس نے بوڑھے کو حیرت سے دیکھتے ہوئے سوال کیا "میں نے کیا کیا تھا؟"

بوڑھے نے زوردار الفاظ میں جواب دیا۔

"تم نے راہبات کو کلیسا سے نکالا، اُن کے آنسوؤں کے تقاضے نہ سمجھے اور کلیسا کے تبرکات توڑ کر قبطیوں سے اپنی مذہبی عداوت کا انتقام لیا۔ اس کے مقابلے میں عربوں کا سلوک دیکھو۔ انہوں نے قلعہ فتح کیا تو ان کے سپہ سالار نے کلیسا میں پہنچ کر راہبات کی دلجوئی کی۔ انہیں اپنی بیٹیاں کہہ کر پکارا اور ان کی سہولت کا مناسب انتظام کیا۔ تمہاری قوم نے پادری بنیامین کے ساتھیوں کو اس لئے قتل کیا تھا کہ وہ ملک میں صالح انقلاب برپا کرنا چاہتے تھے۔ انہیں تمہارے ظالم اور جابر حکمرانوں کی تعیش پسندانہ زندگی پسند نہ تھی اور وہ وادیٔ نیل میں ایسا عادلانہ نظام قائم کرنا چاہتے تھے جو عوام کی ضروریاتِ زندگی پوری کرنے کے ساتھ ساتھ ظلم کا خاتمہ بھی کر دے۔ تم نے پادری بنیامین کو جنگلوں کی خاک چھاننے پر مجبور کیا، اور عربوں کے سپہ سالار نے اُسے راہبات کی

درخواست پر واپس بُلا لیا ہے، عرب پرندوں کی حفاظت کے لئے اپنے خیمے کو جنبش دینا مناسب نہیں سمجھتے اور تم انسانوں کی بستیاں اُجاڑ دیتے ہو؟ آخر قدرت اُن کا ساتھ کیوں نہ دے؟ کیا مقوقس کو مال کی ہوس نے عربوں کا ساتھ دینے پر مجبور کیا ہے؟ مال اسے رومی اقتدار میں حاصل نہ تھا؟ مقوقس کو تمہارے بد دماغ حاکموں نے عربوں سے ملنے پر مجبور کیا ہے اور اب وہ بنیامین کے ساتھیوں کا انتقام لے گا، بنیامین کا انتقام لے گا اور اُن تمام مظلوموں کا انتقام لے گا، جن کے خون سے انتقام انتقام کی آوازیں آرہی ہیں ـــــ"

بوڑھا مسلسل بولتا جا رہا تھا، اور غصے سے اُس کے دونوں رخسار سُرخ ہو چکے تھے۔ ارکادیوس پریشانی کے عالم میں کمرے میں ٹہلنے لگا۔ وہ بوڑھے کی باتوں پر غور کر رہا تھا، لیکن اس کے پاس بوڑھے کی باتوں کا کوئی جواب نہ تھا۔ اس نے چند ثانیے سوچنے کے بعد کہا: "بابا! اب کیا کیا جائے؟"

بوڑھے نے بھرپور انداز میں جواب دیا: "میرا خیال ہے کہ تمہیں اس قوم کی بداعمالیوں کی سزا نہیں ملنی چاہیے جو اپنی موت کا سامان فراہم کر چکی ہے"

ارکادیوس نے پوچھا: "لیکن اب کیا کرنا چاہئے؟"

بوڑھے نے جواب دیا: "تمہیں خاموش بیٹھ جانا چاہئے۔ عرب ایک دو دن میں اسکندریہ فتح کر لیں گے۔ اُن کے سپہ سالار کو جب یہ معلوم ہو گا کہ تم نے جنگ میں حصّہ نہیں لیا تو وہ یقیناً تم سے خوش ہو گا!"

اسکندریہ کی فتح کا ذکر کرتے ہوئے بوڑھے کی کراہ نکل گئی اور وہ دونوں ہاتھوں

سے کلیجہ تھام کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ دردناک انداز میں بولا " اسکندریہ رومی اور مصری تہذیب کا مرکز تھا۔ دُنیا اسے اُم العلوم کے نام سے پکارتی تھی۔ اور اس کے در و دیوار پر ہماری عظمت کی داستانیں ثبت تھیں۔ اب اس کے لہلہاتے ہوئے باغوں پر ان لوگوں کا قبضہ ہو جائے گا جن کے ملک میں صرف کھجوریں اُگا کرتی تھیں۔"

ارکادیوس جوش میں آ کر بولا " یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔"

بوڑھے نے مغموم لہجے میں جواب دیا " یہ تقدیرِ الٰہی ہے۔ اور اسے کوئی نہیں ٹال سکتا۔۔۔"

ارکادیوس بولا " تو پھر اس زندگی سے موت بہتر ہے۔"

بوڑھے نے اپنے ہونٹوں پر مصنوعی مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا " غالباً تمہاری شادی نہیں ہوئی۔ اگر تمہیں اپنی موت پر کسی رونے والی کا خیال ہوتا تو تم ایسی باتیں نہ کرتے۔ میرے خیال میں تو اس وقت موت کو دعوت دینا بہادری نہیں۔ مرنے والوں کے ساتھ کون مر جاتا ہے۔ میں نے تو یہی دیکھا ہے کہ لوگ اُن محبوبوں کی موت پر بھی صبر کر لیتے ہیں جن کے انفاس سے اُن کی رُوح میں بالیدگی پیدا ہو جاتی تھی۔ یہ دُنیا کی ریت ہے۔ اور میں نے تمہارے سامنے اپنی زندگی کا تجربہ پیش کر دیا ہے۔ اس سے سبق حاصل کرنا تمہارا کام ہے۔"

بوڑھا باتیں کرنے کے بعد لکڑی کے سہارے کھڑا ہو گیا۔ وہ کمرے سے باہر نکلنے لگا تو ارکادیوس نے پوچھا " آپ کا اسمِ گرامی ؟"

بوڑھے نے جواب دیا " نام پوچھنے سے فائدہ ؟"

ارکادیوس بولا " یہ کوئی بڑی بات نہیں۔"

بوڑھے نے آہستہ سے کہا۔ "مجھے یحییٰ نحوی کہتے ہیں!"

یحییٰ نحوی قبطیوں کی طرح یعقوبی مذہب کا پیروکار تھا، اسی لئے وہ ایک جید عالم دین ہونے کے باوجود رومیوں کے ظلم وستم کا تختۂ مشق بنا ہوا تھا ـــــ یحییٰ نحوی، ارکادیوس کے کمرے سے نکل گیا تو ارکادیوس اُس کی باتوں پر غور کرنے لگا۔ عربوں کی فتح کے تصوّر نے اُسے زندگی سے بیزار کردیا تھا، لیکن ارمانوسہ کا خیال اُسے زندہ رہنے پر مجبور کر رہا تھا ـــ

اگلی شام مرقس اس کے پاس آگیا ـــ مرقس کو دیکھتے ہی اسے وہ رات یاد آگئی جب وہ مرقس کے ساتھ بابل کے قلعے سے نکل کر کلیسا میں گیا تھا، اور اس کی غیر حاضری میں قلعہ فتح ہوگیا تھا۔ اُس نے پریشانی کی حالت میں ارمانوسہ کی خیریت دریافت کی تو مرقس نے افسردہ لہجے میں جواب دیا۔ "کل سے شہزادی کی حالت بہت خراب ہے۔ وہ روزہ رکھ کر آپ کے لئے دعا مانگ رہی ہے لیکن اسے چین نہیں آتا۔ اب وہ آپ کے ساتھ قدیس بونس کے کلیسا میں صلوٰۃِ خوف ادا کرنا چاہتی ہے اور اس نے مجھے آپ کو بلانے کے لئے بھیجا ہے۔"

"قدیس بونس کا کلیسا کہاں ہے؟"

"مریوط میں!"

ارکادیوس نے مرقس کو غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم چاہتے ہو کہ میں محاذ چھوڑ دوں اور عرب شہر پر قبضہ کرلیں؟"

مرقس، ارکادیوس کو غضبناک دیکھ کر خاموش ہوگیا۔ وہ تھوڑی دیر ارکادیوس کے جواب کا انتظار کرنے کے بعد آہستہ سے بولا۔ "تو پھر کیا ارشاد ہے؟"

ارکادیوس نے کہا "میں بابل کے قلعے سے تمہارے ساتھ گیا تھا، اور اس کے نتائج تم نے دیکھ لئے؟ ابھی تک میں اس ندامت کو نہیں مٹا سکا۔ اس محاذ پر میں عربوں کی قوت توڑ دینا چاہتا ہوں۔ ندامت مٹانے کا اب یہی طریقہ ہے۔ ان حالات میں میں محاذ کیسے چھوڑ سکتا ہوں ۔۔۔ ؟"

مرقس نے نیازمندی سے جواب دیا "میں آپ کے عزائم میں حارج ہونے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ میری حیثیت تو محض ایک قاصد کی ہے۔ شہزادی کا پیغام پہنچانا میرا فرض تھا۔ اگر آپ کے حالات آپ کو جانے کی اجازت نہیں دیتے تو میں آپ کو مجبور نہیں کر سکتا۔ لیکن میں یہ سوچ رہا ہوں کہ کل عربوں نے اسکندریہ پر حملہ کیا تو میں شہزادی کو کیسے مطمئن کر سکوں گا؟ اس کی حالت مجھ سے دیکھی جائے گی؟"

ارکادیوس نے کچھ سوچ کر کہا "تمہارے ساتھ چلنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن اندیشہ یہ ہے کہ میری عدم موجودگی میں اسکندریہ پر حملہ ہو گیا تو اس غلطی کی تلافی نہیں ہو سکے گی۔ اسکندریہ کے محاذ پر میں عربوں سے فیصلہ کن جنگ لڑنے کا عزم کر چکا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تو ارمانوسہ فخر سے کہہ سکے گی کہ جب اسکندریہ کی حفاظت کا نعرہ لگانے والے محاذ جنگ سے بھاگ گئے تھے تو محاذ جنگ پر میری تلوار چمکی تھی۔ اور اگر میں محاذ پر قتل ہو گیا تو یہ فخر بھی ارمانوسہ کے لئے کوئی کم نہ ہوگا۔ آزادی کی اپنے خون سے آبیاری کرنے والوں کو دنیا فراموش نہیں کر سکتی۔ تاریخ انہیں یاد رکھتی ہے اور وقت آنے پر اُن کا خون رنگ لاتا ہے۔ بزدل اور بے غیرت انسان کی صد سالہ زندگی سے ایک غیور اور باہمت انسان کی زندگی کے وہ چند لمحے یقیناً زیادہ قیمتی ہوتے ہیں جو وہ رزمگاہ میں

گوارا کر اپنی ملت کے نوجوانوں کے لیئے قابلِ تقلید مثال قائم کر جاتا ہے ۔۔۔ لیکن میری موت کے بعد ارمانوسہ کو پریشان نہ ہونے دینا! ماریہ کو اس کے ساتھ رکھنا۔ تم دونوں کے ساتھ وہ زندگی کے دن کاٹ لے گی!"

ارکادیوس کی باتیں سُن کر مرقس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ۔۔۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ارمانوسہ کی بیوگی کی تصویر کھنچ گئی۔ ارکادیوس بھی آنسو نہ روک سکا ۔۔۔ باہر کی طرف کھلنے والی کھڑکی کے سامنے عربوں کا لشکر ڈیرے ڈالے پڑا تھا، اور چاندنی رات میں باغ اور بحیرۂ روم کا منظر فطرت کی بوقلموں رنگینیوں کا نظارہ پیش کر رہا تھا۔

ارکادیوس نے مرقس کے چہرے پر محبت آمیز نگاہیں ڈالتے ہوئے مغموم انداز میں کہا۔ "اب تمہیں جانا چاہیئے"

مرقس نے درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا "میں آپ کو خطرے میں چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہوں؟"

ارکادیوس بولا۔ "موت و حیات خدا کے اختیار میں ہے۔ جینے کی آرزو کرنے سے کوئی شخص زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکتا، اور موت سے کھیلنے والوں کو فوراً موت نہیں آجاتی۔ کئی لوگ موت سے بھاگنے کی کوشش کرتے ہوئے مارے جاتے ہیں، اور کئی موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کے باوجود زندہ رہتے ہیں ۔۔۔ ارمانوسہ سے کہنا۔ اس کا پیار میرے گلے میں ہے۔ مجھے موت نہیں آسکتی ۔۔۔!"

مرقس نے مغموم لہجے میں کہا "میں روانگی سے قبل آپ کو ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ عرب کل اچانک حملے کا ارادہ رکھتے ہیں، آپ ذرا محتاط رہنے کی کوشش

کریں ۔۔۔ ۔"

مرقس ارکادیوس کو خدا حافظ کہنے کے بعد مریوط کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ راستے میں سوچتا جا رہا تھا کہ میں شہزادی کو کیا جواب دوں گا ۔۔۔"

ارمانوسہ کو مرقس کا انتظار کرتے ہوئے شام ہو چکی تھی اور وہ بربارہ سے پوچھ رہی تھی "مرقس ابھی تک نہیں آیا؟ ۔۔۔" بربارہ اضطراری حالت میں باہر کے دروازے کے قریب آ کر مایوس لوٹ جاتی ۔۔۔ مریوط آتے وقت مرقس بربارہ کو بتا آیا تھا کہ عرب علی الصباح حملہ کریں گے۔ اسی لئے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اُس کا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا ۔۔۔ اچانک اُسے اندھیرے میں ایک سایہ رینگتا ہوا دکھائی دیا، اور اس کی ساری حسیات اس کی نگاہوں میں سمٹ آئیں ۔۔۔ اب مرقس اس کے سامنے کھڑا تھا، اور وہ دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھامے ارکادیوس کی دردناک باتیں سُن رہی تھی ۔۔۔ اس نے روتے ہوئے کہا ۔"خدا کے لئے شہزادی کے سامنے ایسی باتیں نہ کرنا! اس کا دل پھٹ جائے گا ۔۔۔ اس وقت تم اس کے پاس نہ جاؤ!" ۔۔۔ صبح کے وقت مقوقس کے کارندے اسکندریہ فتح ہونے کی خبر لے آئے ۔ ارمانوسہ بستر پر بیہوش پڑی تھی اور بربارہ اُسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھی!

اسکندریہ

(۱)

مرقس ارکادیوس سے رخصت ہو کر مربوط کی طرف روانہ ہو چکا تھا اور ارکادیوس اپنے کمرے میں بیٹھا صورت حال پر غور کر رہا تھا۔ مرقس کے ذریعہ اسے عربوں کے حملے کا وقت معلوم ہو چکا تھا۔ چنانچہ وہ تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد پیش آنے والے حالات کے متعلق بطریق سے مشورہ کرنے کے لئے چلا گیا۔ بطریق کے مکان پر پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ بطریق اسکندریہ چھوڑ چکا ہے۔

وہ بطریق کے مکان کے وسیع صحن میں کھڑا ہو کر سوچنے لگا کہ ایسے بزدلوں کو رہنما بنا لینے والی قوم زندہ نہ سکتی ہے؟ بطریق اسکندریہ کی حفاظت کے لئے کس قدر بلند بانگ دعوے کیا کرتا تھا؛ وہ اسکندریہ کی ایک ایک انچ زمین کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کا مدعی تھا، لیکن وہ اُن تمام لوگوں کو تقدیر کے حوالے کر کے بھاگ

گیا ہے، جنہوں نے اس کے قومی نعروں پر اعتماد کیا تھا ۔ غصّے کی وجہ سے ارکادیوس کے چہرے کا رنگ سُرخ ہو گیا، اور اس کے اندر سے آواز آئی کہ ایسے خواجہ سراؤں کو اپنا نجات دہندہ سمجھ لینے والی قوم کا یہی انجام ہوتا ہے۔ اب میری کوششیں اسے تباہی کے عمیق غاروں میں گرنے سے نہیں بچا سکتیں۔ اِس قوم میں ذمہ دار افراد موجود تھے، لیکن اُنہوں نے کبھی اپنے ناخداؤں سے یہ سوال کرنے کی جرأت نہیں کی کہ تم اطلس و حریر کا لباس پہن کر اُس قوم کا مقابلہ کر سکتے ہو، جو چیتھڑوں میں ملبوس ہو کر شہنشاہوں کی قبائیں نوچنے کے لئے اُٹھی ہے۔

تھوڑی دیر کے لئے اُس کے دل میں بھی خیال پیدا ہوا کہ میں بھی بطریق کی طرح بھاگ کر اپنی جان بچانے کی کوشش کروں، مگر معاً اُسے خیال آیا کہ میں وادیٔ نیل کی لاکھوں بیٹیوں کو دشمنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر نہیں بھاگ سکتا۔ ان کی حفاظت میرا فرض ہے۔ بطریق کے مکان سے نکل کر وہ اپنے سپاہیوں کے ساتھ دفاعی انتظامات میں مصروف ہو گیا۔

علی الصباح وہ فصیل پر کھڑا ہو کر عربوں کے حملے کا انتظار کرنے لگا۔ عربوں کا لشکر مختلف حصّوں میں بٹ چکا تھا اور ہر فوجی دستے کے آگے ایک عَلَم تھا۔ فوجی دستوں کو ترتیب دینے کے بعد عربوں نے پیش قدمی شروع کر دی ۔

ارکادیوس، اسکندریہ کے صدر دروازے پر کھڑا تیر اندازوں کو ہدایات دے رہا تھا۔ اسی دوران میں اسے خوفناک شور سنائی دیا، اور وہ برج سے نیچے اُتر کر بازار میں چلا گیا۔ اسکندریہ کے بازاروں میں بھگدڑ مچی ہوئی تھی۔ ارکادیوس نے چیخ چیخ کر سپاہیوں کو ٹھہرنے کے لئے کہا لیکن کسی نے اُس کی آواز کی پرواہ نہ کی۔ سپاہی بڑی تیزی سے اُس کی نگاہوں سے روپوش ہوتے جا رہے تھے۔ اُس نے دوڑ کر ایک بدحواس سپاہی کا بازو پکڑ لیا اور

اُسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا ——" بُزدلو! تمہیں کیا ہو گیا ہے ؟"

بدحواس سپاہی نے جواب دیا " مجھے چھوڑ دو - اُس طرف دیکھو، عرب شہر میں داخل ہو گئے ہیں : انہوں نے فصیل کا دروازہ توڑ لیا ہے !"

ارکادیوس حیران کھڑا دیکھنے لگا - اچانک اسے عرب سپاہیوں کا ایک دستہ اپنی طرف آتا ہوا دکھائی دیا اور وہ تلوار پکڑ کر اُس کے مقابلے کے لئے آگے بڑھا - لیکن ایک سوار اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا کر اُس کے سامنے آ کر رُک گیا - یہ سوار مسلمانوں کا سپہ سالار عمرو بن العاص تھا —— ارکادیوس نے عمرو بن العاص کو خالی ہاتھ دیکھ کر زوردار الفاظ میں کہا " نیام سے تلوار نکالو اور مقابلے کے لئے تیار ہو جاؤ !"

عمرو بن العاص نے پیچھے کی طرف دیکھ کر وردان کو ترجمانی کے لئے بلایا - وردان نے آگے بڑھ کر عمرو بن العاص کو ارکادیوس کا مطلب سمجھایا تو عمرو بن العاص نرمی سے بولا - " میں ارکادیوس سے نہیں لڑ سکتا - یہ نوجوان میرا محسن ہے - جب مجھے رومیوں نے پکڑ کر اطربون کے سامنے پیش کیا تھا تو اُس نے مجھے پہچان لینے کے باوجود اطربون کو یہ نہیں بتایا تھا کہ میں مسلمانوں کا سپہ سالار ہوں —— اگر یہ اطربون کو میرے متعلق بتا دیتا، تو میں زندہ نہیں بچ سکتا تھا - میں ایسے عالی ظرف نوجوان کو اپنا دوست بنانا چاہتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ ارکادیوس میری اس پیشکش کو ٹھکرا کر میرے خلوص کی توہین نہیں کرے گا !"

وردان کے ذریعے عمرو بن العاص کے احساسات معلوم کرنے کے بعد ارکادیوس عمرو بن العاص کے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا - مرقس، عمرو بن العاص کی دائیں طرف کھڑا مسکرا رہا تھا ——

عمرو بن العاص پھر بولا ۔۔۔ "میں اپنے دوست سے تھوڑی سی اجازت چاہتا ہوں۔ شہر میں امن قائم کرنے کے لئے میرا بعض مقامات پر جانا ضروری ہے۔"

ارکادیوس نے کہا ۔ "آپ اپنے سپاہیوں کو تاکید کریں کہ وہ عوام پر سختی نہ کریں!"

عمرو بن العاص نے یہ کہتے ہوئے اپنے گھوڑے کی باگ موڑ لی ۔۔ "ہم عوام کے لئے رحمت کا پیغام لے کر آئے ہیں۔"

عمرو بن العاص کے چلے جانے کے بعد ارکادیوس اُس کی باتوں پر غور کرنے لگا۔ اسکندریہ کی شکست نے اُس کا دل توڑ دیا تھا لیکن اس کے باوجود عمرو بن العاص کا غیر متوقع طرزِ عمل اُس کے زخم خوردہ دل کے لئے مرہم ثابت ہوا۔ مرقس نے آگے بڑھ کر ارکادیوس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور ارکادیوس نے سوال کیا ۔ "ارمانوسہ کا کیا حال ہے؟"

مرقس نے جواب دیا۔ "بربارہ کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ شہزادی بہت زیادہ پریشان ہے۔ اِسی لئے اُس نے مجھے شہزادی کے پاس جانے سے روک دیا تھا اور میں اس خیال سے اسکندریہ آگیا کہ حملے کے وقت میرا آپ کے پاس موجود ہونا ضروری ہے۔ اب میں مریوط پہنچ کر شہزادی کو آپ کی خیریت سے آگاہ کرتا ہوں۔"

ارکادیوس نے کچھ سوچ کر کہا ۔ "تمہیں جلد پہنچ جانا چاہئے۔"

مرقس کے جانے کے بعد ارکادیوس اپنے کمرے کی طرف روانہ ہو گیا۔ وہ چند قدم آگے بڑھا تو اسے زیاد نظر آیا۔ اس نے زیاد کے قریب پہنچ کر سوال کیا ۔ "عربوں اور رومیوں سے آپ کا کیا تعلق ہے؟" ۔۔۔ زیاد، ارکادیوس کو اپنے حالات سے آگاہ کرنے لگا۔

(۲)

زیاد اور ارکادیوس کو باتیں کرتے ہوئے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ مرقس اور عمرو بن

العاص واپس آگئے۔ عمرو بن العاص نے زیاد کی وساطت سے کہا "ارکادیس! اگر تم ارمانوسہ کے پاس جانا چاہتے ہو تو میں سواری کا بندوبست کر دیتا ہوں۔"

عمرو بن العاص کی زبان سے ارمانوسہ کا نام سُن کر ارکادیس حیران رہ گیا۔ عمرو بن العاص نے اُس کی پریشانی کا اندازہ لگاتے ہوئے کہا "گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ مجھے تمہارے تعلقات کا بہت پہلے سے علم تھا۔"

وہ ذرا رُک کر پھر بولا "مقوقس کی طرف سے تمہیں اپنا دل صاف کر لینا چاہئے۔ وہ حالات سے مجبور تھا۔"

ارکادیس نے اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھتے ہوئے زیاد کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ "تمہیں یحییٰ نحوی کی قیام گاہ کا علم ہے؟"

زیاد نے اثبات میں جواب دیا تو عمرو بن العاص نے ارکادیس سے کہا "تم یحییٰ نحوی سے ملنا چاہتے ہو، آؤ اُس کے پاس چلیں!"

پھر عمرو بن العاص نے ایک سپاہی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "پڑاؤ سے گھوڑے لے آؤ!"

تھوڑی دیر بعد عمرو بن العاص گھوڑے پر سوار ہو کر یحییٰ نحوی کی قیام گاہ کی طرف جا رہا تھا۔ زیاد، مرقس اور ارکادیس کے گھوڑے اس کے پیچھے تھے۔

مریوط پہنچ کر مرقس ارمانوسہ کے پاس چلا گیا اور عمرو بن العاص اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک عظیم الشان حویلی کے اندر داخل ہوا —— حویلی کے بڑے کمرے میں مقوقس اور یحییٰ نحوی بیٹھے تھے۔ ارکادیس، مقوقس کو دیکھ کر ذرا رُکا، لیکن یحییٰ نحوی نے مضطربانہ آگے بڑھ کر ارکادیس کو گلے لگا لیا۔ پھر مقوقس اُٹھ کر ارکادیس سے بغلگیر ہُوا ——

مقوقس کو دیکھ کر ارکادیوس بہت پریشان تھا۔ لیکن اُس نے سنبھلنے کی کوشش کرتے ہوئے مقوقس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور مقوقس نے اُسے آغوش میں لے کر اپنے پاس بٹھا لیا۔

پھر یحییٰ نحوی مقوقس کے قریب بیٹھ گیا اور اُس نے ارکادیوس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "بیٹا! ارمانوسہ کی قیام گاہ میں ہمارا ملاپ خدا کی رحمت ہے۔ ہم لوگوں کو معلوم تھا کہ تم ارمانوسہ سے شادی کرنا چاہتے ہو، لیکن شاہِ مصر تمہارے جذبات کا احترام نہیں کر سکتے تھے۔ حالات نے انہیں مجبور بنا رکھا تھا"

مقوقس، ارکادیوس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا "میرا بیٹا بھی مجبور تھا"

یحییٰ نحوی نے جواب دیا۔" یہ ہمارے ظالمانہ نظام کی پیدا کردہ مجبوریاں تھیں جس نے انسانوں سے فکر و ضمیر کی آزادی چھین لی تھی"

پھر یحییٰ نحوی نے ارکادیوس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا "ہمیں یہ معلوم کر کے بے حد مسرت ہوئی ہے کہ ارمانوسہ سے تمہارا عقد ہو گیا ہے۔ لیکن ہم یہ رسم دوبارہ ادا کرنا چاہتے ہیں تاکہ لوگوں کو بھی پتہ چل جائے!"

مقوقس آبدیدہ ہو کر بولا:۔

"بیٹا! رومیوں نے اپنے عہدِ حکومت میں جس شقاوتِ قلبی کا مظاہرہ کیا ہے، اُس سے میرا احساس زخمی ہے۔ میرے قلب میں گہرے گھاؤ ہیں۔ میں اپنی قوم کی حالت دیکھ کر تڑپ رہا تھا۔ لیکن مجھے ظالم حکمرانوں کے خلاف احتجاج کرنے کی اجازت نہ تھی۔ سوکھے ہوئے ہونٹوں اور پچکے ہوئے گالوں کے تقاضے میری نگاہ میں تھے، لیکن میں کسی مظلوم کی مدد نہیں کر سکتا تھا ——"

وہ یحییٰ نحوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا:۔

"اِس خدا رسیدہ انسان کا اس کے سوا اور کیا قصور تھا کہ اسے تمہارے سنگدل حکمرانوں کی عیاشانہ زندگی پسند نہ تھی۔ یہ اُن کے ترنوالوں میں اُن فاقہ کش انسانوں کو بھی برابر کا شریک ٹھہرا رہا تھا، جن کے خون سے جگمگاتے ہوئے جام لبریز تھے ـــــ ظالمانہ نظام پر تنقید کرنے کے جرم میں اسے کن کن مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا! اسے حکومتِ وقت کا باغی قرار دے کر تختۂ دار پر لٹکانے کی کوشش کی گئی ـــ اس کے ساتھیوں کو چُن چُن کر موت کے گھاٹ اُتارا گیا، اور اسے جان بچانے کے لئے ملک کے تاریک ترین گوشوں میں چھپنا پڑا ـــ اگر ہمارے ارباب اقتدار کی نیّت ٹھیک ہوتی تو وُہ ایسے عالمِ دین کے افکار سے روشنی حاصل کر کے وادیٔ نیل کو جنّت کا نمونہ بنا سکتے تھے۔ لیکن اُن کے نزدیک ہر مفکّر کا قلع قمع کر دینا ضروری تھا، اور اُنہیں صرف ایسے مسخروں کی ضرورت تھی، جو اُن کے مُنہ سے نکلی ہوئی ہر بات کو وحیٔ آسمانی ثابت کرنے کے لئے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے رہیں!"

ارکادیوس، مقوقس کی باتیں سُن کر بہت متأثر ہُوا۔ چنانچہ اُس نے نیازمندی سے کہا، "اگر مجھ سے کوئی گستاخی ہوئی ہو تو آپ مجھے معاف کر دیں۔"

مقوقس نے جواب دیا۔ "مَیں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تمہارا کوئی قصور نہیں قصور ہے اُن بد باطنوں کا جنہوں نے مُلک کو تباہ کر دیا ہے۔ تم نے جس شجاعت و بہادری کا مظاہرہ کیا ہے، تاریخ اُسے کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ لیکن مُلک کو تباہی کے راستے

پر ڈالنے والوں کو کبھی معاف نہیں کیا جائے گا۔ آنے والی نسلیں اُن پر لعنتیں بھیجیں گی۔"

مقوقس اور ارکادیوس کی گفتگو کے دوران میں بربارہ آگئی۔ اُس نے آگے بڑھ کر ارکادیوس کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ پھر ارمانوسہ آگئی۔ شرم کے مارے ارمانوسہ کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں۔ وہ صبح بہت زیادہ رو چکی تھی، اِسی لئے اُس کی آنکھیں شبنم میں نہائے ہوئے گلاب کے پھول کی طرح سُرخ تھیں۔ اُس نے کمرے میں داخل ہو کر سلام کیا، تو یحییٰ نحوی نے آگے بڑھ کر اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور مقوقس ارکادیوس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہو گیا۔ مقوقس اور یحییٰ نحوی آہستہ آہستہ ایک دوسرے کے قریب ہو گئے اور اُنہوں نے ارکادیوس اور ارمانوسہ کے ہاتھ ملا دیئے ــــ یحییٰ نحوی نے ذرا پیچھے ہٹ کر زور سے کہا۔" جنہیں خدا ملائے اُنہیں کوئی جُدا نہیں کر سکتا!"

اگلے دن عمرو بن العاص نے ارکادیوس کے پاس آکر پوچھا۔"تم مستقل طور پر کہاں رہنا چاہتے ہو؟"

ارکادیوس نے قدرے تأمل کے بعد جواب دیا،" سکونت کے متعلق میں ابا جان سے مشورہ کر لینے کے بعد ہی کوئی رائے قائم کر سکتا ہوں۔"

عمرو بن العاص، ارکادیوس سے باتیں کرنے کے بعد اسکندریہ چلا گیا اور ارکادیوس نے اپنے باپ کے نام خط لکھ کر قسطنطنیہ بھیج دیا۔ قاصد نے چند دنوں کے بعد واپس آکر خبر دی کہ اعیرج قسطنطنیہ کے جیل میں مر گیا ہے ــــ اپنے باپ کی موت کی خبر سُن کر ارکادیوس کو قسطنطنیہ کے نام سے نفرت ہو گئی۔ چنانچہ اس نے اسکندریہ میں قیام کا فیصلہ کر لیا۔

اسکندریہ فتح ہونے کے بعد عمرو بن العاصؓ کے پاس امیرالمومنین عمرؓ فاروق کا خط آیا اور اُن کے مشورے کے مطابق وہ بابل کے قلعے کی طرف چلا گیا۔ وہ اپنے خیمے کے قریب پہنچا تو پہریدار سپاہی نے السلام علیکم سے اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا :

"کبوتروں کے انڈوں سے بچے نکل آئے ہیں"

عمرو بن العاص اپنے خیمے کے قریب پہنچ کر رُک گیا۔ خیمے کے اندر دو کبوتر غٹر غوں کر رہے تھے اور اُن کے بچے اُڑ رہے تھے ـــــ عمرو بن العاص نے اپنے خیمے سے تھوڑی دُور خیمہ نصب کرنے کا حکم دے دیا۔ بعد میں اسی جگہ ایک شہر آباد ہو گیا جسے خیمے کی مناسبت سے فسطاط کہا جانے لگا۔

ارکادیوس، ارمانوسہ اور بربارہ کے ساتھ اسکندریہ میں سکونت پذیر ہو گیا۔ ماریہ اور مرقس بھی اُس کے ساتھ تھے ـــــ